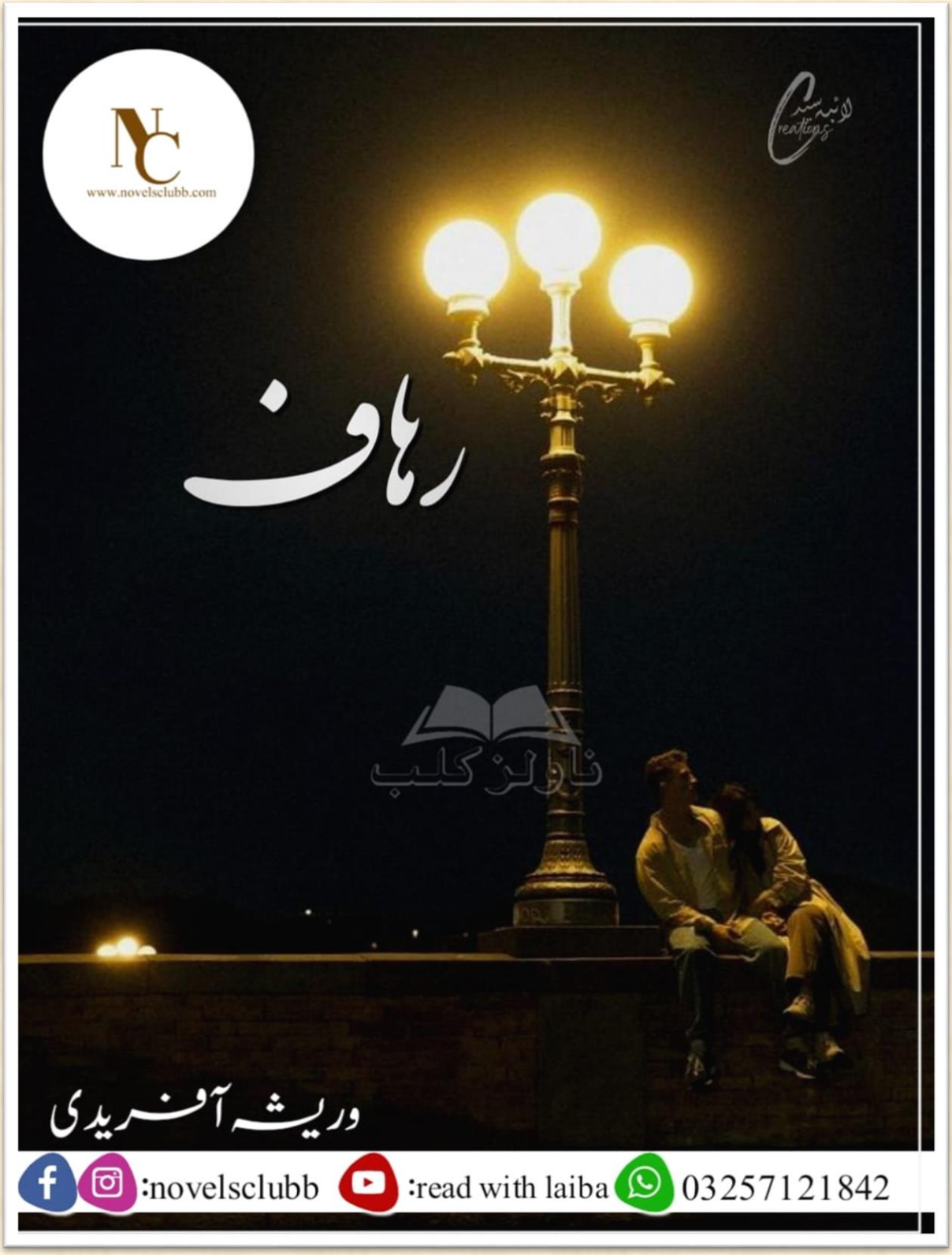
www.novelsclubb.com
رہاف
ناولز کلب
وریشہ آفریدی
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

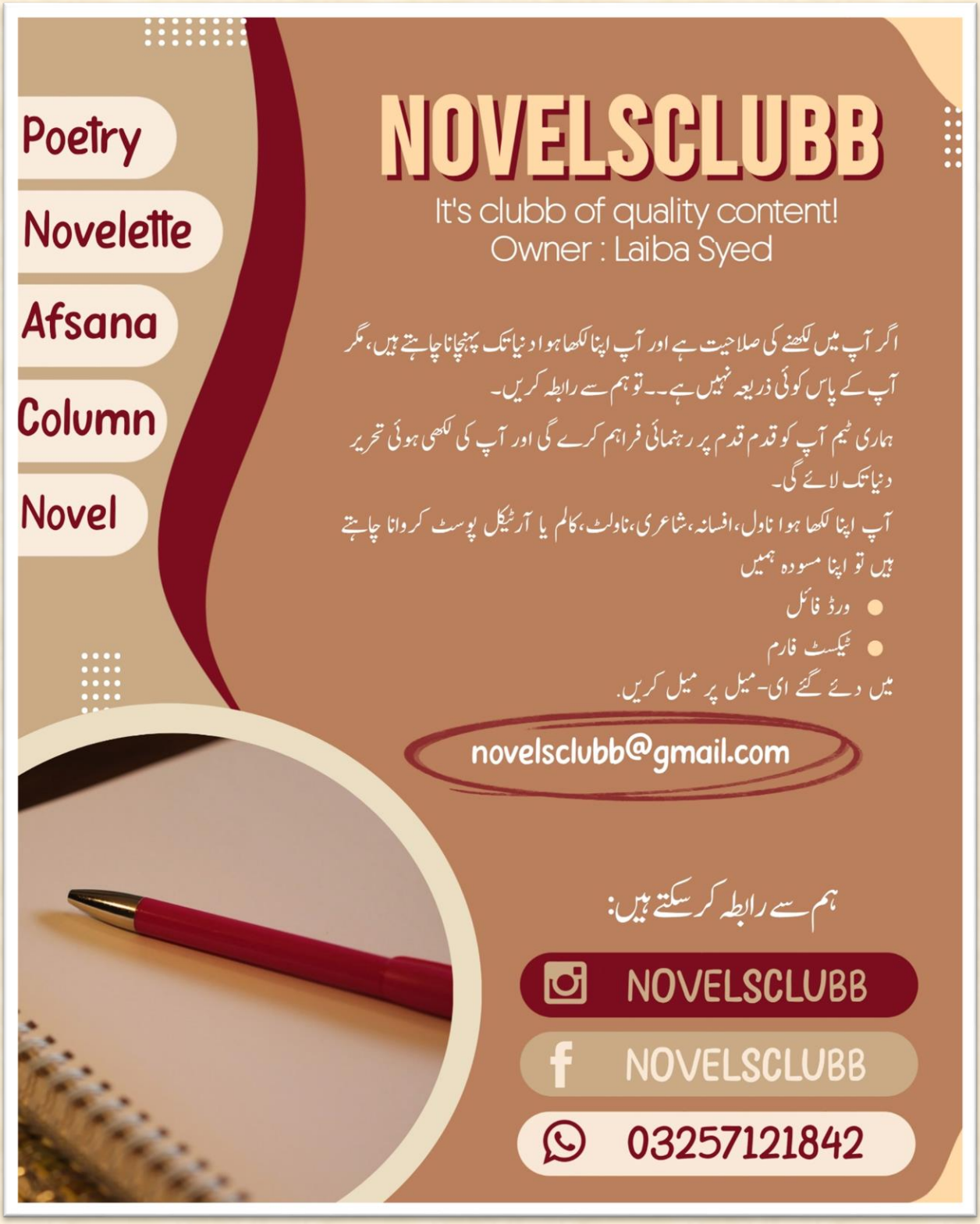
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

رهاف

از قلم

وریشه آفریدی

Clubb of Quality Content

پیش لفظ:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم!

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو نہایت رحم کرنے والا اور نوازنے والی ذات ہے۔ میں اس پروردگار کی شکر گزار ہوں جس نے مجھے قلم اٹھا کر لکھنے اور اس کو دوسروں تک پہنچانے کا ذریعہ بنایا ہے۔

اس پیش لفظ کو لکھنے سے پہلے میں سوچ رہی تھی کہ میں نے "رِھاف" کو کیوں لکھا؟ اور مجھے اپنے ذہن کا ہر صفحہ اس سوال پر خالی لگا، لیکن پھر میں نے رِھاف کے ڈرافٹ کو کھولا تو مجھے اس کا انتساب نظر آیا۔ میں نے اسے ان لڑکیوں کے لئے لکھا ہے جو بہادر ہیں، جو سروائورز ہیں اور جو خود کو پروٹیکٹ کرتی ہیں۔ اس کہانی کا مرکزی خیال بھی یہی تھا، مجھے ایسی کہانی لکھنی تھی جو ان عورتوں کے لئے ہو جنہوں نے زندگی میں بہت کچھ سہا ہو، جو سروائورز ہوتی ہیں، جنہوں نے امید کا دامن نہ چھوڑا ہو اور ہر پل خود کو سنبھالا ہو۔

لیکن آپ میں سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں نے یہ کہانی صرف بہادر لڑکیوں کے لئے لکھی ہے۔ یہ کہانی اسی بہادر لڑکی کے اندر چھپی اُس ڈری، سہمی لڑکی کے لئے ہے جس کا دل شل اور جسم معذور ہو چکا ہے اس مقام تک پہنچنے میں، مگر وہ ابھی تک ڈٹی ہوئی ہے۔ رِھاف اس کہانی کا مرکزی کردار ہے جو میرے دل کے بے حد قریب ہے۔ رِھاف کا کردار لکھنے میں مجھے مشکل پیش آئی کیونکہ وہ ایک انٹروورٹ لڑکی تھی اور میں خود نہ اس کی جیسی ہوں، نہ میں کبھی رِھاف جیسی لڑکی سے ملی ہوں۔ اسے لکھنے سے پہلے میں نے سوچا تھا کہ رِھاف ایک چلبلی لڑکی ہو گی، مگر ایسا نہیں ہوا۔ وہ بلکل میرے خیال کے برعکس نکلی۔ میں اسے لکھتے ہوئے بہت تھکی ہوں کیونکہ اس کے کردار کو لکھنا بہت مشکل تھا، مگر میں نے ہار نہیں مانی اور لکھتی گئی۔ کہانی مکمل ہو گئی، مگر جب میں نے آخری لفظ لکھا تو میرے دماغ میں ایسا پلاٹ آیا کہ مجھے خود حیرانی ہوئی۔ اور پھر اسی پر کام کر کے میں نے سوچا کہ اب یہی پلاٹ لکھوں گی۔ مگر اس پلاٹ کو لکھنا اتنا مشکل تھا کہ ایک رات میں لکھتے لکھتے بے اختیار رونے لگی، کیونکہ میں لکھنا کچھ اور چاہ رہی تھی، میرے کردار مجھ سے کچھ اور لکھوانا چاہتے

تھے۔اس لئے میں نے فائل کو ہی ڈیلیٹ کر دیا اور اپنی ایڈیٹر کو کہا کہ مجھ سے فائل ڈیلیٹ ہو گئی۔ مگر اس کے بعد میری دوسری ایڈیٹر کا میسج آیا کہ تمہارا فائل ٹرش بین میں پڑا ہے۔ میں حیران پریشان یہ سوچ رہی تھی کہ فائل میں نے ڈیلیٹ کی ہے تو اس کے ٹرش بین میں کیسے چلا گیا اور میں اسے بھی یہ نہیں کہہ سکی کہ میں نے غصے میں آکر ڈیلیٹ کر دیا ہے۔۔

مگر جب میرا غصہ ٹھنڈا ہوا تو میں نے فائل ریکور کر لیا لیکن اس پر کام نہیں کیا اور میں اپنے محبوب شوق یعنی پڑھائی میں لگ گئی۔(نہیں،کورس کی کتابیں نہیں۔۔۔ناولز۔) میں نے ایک رات میں فرحت اشتیاق کی تین کتابیں پڑھیں اور انہی کے بعد فجر کی نماز کے بعد میں یہ پیش لفظ لکھ رہی ہوں۔اور اب اس کے بعد میں کہانی بھی مکمل کر لوں گی یہ میں جانتی ہوں،مگر اگر میں اکیلی اس کہانی کا کریڈٹ لوں گی تو یہ میری ایڈیٹر زاراخان کے ساتھ ناانصافی ہو گی۔یہ کہانی جتنی میری ہے اتنی زارا کی بھی ہے۔میرے بعد اگر کہانی کو کسی نے مکمل کیا ہے تو وہ زارا ہے۔میں اس کا جتنا شکریہ ادا کروں کم ہے۔۔

اس کے بعد اس کتاب کے پبلشرز "بک ٹائم پبلیکیشن" اور خرم بھائی کی شکر گزار ہوں۔ اگر ان کا ساتھ نہ ہوتا تو میں کبھی اس کتاب کو مکمل نہ کر پاتی۔ ان کے بعد میں ہمایوں ایوب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جنہوں نے اس کتاب کا سرورق بنایا۔ میری باقی دوستیں جن کا میں شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کیونکہ اس کتاب میں ان کا نام ہونے کا ان سب کا حق ہے۔ ماہ نور رؤف جس کا میں نے ایڈیٹس پر دماغ کھایا ہے اور جو میری پرسنل اسسٹنٹ بنی ہوئی ہے آج کل۔ تم نہ ہوتی تو میرا کیا ہوتا؟

خدیجہ زہرا، جس سے میں نے رِہاف کے ڈاکومنٹ کو ایڈیٹ کروا کر اس کا سر کھایا، شکریہ تمہارا۔۔۔ اسوہ اشتیاق جس نے سب سے آخر میں آ کر پروف ریڈنگ میں حصہ لیا اور اس پیش لفظ میں حصہ دار بن گئی۔۔ باقی میری تمام آن لائن سہیلیاں جنہوں نے کہیں نہ کہیں میری مدد کی ہے، تم سب کا شکریہ۔

میرے خاندان میں میری بڑی بہن دعا نعمان اور میری کزن حیاء اور کزی جو میری سپورٹ سسٹم ہیں، ان کے بغیر میں کچھ نہیں۔ تم دونوں میری زندگی کا بہترین اثاثہ ہو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے بعد میں ان لوگوں کی شکر گزار ہوں جنہوں نے رِہاف کو پڑھا اور اس کی قدر کی۔

اور آخر میں میری دعا ہے کہ میری یہ کتاب ہر اس فرد کے پاس پہنچے جو اس کی قدر کرے اور جس کو اس کی ضرورت ہے۔

دعاؤں کی طلبگار

وریشہ آفریدی!

ایک ایسی لڑکی جو اس دور میں ہر لڑکی میں نظر آئے گی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انتساب:

رِھاف کا ہر لفظ اس لڑکی کے نام جس نے خود کو سب سے پہلے رکھا،

جس نے اپنی بقاء کی جنگ اپنے لئے اکیلے لڑی، جس نے خود پر کوئی آنچ نہیں

آنے دی اور جس نے خود کو اپنے ماضی سے آزاد کر کے اپنے آپ کو

اپنی نادانیوں اور غلطیوں پر معاف کر دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگر قسمت میں آدھی روٹی ہے تو چھین کر پوری بھی

کھالو گے تو الٹی آجائے گی، کبھی نصیب سے زیادہ

ہضم نہیں ہوتا پھر وہ چاہے روٹی ہو یا محبت۔

(بانو قدسیہ)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ لوگ تمہیں سمجھائیں گے

وہ تم کو خوف دلائیں گے

جو ہے وہ بھی کھو سکتے ہے

اس راہ میں رہزن ہے اتنے

کچھ اور یہاں ہو سکتا ہے

کچھ اور تو اکثر ہوتا ہے

پر تم جس لمحے میں زندہ ہو

یہ لمحہ تم سے زندہ ہے

یہ وقت نہیں پھر آئے گا

تم اپنی کرنی کر گزرو

جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(فہمیدہ ریاض)

شہر: پشاور۔

وقت: رات کے 12:30

وہ اس وقت اپنے گھر کے پچھلے حصے میں ننگے سر بیٹھی، اپنے دونوں ہاتھوں کی مدد سے گھڑا کھود رہی تھی۔ اس کی حالت بہت ابتر تھی۔ ہاتھوں پر جگہ جگہ گیلا خون لگا تھا، سر کے بال بکھرے اور مٹی سے اَٹے ہوئے تھے۔ ہلکی ہلکی بارش کی وجہ سے زمین گیلی تھی، اس لیے اسے ہاتھوں سے کھودنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آ رہی تھی۔ بالوں کو ماتھے سے ہٹانے کی کوشش میں ہاتھوں سے مٹی ماتھے پر بھی لگ گئی تھی۔ اس کے ہاتھ پھرتی سے چل رہے تھے۔ سانس بری طرح پھولی ہوئی تھی اور انداز سہما ہوا۔ وہ ایک ڈری ہوئی لڑکی تھی، جس کے ہاتھ میں کپڑے تھے جن پر خون لگا تھا، اور اب وہ انہیں دفن کر رہی تھی۔ اچھی

طرح گھڑا کھود کر ان کپڑوں کو دفنا کر وہ اب اس پر مٹی ڈال رہی تھی۔اس بار ہاتھوں میں مزید پھرتی تھی،وہ جلد از جلد اس جگہ سے نکلنا چاہتی تھی۔اسے اپنے کمرے میں جانا تھا،اس سے پہلے کہ کوئی اسے دیکھ لے....

"کیا کر رہی ہو؟"وہ ساکت ہوئی،اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی۔دوسرا وجود اس کے قریب آیا اور اپنا ہاتھ اس کے آگے پھیلایا۔وہ چند لمحے اس ہاتھ کو دیکھتی رہی،پھر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ناخنوں کے اندر گھسی ہوئی مٹی کو دیکھتے ہوئے دوسرے وجود پر جھرجھری طاری ہوئی،مگر اس نے ظاہر نہیں کیا۔

لیکن دوسرا وجود اسے کپڑے دفن کرتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔ ..

"کیا توڑا؟"باورچی خانے سے آتی ٹھاہ کی آواز پر نبیلہ بیگم کا ارتکاز ٹوٹا،جو موبائل پر کوئی کھانا پکانے کی ترغیب دیکھنے میں مصروف تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کچھ نہیں امی..." باورچی خانے سے اس مخلوق نے اونچی آواز میں جواب دیا۔ نبیلہ بیگم دوبارہ کھانے کی ترغیب دیکھنے میں مشغول ہو گئیں، جبکہ کچن والی مخلوق اب اپنی ماں کے جہیز کا آخری گلاس ٹھکانے لگا رہی تھی۔

"اف۔۔یہ آخری گلاس تھا،یہ بھی ٹوٹ گیا،اب تو امی میری ٹانگیں توڑ دیں گی۔" خود سے بڑبڑاتا وجود، ٹوٹے گلاس کے ٹکڑے اٹھاتے ہوئے باہر آیا اور ماں کی نظروں سے بچ کر چھت پر جانے والی سیڑھیوں کی طرف چلا گیا۔ چھت پر موجود کباڑ کے اسٹور میں اُس نے گلاس کو دفن کیا اور سٹور سے نکل آئی۔ چھت پر کھڑی ہو کر وہ چار دیواری کے قریب آئی اور نیچے دیکھنے لگی جہاں سے پورا محلہ نظر آتا تھا۔ گلی میں کرکٹ کھیلتے چھوٹے بچوں سے نظر ہٹا کر وہ گھروں کو دیکھنے لگی۔ اس گلی میں سب سے بڑا گھر انہی کا تھا۔ آبائی گھر تھا اس لئے بڑا تھا۔ وہ وہاں سے ہٹ آئی اور آرام آرام سے سیڑھیاں اُتر کر نیچے آنے لگی تاکہ نبیلہ بیگم کو اس کے قدموں کی آواز نہ سنائی دے۔

نیچے آکر وہ دوبارہ کچن میں آئی جہاں پر تیز والیوم کے ساتھ عابدہ پروین کی آواز گونج رہی تھی جس کے ساتھ وہ خود بھی گنگنا رہی تھی۔۔

"یہ تمنا ہے کے آزاد تمنا ہی رہوں۔۔

دل مایوس کو مایوس تمنا نہ بنا۔۔۔۔

تو نے دیوانہ بنایا تو میں دیوانہ بنا۔۔۔۔"

اس نے بچے ہوئے برتن دھوئے اور ہاتھ خشک کر کے سائیڈ پر رکھے موبائل کو اٹھایا۔۔یہ اُس کی عادت کوئی بھی کام کر رہی ہو تو موبائل پر گانے سنتی۔اُس کا کہنا تھا کہ ایسے اس کا کام جلدی ختم ہو جاتا ہے اور کام کرنے میں مزہ بھی آتا ہے۔باورچی خانے سے باہر آئی تو لاؤنج کی کرسی پر رکھا دوپٹہ اٹھایا اور کندھوں پر اوڑھ کر ماں کے ساتھ آکر دھپ سے بیٹھ گئی۔

"کمبخت رِھاف! آرام سے نہیں بیٹھ سکتی؟"نبیلہ بیگم نے اس کے اس طرح اچانک دھپ سے بیٹھنے پر اسکو بازو پر مارا،جس پر وہ برا منہ بنا گئی۔بڑا لاونج نما کمرہ جو اس وقت پر سکون

سا احساس دے رہا تھا۔ لکڑی کے صوفے دیوار کے ساتھ ترتیب سے رکھے تھے اور ان پر رکھے نرم کشن سادگی کے ساتھ خوبصورتی دکھا رہے تھے۔ انہی میں سے ایک پر نبیلہ بیگم براجمان تھی۔ بیچ میں قالین بچھا تھا اور اس پر ایک لکڑی کا پرانا سا صندوق نما میز رکھا تھا۔ کھڑکی پر ہلکے رنگ کے پردے لگے تھے جن سے روشنی چھن کر اندر آ رہی تھی۔ چھت سے جھولتا ہوا لکڑی اور پیتل کا وہ جھولا رِہاف کا پسندیدہ تھا۔ دیواروں پر لگی تصویریں اور کونے میں رکھی سجاوٹی چیزیں لاونج کو مکمل بنا رہی تھیں۔

"امی! میں بڑی ہو گئی ہوں۔۔ہاتھ نہ اٹھایا کریں۔" وہ سنجیدگی سے بولی تو نبیلہ بیگم نے نظر موڑ کر سر تا پیر اپنی بیٹی کو دیکھا جو خود کو بڑا کہہ رہی تھی۔ جس نے سفید، گھٹنوں تک آتی ٹی شرٹ کے ساتھ کھلی شلوار پہنی ہوئی تھی۔۔بال کندھوں سے ذرا نیچے تک آتے تھے جو اتنی گرمی میں بھی کھلے ہوئے تھے اور پیروں میں گھر کے عام سے سلیپرز۔

"بڑی ہو گئی ہو؟؟ میں جانتی ہوں ابھی اندر جا کر جو تم نے میرے جہیز کا آخری گلاس توڑا ہے۔۔بڑی آئی تم بڑی!!او نہوں!...ماں نہ بنی کرو میری!"اب کی بار ان کا لہجہ تھوڑا تیز تھا۔رِھاف کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔

"آپ کو کیسے پتہ چلا؟"وہ واقعی حیران ہوئی تھی۔

"ماں ہوں تمہاری۔۔تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔۔"انہوں نے ایک نظر اس پر ڈالی اور اس کے کچھ بولنے سے پہلے بولی۔"اور یہ کیا تم آدھی پختون اور آدھی انگریز بنی ہوئی ہو جاؤ، کپڑے بدلو!"انہوں نے اُس کے لباس کو نشانہ بنائے بنا اسکی سنے۔

"امی، بخش دیں۔۔اتنی گرمی ہے۔"اُس نے ان کی ہر بات کو نظر انداز کر کے ہاتھ کو ہوا میں جھلایا۔

"تو بال باندھو اگر اتنی گرمی لگ رہی ہے۔"اب انہوں نے اس کے بالوں کو نشانہ بنایا۔ مگر سامنے والے وجود پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا،وہ جانتی تھیں۔

Clubb of Quality Content

"امی،بالوں نے کیا کیا ہے اتنے چھوٹے تو ہے۔"بڑی بڑی شہد رنگ آنکھیں کھول کر اس نے اپنے بالوں پر ہاتھ پھیر کر کہا۔۔

"میری بات کیوں تم مانتی نہیں ہو۔۔میں ظہر کی نماز پڑھنے جا رہی ہوں۔۔"وہ اُٹھ کر جانے لگیں جب بے ساختہ مُڑیں۔"تم نے پڑھی ہے نماز؟"انہوں نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا۔

"امی،پڑھتی ہوں کچھ دیر میں۔"اس نے موبائل سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

"اُٹھو۔۔۔"نبیلہ بیگم نے اس کا بازو پکڑ کر اُٹھایا۔"نجانے کب تک میں تمہیں ایسے نماز کے لیے اُٹھاتی رہوں گی۔۔۔بڑی ہو جاؤ رِھاف!نہیں تو میں نے ڈنڈا اُٹھا لینا ہے۔"وہ اسے اٹھا کر اپنے ساتھ کھینچ کر لے جانے لگی اور وہ بھی ان کے پیچھے کھنچی چلی گئی۔رُکی تب، جب نبیلہ بیگم نے اُسے اس کے کمرے کے عین سامنے لا کھڑا کیا۔

"جا کر وضو کرو،اور باہر آ کر میرے ساتھ نماز پڑھو۔میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"اس کے پاس اب کوئی اور راستہ نہیں

تھا،اس لیے وہ اندر گئی اور دس منٹ بعد واپس آئی۔اس نے اب پیازی رنگ کی شلوار قمیض پہنی تھی،چہرے پر پانی کی چھینٹیں نمایاں تھیں۔

"چلو آؤ۔۔۔"نبیلہ نے جائے نماز کی طرف اشارہ کیا تو وہ ان کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔نماز سے فارغ ہو کر نبیلہ قرآن کی تلاوت کرنے لگی تھیں،جبکہ رِھاف دوبارہ باورچی خانے میں جا چکی تھی۔اس بار وہ اپنے لیے چائے بنانے میں مصروف تھی۔چائے بنا کر جب وہ باہر آئی، تو بے اختیار نبیلہ نے اُس پر نظر ڈال دی۔

"جون کی اس تپتی دوپہر میں چائے کون پیتا ہے؟"

"چائے کے عاشق۔"کپ اُٹھا کر گرم مائع حلق میں انڈیلا،آنکھیں بند کیں،گویا اپنے آپ ہی بنائے ہوئے اس شاہکار سے لطف اندوز ہو رہی ہو۔نبیلہ نے سر جھٹک کر اُسے افسوس بھری نظر سے دیکھا اور دوبارہ تلاوت کرنے میں مشغول ہو گئیں۔جبکہ رِھاف اب سکون سے چائے پی رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رِھاف، نبیلہ بیگم اور مراد خان کی اکلوتی بیٹی تھی۔ مراد خان کے دو بڑے بھائی تھے اظہر خان اور طاہر خان۔ تینوں بھائیوں میں سب سے بڑے اظہر خان تھے، جو اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کی شادی اپنے والد کے قریبی دوست کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ ان کے دو بیٹے ہیں، حمزہ اور احمد، حمزہ اپنے والد کا کاروبار سنبھالتا تھا جبکہ احمد فلحال پڑھ رہا تھا۔ ان کے بعد طاہر خان تھے جو لاہور میں مقیم تھے۔ ان کی شادی خاندان میں اپنی چچازاد سے ہوئی تھی، مگر چونکہ ان کا سارا کاروبار لاہور میں تھا، اس لیے وہیں رہائش اختیار کر لی۔ طاہر خان کے تین بچے تھے بڑا بیٹا جواد، اس کے بعد جنید، اور سب سے چھوٹی بیٹی سفیرہ۔ ان سب سے چھوٹے مراد خان تھے، جو رِھاف کے والد تھے۔ وہ خاندان کے پہلے فرد تھے جنہوں نے برادری سے باہر شادی کی۔

وہ لاہور تعلیم حاصل کرنے گئے تھے، جہاں ان کی ملاقات نبیلہ سے ہوئی، جو ان کی کلاس فیلو تھیں۔ مراد خان نے جب اپنے والد کو نبیلہ کے بارے میں بتایا تو انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا، لیکن ان کے دونوں بھائیوں نے شدید اعتراض کیا۔ تاہم، والد کے سمجھانے پر وہ

دونوں بھی راضی ہو گئے۔ مراد خان اور نبیلہ نے شادی کے بعد کچھ عرصہ لاہور میں گزارا، پھر وہ پشاور میں اپنے آبائی گھر منتقل ہو گئے، جہاں اب نبیلہ اور رِھاف رہتی تھیں۔

تقریباً ایک سال قبل، مراد خان کا اچانک ہارٹ اٹیک کے باعث انتقال ہو گیا تھا۔ اپنی وفات سے قبل، وہ اپنی جائیداد کا پورا حصہ نبیلہ اور رِھاف کے نام کر چکے تھے۔

"پتہ کرو، حمزہ آیا ہے یا نہیں؟" اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی، ٹی وی کا ریموٹ ہاتھ میں پکڑے ناہید بیگم نے احمد سے کہا، جو اپنے موبائل میں مگن تھا۔

"آ گیا ہو گا ماما، رات کے دس بج رہے ہیں۔" اس نے بے نیازی سے کہا، چہرہ بدستور جھکا ہوا تھا۔

"احمد جا کر اسے کہو، ماما بلا رہی ہیں۔" انہوں نے اس بار سختی سے کہا، تو احمد نے ایک "اف!" بھری نظر ماں پر ڈالی اور اٹھ کھڑا ہوا۔ بھورے رنگ کا ٹراؤزر اور سفید ٹی شرٹ پہنے، بال ماتھے پر گرے، وہ عام سے نقوش والا بائیس سالہ نوجوان تھا۔

ماں کے کمرے سے نکل کر وہ باہر آیا،باہر لگے سوئچ بورڈ پر موبائل چارج پر رکھا اور ٹی وی لاؤنج کی طرف چلا گیا-یہاں بھاری بھرکم صوفے رکھے تھے،اس کے عین بیچ و بیچ میں ہی شیشے کا میز تھا جس پر کچھ شوپیس سجے ہوئے تھے۔لاؤنج کے دائیں جانب ایک کشادہ باورچی خانہ تھا،جس میں ایک ڈائننگ ٹیبل بھی رکھا تھا۔احمد نے قدم سیڑھیوں کی جانب موڑے، کیونکہ حمزہ اور اس کا کمرہ دوسری منزل پر تھا۔دوسرے فلور پر دو کمرے،ایک اوپن کچن اور چھوٹا لاؤنج تھا۔احمد سیدھا حمزہ کے کمرے میں گیا۔دروازہ کھولا تو وہ بیڈ پر ٹیک لگائے،لیپ ٹاپ پر جھکا ہوا کام کر رہا تھا۔وہ اس وقت گھر کے نارمل حلیہ میں تھا، رنگت صاف،بال قدرے تراشے ہوئے،ٹی شرٹ کے ساتھ ٹراوزر پہنے اس کا چہرہ لیپ ٹاپ پر جھکا ہوا تھا۔

"بھائی،ماما بلا رہی ہیں۔"احمد کے کہنے پر حمزہ نے لیپ ٹاپ سے سر اٹھایا جس سے اس کا چہرہ واضح ہوا۔پر اعتماد چہرہ، سنجیدگی سے بھری بھوری آنکھیں اور جمے ہوئے بال۔۔۔

"ٹھیک ہے، آتا ہوں۔" کہہ کر اس نے احمد کو فارغ کیا اور خود دوبارہ کام میں مصروف ہو گیا۔ احمد نیچے آیا اور ماں کے کمرے کا رخ کیا۔ اب وہاں اظہر خان بھی موجود تھے۔

"السلام علیکم۔" ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ حمزہ بھی پیچھے سے داخل ہوا اور مشترکہ سلام کیا۔ ناہید اور اظہر خان نے سر کے ہلکے سے خم سے جواب دیا۔

"ماما، آپ نے بلایا؟"

حمزہ نے کمرے میں داخل ہو کر نرمی سے پوچھا۔ ناہید اُسے دیکھ کر چند لمحے کے لیے چپ سی رہ گئیں۔ بلاشبہ وہ ایک فرمانبردار بیٹا تھا۔ آج تک اس نے کبھی ناہید یا اظہر خان کی کسی بات کو انکار نہیں کیا تھا۔

"ہاں، ہمیں تم سے ایک بات کرنی ہے۔" جواب ناہید کے بجائے اظہر خان نے دیا، تو حمزہ ذرا حیران سا ہوا۔

"جی، میں سن رہا ہوں۔" وہ احمد کے برابر رکھی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ چہرے پر سنجیدگی کے آثار تھے، آنکھوں میں توجہ۔

"عمل بھی کرو گے یا صرف سننے آئے ہو؟"اظہر خان کے سوال پر اُس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہم چاہتے ہیں کہ تمہاری شادی رِھاف سے ہو جائے۔۔۔"یہ سنتے ہی وہ بے اختیار سیدھا ہو بیٹھا۔

"بابا۔۔۔"اس نے کچھ کہنا چاہا، لیکن اظہر خان نے ہاتھ اٹھا کر روکا۔

"ہماری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی۔"وہ خاموش ہو گیا، سر جھکائے، پوری توجہ سے سنتا رہا۔ جیسے جیسے اظہر خان بات کرتے گئے، اُس کے چہرے پر ہلکی سی چمک بڑھتی گئی۔۔

.———— ————.

"الصَّلاۃُ خَیرٌ مِّنَ النَّوم۔۔۔"دور کسی مسجد سے آتی صدا پر اُس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ اس نے چہرے سے چادر ہٹا کر آنکھیں کھولیں، پھر چادر ایک طرف کرتے ہوئے وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ واش روم جا کر چند منٹ میں وضو کیا اور باہر آ گئی۔ چہرے کے گرد دوپٹہ اسکارف

کی صورت لپیٹ کر وہ جائے نماز پر کھڑی ہو گئی اور نماز ادا کرنے لگی۔ نماز سے فارغ ہو کر وہ جائے نماز سمیٹ ہی رہی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھل گیا۔

"ارے! آج میرے اُٹھانے سے پہلے کیسے جاگ گئی؟" نبیلہ کی آواز پر وہ مسکرا کر رہ گئی۔

"سفیرہ نے ایک طریقہ بتایا تھا، وہی آزمایا ہے۔" اس نے جائے نماز رکھ کر جواب دیا۔

"تو کیا وہ طریقہ کام کر گیا؟" نبیلہ وہیں دروازے پر کھڑی پوچھ رہی تھیں۔

"ہاں۔" اس نے مسکرا کر جواب دیا اور دوپٹہ کو سر پر جماتے ہوئے بیٹھ گئی۔

"کیا طریقہ تھا؟"

"اس نے کہا تھا، رات کو سونے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے کہنا کہ وہ تمہیں صبح کی نماز کے لیے اُٹھائے۔۔۔ میں نے ویسا ہی کیا، اور دیکھیں! میں جاگ گئی۔" وہ بچوں جیسی خوشی سے بتا رہی تھی۔ نبیلہ اُس کے قریب آ گئیں اور محبت سے اس کا ماتھا چوم لیا۔

Clubb of Quality Content

"میرا بیٹا۔۔۔"نظر بھر کر اُسے دیکھتے ہوئے بولیں۔"تمہیں پتہ ہے تم کیسی لڑکی ہو رھاف؟"نبیلہ کے یکدم کہنے پر ایک جھماکا سا اس کے زہن میں ہوا اس نے یہ جملہ کہیں اور بھی سن رکھا تھا۔۔اسے اچانک وہ یونیورسٹی کا دن یاد آیا۔

وہ اس کے یونیورسٹی کے پہلے دن تھے جب وہ شروع شروع میں وہاں گئی ہوئی تھی ۔۔شروع شروع کے دن تھے اس لئے یونیورسٹی میں ایڈجسٹ کرنا بہت مشکل تھا اور اس کے لئے تو ویسے بھی کسی نئی جگہ میں جانا اور وہاں خود کو ایڈجسٹ کرنا بہت مشکل کام تھا۔ شروع شروع کے دنوں میں تو وہ گئی بھی نہیں تھی کیونکہ اسے کبھی بخار ہو جاتا تھا کبھی گلہ خراب ہو جاتا تھا۔ آخر کئی ہفتوں کے بعد جب وہ وہاں ایڈجسٹ ہوئی تو اس کی ایک سینیئر لڑکی سے دوستی ہوئی تھی جس کا لاسٹ ایئر تھا اور جس نے رِھاف کو یونیورسٹی میں ایڈجسٹ ہونے میں مدد دی تھی۔ رِھاف کا اس کے ساتھ اچھا تعلق تھا وہ دونوں ملتی رہتی تھی۔ ایک دن وہ دونوں کیفے ٹیریا میں بیٹھی تھی جس دن ان دونوں کا آخری پیپر تھا وہ لڑکی اس کے بعد یونیورسٹی نہیں آنے والی تھی۔ وہ رِھاف کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے بولی۔

"رِہاف کیا میں تمہیں ایک بات بتاؤں؟"رِہاف بغیر چونکے اس کی طرف دیکھنے لگی ہاں کہنے کے بجائے اس نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔اسے باقی باتیں تو یاد نہیں تھی مگر اسے ایک جملہ یاد رہ گیا جو اس وقت اسے بہت حیرت میں ڈال گیا تھا۔

"تم ایک آئیوری ٹاور پرنسس ہو۔۔"

"کیا مطلب؟"اس نے پوچھا تھا مگر وہ لڑکی اپنی بات کو گھما گئی تھی۔

"رِہاف۔۔رِہاف سن رہی ہو نا؟"نبیلہ کے کندھا ہلانے پر وہ چونکی اور ان کی جانب متوجہ ہوئی۔

"جی۔۔جی کیا کہہ رہی تھی آپ؟"اس نے ذہن کو بیدار کرتے ہوئے نبیلہ سے پوچھا۔

"تم سن نہیں رہی تھی میری بات۔۔کہاں گم ہو جاتی ہو؟"ان کے کہنے پر وہ ہلکا سا مسکرائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کہیں نہیں امی بس ایک پرانی بات یاد آگئی تھی آپ کہیں۔۔"اس نے نبیلہ کو کہا اور پھر ان کی سننے لگی۔

"میں تو یہی کہہ رہی تھی کہ تم بہت اچھی لڑکی ہو ہاں بس بولتی کم ہو۔۔"انہوں نے رِھاف کو دیکھا جو ان کی بات پر مسکرائی۔

"تم عجیب ہو بچے۔مجھے لگتا ہے تم جیسی بے وقوف آج تک پیدا نہیں ہوئی، مگر تم جتنی سمجھدار بھی کوئی نہیں ہے۔تم کبھی کبھی بالکل بچوں جیسی حرکتیں کرتی ہو، جیسے ابھی کی تم چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان ہو جاتی ہو، لیکن تم بڑی سے بڑی بات کو بھی ہوا میں اڑا دیتی ہو۔تم جتنی پتھر دل ہو، آج تک میں نے ایسی لڑکی نہیں دیکھی۔تم کبھی اتنا بولتی ہو کہ سر کھا جاتی ہو، اور پھر جب چپ رہنے کی ٹھان لو تو کوئی تمہاری زبان نہیں کھلوا سکتا۔"وہ رِھاف کے مسکراتے چہرے کو دیکھتے ہوئے بس سوچ رہی تھی اسے بتا نہیں سکی۔

"یونیورسٹی جاؤ گی آج؟"

"نہیں امی، آج پیپرز کے بعد پہلا دن ہے کل جاؤں گی۔" اس نے دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔ وہ یونیورسٹی کے چوتھے سمسٹر میں تھی اور سائیکالوجی پڑھ رہی تھی۔ کبھی کبھی وہ اپنے سینئرز کے ساتھ کلائنٹس بھی دیکھ لیتی تھی ان کے ہمراہ۔ کیونکہ وہ قابل سٹوڈنس میں شمار ہوتی تھی۔

"تو کیا پہلے دن پڑھائی نہیں ہوتی؟" نبیلہ بیگم نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے کیا پتا، ہوتی ہے یا نہیں۔۔۔ میں تو کبھی پہلے دن گئی ہی نہیں!" کیا معقول جواب تھا۔

"ناشتہ کرو گی؟" ان کے سوال پر اُس نے سر ہاں میں ہلایا۔

"پہلے اپنا کمرہ سمیٹ کر لوں، پھر آتی ہوں۔" کہہ کر وہ صفائی میں مصروف ہو گئی، اور نبیلہ بیگم باہر نکل گئیں۔ رِہاف کے کمرے میں ایک بیڈ تھا، جس کے ساتھ ایک چھوٹی سی سائڈ ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔ بیڈ کے بالکل سامنے ایک آئینہ نصب تھا۔ دائیں جانب کتابوں کا ایک شیلف تھا، جس میں ناولز کے ساتھ ساتھ سائیکالوجی کی کئی کتابیں بھی موجود تھیں۔ کمرہ صاف کرنے کے بعد اس نے آئینے میں خود پر ایک نظر ڈالی۔ وہ اب بھی رات والے پیازی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لباس میں ملبوس تھی۔اُس نے بس بالوں میں کنگھی کی،دوپٹہ درست کیا اور کمرے سے نکل آئی۔اس کے کمرے کے ساتھ نبیلہ کا کمرہ جڑا ہوا تھا۔لاؤنج سے نکل کر وہ باہر آئی۔ باہر بڑا صحن تھا،جس کے گرد درختوں کی قطاریں تھیں۔صبح کا اجالا پھیل چکا تھا مگر سورج ابھی پوری طرح طلوع نہیں ہوا تھا ٹھنڈی گھاس پر چلنا اُسکو سکون دے رہا تھا۔۔صحن سے اگر گھر کی جانب دیکھو تو یہ گھر حویلی کے طرز پر بنا تھا۔کئی لمحے وہ اس گھر کو دیکھتی رہی۔۔ توجہ تب ہٹی جب دروازے پر دستک ہوئی۔اسے معلوم تھا اس وقت کون ہو سکتا ہے۔اُس نے دوپٹہ سر پر اچھی طرح جما کر دروازہ کھولا۔سامنے وہی کھڑا تھا۔

"السلام علیکم،رِھاف بچے۔۔۔"اس کا سر جھکا ہوا تھا،بال گھنے اور چہرہ ہمیشہ کی طرح متین۔

"وعلیکم اسلام،زین لالہ۔۔۔آئیے،امی نے ناشتہ بنا لیا ہو گا۔"وہ دروازے کے سامنے سے ہٹتے ہوئے بولی۔زین اندر آیا۔جب وہ دروازہ بند کر کے مُڑی،تو وہ اب بھی وہیں کھڑا تھا، نظریں جھکی ہوئیہی تھیں۔

"آپ کے پیچھے چلنے سے میری بے عزتی نہیں ہو گی،اس لیے آگے بڑھیں۔"وہ جانتی تھی یہ اُس کی عادت تھی۔

جب بھی وہ دروازہ کھولتی،وہ انتظار کرتا کہ پہلے وہ جائے، پھر خود اندر قدم رکھے۔اور یہ رویہ صرف رِھاف کے ساتھ نہیں تھا،نبیلہ کے ساتھ بھی اس کا یہی طریقہ تھا۔

"میں نہیں چاہتا میری چھوٹی بہن کبھی پیچھے رہے۔۔۔چاہے وہ کہیں بھی ہو۔" کہتے ہوئے اُس نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔رِھاف مسکرا کر آگے بڑھ گئی تو اس کے پیچھے وہ بھی مسکرا دیا۔وہ عام شکل و صورت والا مرد تھا،مگر اس کے اخلاق بے حد بلند تھے۔وہ بچپن سے ہی مراد خان کے پاس پرورش پاتا آیا تھا۔جب وہ لاہور سے واپس آئے تو اس کا باپ مراد خان کے والد کا ملازم تھا،جو ایک حادثے میں وفات پا گیا۔تب زین العابدین کی عمر صرف چار برس تھی۔مراد خان نے اسے گود لے لیا اور اس کی سرپرستی کی، کیونکہ اس وقت ان کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی۔جب زین العابدین دس برس کا ہوا تو رِھاف پیدا ہوئی۔ وقت کے ساتھ ساتھ زین جوان ہوتا گیا،اور مراد خان نے اس کے لیے اپنے گھر کے

قریب ایک دو کمروں اور ایک برآمدے پر مشتمل گھر بنا دیا، جہاں وہ خوشی سے رہنے لگا۔

مراد خان کے انتقال کے بعد گھر، زمینیں، اور تمام ذمّے داریاں زین العابدین نے اپنے کندھوں پر لے لیں، اور بخوبی نبھاتا رہا۔ اگرچہ اظہر خان اور طاہر خان اس انتظام سے خوش نہیں تھے، مگر رِھاف اور نبیلہ کو اس پر کامل بھروسہ تھا، اس لیے کوئی کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔

"کیا دروازے پر زین ہے رِھاف؟" لاؤنج میں آتے ہوئے نبیلہ بیگم نے پوچھا۔ زین کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"ان کے علاوہ اور ہو بھی کون سکتا ہے امی۔" وہ کچن میں داخل ہوتے ہوئے بولی، تو نبیلہ مسکرا دی۔ اس کے پیچھے زین

بھی اندر آ گیا۔

"سلام اماں۔۔۔" زین نبیلہ کے قریب جا کر بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وعلیکم السلام، کیسا ہے میرا بیٹا؟" نبیلہ نے شفقت سے پوچھا۔ رِھاف، ان دونوں سے بے نیاز، اپنے لیے چائے کا کپ بھر رہی تھی، جبکہ نبیلہ اور زین اب لاونج میں آ کر زمینوں اور روزمرہ کے کاموں پر گفتگو کرنے لگے۔ یکدم ہی کسی چیز کے گر کر ٹوٹنے کی آواز آئی۔

"یا الٰہی خیر۔۔۔!" نبیلہ یک دم سے چونکی۔ کیونکہ جاتے ہوئے میز کے کونے سے رِھاف کا پیر لگا اور چائے کا کپ گر گیا جس سے چائے چھلک کر ان کے پیروں پر گر گئی۔

"سوسوری امی۔۔۔ میں نے... پتہ نہیں۔۔۔" وہ یک دم گھبرا کر ہکلاتے ہوئے صفائی دینے لگی، مگر جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔

"آوچ، امی۔۔۔" رِھاف نے جیسے ہی نبیلہ بیگم کے ہاتھ کا وار اپنی کمر پر محسوس کیا، بے ساختہ بول اٹھی۔ کرسی پر بیٹھا زین، اپنی ہنسی روکنے کی ناکام کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا۔

"امی! زین لالہ ہنس رہے ہیں میرے اوپر!" رِھاف کو اپنی کمر سے زیادہ زین کی مسکراہٹ نے تکلیف دی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"حرکتیں دیکھو اپنی۔۔بائیس سال کی ہو گئی ہو، کچھ تو سیکھو۔" نبیلہ بیگم کا غصہ آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔ پیر جل رہے تھے، تکلیف چہرے پر واضح تھی۔

"میں کچھ لے کر آتا ہوں!" زین نے فوراً کہا اور کچن کی طرف بڑھا اس نے خود کو فوراً منظر سے غائب کرنا ہی بہتر سمجھا۔

"کچھ شرم کرو، لڑکی۔ تمہاری عمر کی لڑکیاں تو پورے پورے گھر سنبھال لیتی ہیں، اور ایک تم ہو، جس سے اپنا آپ نہیں سنبھالا جا رہا۔۔" وہ اسے شرمندہ کرنے کی کوشش کر رہی تھیں، لیکن وہ پوری ڈھٹائی کے ساتھ کہتی رہی۔

"امی، آپ ہی راستے میں آ گئی تھیں۔" اس نے جیسے ہی کہا، نبیلہ بیگم نے خونخوار نظروں سے اس کی طرف دیکھا، مگر وہ بے نیاز سی بولتی گئی۔ "اور آپ ہی کی وجہ سے میری ساری چائے گر گئی۔ اب دوسرا کپ کون بنائے گا؟ اب تو آپ بھی منہ پھلا کر گھومیں گی۔۔یا اللہ، میں کہاں جاؤں؟ کسی کو میری قدر ہی نہیں۔" اس نے ساری ذمہ داری ماں پر ڈال دی۔۔ نبیلہ بیگم نے ضبط کی آخری حد پار کر لی، لیکن پیر کی جلن اپنی جگہ تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زین بیٹا جلدی لے آؤ کیا کر رہے ہو؟"انہوں نے کراہتے ہوئے اسے آواز دی جو کچن تھا۔

"آ گیا۔۔"زین کی آواز پر رِھاف نے مڑ کر دیکھا۔۔اس کے ہاتھ میں پلیٹ تھا جس میں ہلدی اور تیل مکس تھا۔۔یہ ایک گھریلو ٹوٹکہ تھا جو جلے زخم پر جلدی اثر کرتا ہے۔

"آپ یہ کر رہے تھے؟"اس نے مزاق اڑانے والے انداز میں مسکرا کر سوال کیا جس پر نبیلہ بیگم نے اس کو خون آشام نگاہوں سے اسے گھورا۔

"چپ کرو،رِھاف نہیں تو ایک لگاؤں گی۔"نبیلہ نے دانت پیستے ہوئے کہا،تو رِھاف نے منہ پر انگلی رکھ کر خاموشی اختیار کر لی۔زین اب ان کے پیر پر احتیاط سے وہ تیل اور ہلدی لگا رہا تھا۔

"رِھاف،جا کر لالہ کے لیے پانی لے آؤ تا کہ ہاتھ دھو لے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زین لالہ، کچن میں سنک ہے، سنک کے آگے ٹونٹی ہے، ٹونٹی کو کھولو تو سفید پانی کی دھار بہے گی۔۔۔" ابھی وہ پورا طنز مکمل بھی نہیں کر پائی تھی کہ زین نے دونوں ہاتھ اس کے آگے جوڑ دیے۔

"جا رہا ہوں، میری ماں۔۔۔"

"تمہاری یہی زبان ایک دن تمہیں لے ڈوبے گی، رِھاف۔۔۔" نبیلہ نے افسوس بھری نگاہ اس پر ڈالی۔

"اور یہی زبان میری حفاظت بھی کرے گی۔" اس نے پیر جھلاتے ہوئے جواب دیا۔

"زبان کبھی حفاظت نہیں کرتی، بیٹا۔ زبان ہمیشہ انسان کے لیے وہ گھڑا کھودتی ہے جس میں ایک دن وہ خود گر کر تباہ ہو جاتا ہے۔" ان کا لہجہ وقت کی آزمائشوں سے گُزرا ہوا تھا۔

"ایسا نہیں ہوتا، امی۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کہتے ہیں،الفاظ سے ہی دل دکھتا ہے۔یہی الفاظ ہوتے ہیں جو دلوں پر آرا چلاتے ہیں،اور یہی الفاظ انسان کو قبر تک لے جانے کی طاقت رکھتے ہیں۔"اب کی بار آواز دروازے کے پاس سے آئی۔۔زین العابدین دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔رِھاف کچھ لمحے چپ رہی۔پھر جیسے جھنجھلا کر بولی،

"لالہ،میں آپ اور امی کے فلسفے نہیں سمجھتی۔"

"کیوں؟تم تو نفسیات کی طالبہ ہو،نا؟"زین نے سوال کیا تو وہ خاموش ہو گئی۔

"تو پھر ہاں،نفسیات میں دماغ کا ذکر ہوتا ہے،زبان کا نہیں۔"اس نے دفاع میں دلیل دی۔

"زبان اور دماغ الگ ہیں؟"اب نبیلہ نے حیرانی سے پوچھا۔

"جی،دونوں الگ ہیں۔"وہ مصر تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے تو نہیں لگتا۔ زبان وہی کہتی ہے جو دماغ اسے بولنے کو کہتا ہے۔ یعنی جو زبان بولتی ہے، وہ دماغ کی دی ہوئی ہدایت ہوتی ہے۔" زین بھی آخر زین تھا، بحث سے پیچھے ہٹنے والا نہیں۔

"لالہ۔۔ بس کریں۔۔۔" وہ بے زار ہو گئی۔ "صبح ہی صبح بحث۔۔۔"

"تو مان رہی ہو کہ ہار گئی ہو؟" وہ ہنسا۔

"نہیں، میں تو بس آپ کا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ صبح صبح۔" وہ ناک چڑھا کر بولی۔

"ارے! تمہیں میرے موڈ کی فکر ہے؟" زین نے ایسے حیرت سے کہا جیسے دنیا کا سب سے انوکھا انکشاف ہو گیا ہو۔ اتنے میں نبیلہ لاونج سے باہر نکل گئی تھیں۔

"زیادہ ایکٹنگ نہ کریں، اور امی سے شادی کی بات کریں نا بے چاری زرمینہ تو انتظار میں بوڑھی ہو گئی ہے۔۔"

اس نے ہلکی آواز میں کہا، مگر زر مینہ کا نام سنتے ہی بے اختیار اس کے کان سرخ ہو گئے۔ زر مینہ، مراد خان کے انتقال سے پہلے اس کے لیے طے کی گئی تھی۔ اب اس بات کو دو سال ہونے والے تھے۔ وہ مراد خان کے ساتھ کام کرنے والے ایک قریبی دوست کی بیٹی تھی۔

"رِھاف، سدھر جاؤ۔" وہ اس کے پر پُرزے کاٹنے کے انداز میں بولا اور لاونج سے باہر نکل آیا۔ نبیلہ لاونج کے سامنے گھاس پر رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھی تھی۔ وہ آ کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"تم سے ایک بات کرنی ہے، بیٹا۔" اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ بول اٹھیں۔

"حکم کریں۔" وہ بے اختیار کہہ گیا۔

"میں سوچ رہی تھی کہ اب تمہاری شادی کی تاریخ رکھ دوں۔" یہ سنتے ہی اس کا چہرہ نرمی میں ڈھل گیا۔

"جیسا آپ چاہیں۔" اس کا سر جھکا ہوا تھا، مگر نبیلہ جانتی تھیں وہ اس وقت شرما رہا ہے یا شاید مسکراہٹ چھپا رہا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جیسے میں تمہیں جانتی نہیں،ہاں؟"انہوں نے چھیڑا تو اس کا سر اور جھک گیا۔

"امی!زین لالہ بلکل لڑکیوں کی طرح شرماتے ہیں۔"رِھاف کی آواز پر زین کا دل کیا کہ زمین میں کہیں گڑ جائے۔

"ہاں،مگر پتہ نہیں تمہاری یہ شرم والی رگ کہاں چلی گئی۔۔"نبیلہ نے افسوس سے کہا۔

"امی!کوئی موقع جانے نہیں دیتی مجھے ذلیل کرنے کا۔۔"

"زیادہ بک بک نہ کرو۔"نبیلہ کے ڈانٹنے پر وہ مزید چہکنے لگی۔

"سارے خاندان والے آئیں گے؟"رِھاف ایک کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے بولی۔۔اسے لوگوں سے چڑ تھی مگر خیر اب شادی تھی تو برداشت کر لیں گی۔۔

"ہاں،ظاہر ہے۔"نبیلہ نے کہا اور زین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اپنے دوستوں کو بھی بلانا۔"یہ بات انہوں نے زین سے کہی۔

"امی! پہلے تاریخ تو رکھ لیں، پھر دعوتیں بھیجیں گے۔" زین نے منہ بنا کر کہا، جس پر نبیلہ ہنس دیں۔

"ٹھیک ہے، تو میں آج شائستہ کے گھر چلی جاؤں؟"

"جیسا آپ کو مناسب لگے۔" زین نے سکون سے جواب دیا۔ مگر اگلے ہی لمحے رِھاف چیخ مار کر اچھلی۔ زین لمحے کے ہزارویں حصے میں سمجھ چکا تھا کہ ہوا کیا ہے۔ رِھاف کرسی سے پھسل کر دوسری طرف جا گری تھی۔ اس کا پیر رپٹ گیا اور وہ دھڑام سے زمین پر جا لگی۔

"یا خدایا۔۔ کیا کروں میں اس لڑکی کا۔" نبیلہ کا صبر جواب دے گیا۔

"کچھ نہیں ہوا امی، میں ٹھیک ہوں۔۔" وہ گھاس سے اٹھتے ہوئے، اپنے کپڑوں کو جھاڑتے ہوئے بولی، اور زین کو دیکھا جو بس ہنسے جا رہا تھا۔

"آپ چلی جائیں اماں، رات کو تفصیل سے بات کریں گے۔" اپنی کہہ کر وہ ایک مسکراتی نگاہ رِھاف پر ڈال کر وہاں سے نکل گیا۔ اور وہ، وہیں کھڑی، بس مسکرا کر رہ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بڑی ہو جاؤ اب۔ کل کو تمہاری بھی شادی کرنی ہے مجھے۔"ماں کی آواز پر اس نے انہیں دیکھا اور ان کی بات کو نظر انداز کرتے اپنے موبائل پر لگ گئی۔

سر عارف کی کلاس لے کر وہ جب کلاس سے باہر آئی تو سیدھا کینٹین چلی گئی۔ اپنے لئے کھانے کو کچھ لیکر وہ اپنی مخصوص ٹیبل پر آکر بیٹھی اور لنچ کرنے لگی۔۔ اس نے آس پاس دیکھا تو کئی اور سٹوڈنٹس بیٹھے نظر آئے۔ اس کے پیچھے جو دو لڑکیاں بیٹھی تھیں وہ شاید نہیں یقیناً اسی کے بارے میں بات کر رہی تھیں۔ اس نے چہرہ گھما کر انہیں دیکھا تو اسے وہ چہرے نئے لگے۔ یقیناً فریشرز تھی دونوں۔

"ارے ہاں یہ لڑکی مجھے بھی بہت عجیب لگتی ہے۔۔"اس نے اپنا چہرہ کچھ اور جھکایا جب دوسری لڑکی کی آواز آئی۔

"ہاں بھئی۔۔ پتہ نہیں کبھی ہنستی بھی ہو گی؟"وہ اسے سنانے کے لیے ہی کہہ رہی تھی مگر رِھاف اپنی جگہ بیٹھی رہی ایک انچ وہاں سے نہیں ہلی۔ اسے ان سب باتوں کی عادت تھی۔ وہ

دونوں ابھی بھی بول رہی تھیں جب کوئی آ کر اس کے ساتھ بیٹھا۔اس نے سر اٹھایا تو وہ وہی تھی جسکا وہ انتظار کر رہی تھی۔

"کیسی ہو رِھاف؟"سامنے والی لڑکی کے بال گنگھریالے تھے،آنکھیں بھوری اور چہرہ بادامی رنگ کا۔

"ٹھیک ہوں لیلی تم کیسی ہو؟"یونیورسٹی میں زاویار کے بعد اگر کسی نے اس کے ساتھ دوستی کرنے کی کوشش کی تھی تو وہ لیلی ہی تھی۔۔کیونکہ پوری یونیورسٹی میں وہ آئیوری ٹاور پرنسس کے نام سے مشہور تھی۔وہ اپنے کام سے کام رکھنے والی لڑکی تھی جس کی وجہ سے لوگ اسے اس نام سے پکارتے تھے۔کچھ لوگ ہی تھے جن کے ساتھ وہ آرام دہ محسوس کرتی تھی اور وہ اس کی ماں،زین العابدین اور سفیرہ تھے۔ان کے ساتھ وہ فلٹر فری رہتی تھی۔

"پریزنٹیشن کیسی تھی؟"اپنے جوس سے سپ لیتے ہوئے لیلی نے پوچھا۔اس نے محض سر ہلایا،مطلب سب اچھا گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زاویار کی فیملی سے بات ہوتی ہے؟"لیلی کے اتنے سیدھے سوال پر اس نے اپنے موبائل سے سر اٹھایا۔

"نہیں۔۔میں ان سے کیوں رابطہ رکھوں گی؟"اس کا لہجہ خشک تھا۔۔لیلی کو پتہ تھا اس کا جواب یہی ہو گا۔

"وہ تمہارا دوست تھا۔۔"۔اس نے دوست پر زور دیا۔

"ہاں۔جو۔۔اب مر چکا ہے۔۔"اب کی بار اس نے سر نہیں اٹھایا تھا۔

"تم بہت پتھر دل ہو!"لیلی نے سر جھٹک کر اشتعال سے کہا تھا۔

"میں نے تو حقیقت بتائی ہے لیلی۔۔وہ مر چکا ہے تو اب میں اس کی فیملی سے تعلق کیوں رکھوں؟"اب کی بار اس کا لہجہ تھوڑا بلند تھا۔۔کیفے ٹیریا میں بیٹھے کچھ لوگوں نے اسے مڑ کر دیکھا تھا۔

"کیونکہ تم اس سے محبت کرتی تھی۔"لیلی اس سے بھی اونچی آواز میں بولی تو نجانے کیوں رِھاف کو اپنا وجود یک دم بھاری لگا۔۔۔اسے لگا وہ گر جائے گی۔

"میں۔۔اس سے محبت نہیں کرتی۔۔تھی۔۔"اس نے الفاظ چبا چبا کر ادا کئے اور وہاں سے نکل گئی۔ پیچھے لیلی وہی کھڑی رہ گئی۔یونیورسٹی کے پچھلے والے حصے میں آ کر وہ وہاں کھڑی اپنے سینے پر ہاتھ رکھے اپنے چڑھے ہوئے سانس کو قابو کرنے لگی۔اس کے ذہن میں زاویار کے ساتھ گزارے ہوئے پہلے سمسٹر کے دن یاد آنے لگے۔۔وہ وہاں کتنی ہی دیر کھڑی رہی تھی۔اپنی سانس درست کرتی رہی تھی۔لیلی کے ساتھ اس کی اچھی بات چیت تھی مگر ایک زاویار کے ذکر پر وہ چڑ جایا کرتی تھی۔وہ جتنا اسے بھولنے کی کوشش کرتی لیلی اتنا ہی اس معاملے کو کریدتی رہتی۔اس نے باقی سارے کلاسس چھوڑے اور یونیورسٹی سے نکل آئی۔باہر کھڑے ایک رکشے کو روکا۔اپنی چادر ٹھیک کی اور رکشے میں بیٹھ کر اپنے گھر کا راستہ بتایا۔پورا راستہ کیسے کٹا وہ نہیں جانتی تھی مگر رکشہ رکا تو وہ خیالوں سے جاگی۔

"باجی کرایا؟"ڈرائیور نے اسے پکار کر کہا تو وہ بیگ کے اندر چھوٹے پرس سے پیسے نکال کر انہیں تھما کر اندر آ گئی۔ نبیلہ بیگم کچن میں تھی۔

"اسلام علیکم امی۔۔"ان کو سلام کرتی وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

"ارے اتنی جلدی کیسے آ گئی آج؟"کچن سے آتی ان کی آواز پر اسے رکنا پڑا۔

"کلاسز نہیں تھی تو آ گئی۔۔ آپ لالہ کو کہہ دیجئے گا کہ میں آ گئی ہوں ایسا نہ ہو وہ مجھے لینے چلے جائیں۔۔۔"اس نے اپنی بات کہی اور مڑ گئی۔

"آج رات زرمینہ کے گھر جائیں گے۔۔تم جاؤ گی؟"نبیلہ نے اس کی بات سن کر سر ہلایا اور اپنی بات کی۔

"میرا اس وقت دل نہیں کر رہا امی اگر اٹھ کر موڈ فریش ہوا تو ضرور جانا چاہوں گی۔۔"

چاہے اس کا موڈ کتنا بھی خراب ہو،چاہے اس کو کتنا بھی غصہ آیا ہو مگر یہ اس کی سب سے اچھی عادت تھی کہ وہ اپنا غصہ ماں پر نہیں اتارتی تھی۔ان کو جواب دے کر بس اپنے

کمرے میں بند ہو جاتی تھی۔ اور جب وہ غصے میں ہوتی تھی تو نبیلہ اسے نہیں چھیڑتی تھیں وہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتی تھیں۔

"جواد بھائی پلیز مجھے اس اسٹیشن تک لے جائیں، باقی میں پشاور خود چلی جاؤں گی۔" جب سے سفیرہ کو پتا چلا تھا کہ اگلے مہینے زین کی شادی ہے، وہ اپنے گھر والوں کے پیچھے پڑی تھی کہ اسے پشاور بھجوا دیں۔ کیونکہ اسے رِھاف نے آنے کو کہا تھا۔ پورے خاندان میں اس کی سفیرہ کے ساتھ بنتی تھی۔ وہ اس کی پسندیدہ کزن تھی، اور یہی ایک تھی اس کے پاس۔ باقی تو سارے لڑکے تھے۔

"تم لاہور سے اکیلی پشاور کیسے جاؤ گی؟ سمجھنے کی کوشش کرو۔" پورے گھر نے اجازت دے دی تھی سوائے جواد کے، جو اس کا بڑا بھائی تھا اور جو کسی طور اسے اکیلے بھیجنے پر راضی نہیں تھا۔۔

"کچھ نہیں ہوتا بھائی، میں یونیورسٹی بھی تو اکیلے جاتی ہوں۔" اس نے کوشش کی۔

"یونیورسٹی گھر سے پندرہ منٹ کے فاصلے پر ہے، جبکہ پشاور کہاں ہے، جانتی بھی ہو؟"اس نے جیسے اسے یاد دلایا تھا۔ گھر کے لاؤنج میں پورا خاندان بیٹھا تھا۔ سفیرہ نے ایک اداس نظر اپنے والد پر ڈالی، جیسے کہہ رہی ہو آپ ہی سمجھا دیں۔

"جواد، جانے دو اسے۔"اُس کے چہرے پر جیسے روشنی سی پھیل گئی۔

"ابا، وہ اکیلی کیسے جائے گی؟ راستے میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"اُس نے باپ کو سمجھانے کی کوشش کی۔ وہ سلجھا ہوا مرد تھا، مگر باپ کے رعب میں ہلکا سا دب جاتا تھا۔ اُس کی آواز میں ہمیشہ کی طرح باوقار ٹھہراؤ تھا۔

"اگر گھر سے نہیں نکلے گی تو راستوں سے ہمیشہ انجان رہے گی۔ کیا پتہ کہ کل تم اس کے ساتھ ہو یا نہیں؟"اسکے والد نے جیسے اس کے سارے الفاظ چھین لیے تھے۔

"ابا، میری پندرہ دن بعد پشاور میں میٹنگ ہے، پھر سب مل کر چلے جائیں گے ناں؟"اس نے کمزور لہجے میں کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بھائی، مجھے اور رِھاف کو شاپنگ کرنی ہے، چاچی کے ساتھ گھر کے کام کرنے ہیں۔" ماریہ نے ایک مسکراتی نظر اپنی بیٹی پر ڈالی۔

"تم پورے راستے میرے ساتھ کانٹیکٹ میں رہو گی؟ فون بند نہیں کرو گی؟" جواد کو ہار ماننی پڑی۔ سفیرہ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

"پرامس! پکا والا پرامس، میں پورے راستے آپ کے ساتھ جڑی رہوں گی۔"

"اوکے پھر، میں کل تمہارے لیے ٹکٹ لے لوں گا۔" وہ مسکرا کر بولا تو لاؤنج میں موجود سب کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"شکریہ بھائی!" ان کے گلے میں بانہیں ڈال کر وہ مسکرا کر بولی، تو جواد نے اس کا سر چوما۔

"چلو جاؤ، سو جاؤ۔ میرا ایک دوست ہے، اسے ابھی کہتا ہوں کہ ٹکٹ کا بندوبست ہو جائے تاکہ جتنی جلدی نکلو، اتنے وقت پر وہاں پہنچ جاؤ۔" وہ کہتا ہوا اٹھا، ساتھ میں سفیرہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امی۔۔یونیورسٹی جارہی ہوں میں۔"جامنی رنگ کے کرتے شلوار کے ساتھ بیگ دائیں کندھے پر لٹکائے،اس نے دروازے سے نکل کر ہانک لگائی۔

"اپنا خیال رکھنا اور وقت پر آنا۔۔مہینے بعد شادی ہے،سو کام پڑے ہیں۔"انہوں نے لاونج سے ہی کہا تھا۔

"کوشش کروں گی۔۔"کہتے ساتھ وہ باہر نکل آئی۔زین باہر گاڑی میں اس کا انتظار کر رہا تھا۔وہ آگے والی سیٹ پر آ کر بیٹھی اور اس نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"زین لالہ۔۔؟"وہ احتیاط سے گاڑی چلا رہا تھا جب اس کی آواز آئی۔

"ہمم؟"

"زرمینہ کے لیے کون سے رنگ کا ڈریس ہونا چاہیے ولیمے کا؟"وہ جوش سے پوچھ رہی تھی۔

"کیا مطلب؟"وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

"میرا مطلب،بارات کا تو ویسے بھی سرخ ہوتا ہے،مگر ولیمے کا کیا ہونا چاہیے؟"

"مجھے کیا پتہ۔۔تم عورتوں کو زیادہ پتہ ہوتا ہے۔"اس نے گاڑی موڑتے ہوئے کہا۔

"آپ کا پسندیدہ رنگ کون سا ہے؟"اس نے بے اختیار پوچھا۔اسکے سوال پر وہ مسکرایا تھا۔

"سفید۔"وہ مسکراہٹ لیے بولا۔

"تو بس پھر۔۔زرمینہ کے ولیمے کے ڈریس کا رنگ سفید ہو گا۔"خوشی سے مسکراتی،وہ جوش سے بولی۔

"زرمینہ سے بھی تو پوچھو۔کیا پتا اس کو سفید ناپسند ہو۔"اس نے بے اختیار کہا۔

"آپ کی پسند،اس کی پسند۔۔"وہ جلدی سے بولی۔مگر جب اس پر نظر پڑی تو وہ حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔"اس نے خود کہا تھا مجھے۔"جلدی سے بولی۔

"کب؟"وہ بے قرار ہوا۔

"تین مہینے پہلے،جب میں اس سے ملنے گئی تھی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا۔۔ ٹھیک ہے لیکن ایسی کسی بھی چیز میں اسکے ساتھ زبردستی کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر اسے کوئی چیز پسند نہیں تو وہ میرے لیے بھی ضروری نہیں اس سے فرق نہیں پڑتا کہ وہ مجھے پسند ہے یا نہیں.....اس لیے اسے کہہ دینا کہ جو بھی لے اپنی مکمل مرضی سے لے !"زین العابدین نے ہموار لہجہ میں کہا تو رہاف مسکرا کر سر ہلا گئی۔

"چلو اترو۔۔"یونیورسٹی کے سامنے گاڑی روک کر اس نے اسے کہا۔وہ گاڑی اسٹارٹ کرنے والا تھا کہ اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔اس نے سٹیرنگ سے ہاتھ ہٹا کر موبائل نکالا۔نمبر دیکھ کر وہ مسکرایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"برخوردار کو یاد ہے کہ کوئی زین العابدین بھی اس جہاں میں موجود ہیں؟"دوسری جانب سے ہلکی سی ہنسی سنائی دی تھی۔

"ہاں،لندن گئے تھے تو کیا زین العابدین کو بھول گئے؟"

اس کو اچھا خاصا غصہ آیا ہوا تھا اس آدمی پر۔دوسری جانب شاید اپنے کام کے بارے میں کہا گیا تھا۔

"ہاں، کام تو ابراہیم خان کے لیے سانس کے مترادف ہے۔"

اس نے موبائل کان اور کندھے کے بیچ رکھتے اب گاڑی اسٹارٹ کی۔

"ویسے ایک بات کہنی تھی۔۔ بلکہ نہیں، دعوت دینی ہے۔" یونیورسٹی کی حدود سے نکل کر وہ بولا۔ اب وہ ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

"شادی ہے میری اگلے مہینے۔۔ اور تم نے آنا ہے۔" گاڑی گھر کی طرف جاتی سڑک پر رواں دواں تھی۔ کافی سارے کام تھے جو کرنے تھے۔

"ہاں تو بس پھر صحیح ہے۔ تینوں دنوں آؤ گے تم اور تمہاری امی بھی۔ میں رِھاف اور اماں کو بھیجوں گا تاکہ وہ دعوت دے آئیں۔" اس نے کہتے ہوئے آخری چند باتیں کیں اور کال کاٹ کر گاڑی گھر کے ساتھ کھڑی کر دی اور اندر داخل ہوا۔

"ارے شکر ہے تم وقت پر آ گئے، زین بیٹے! ابھی ماریہ بھابھی کا فون آیا تھا کہ سفیرہ آ رہی ہے، اس نے رِھاف کو نہیں بتایا۔۔ شاید وہ شام تک پہنچ جائے گی، تو تم اسے لے آنا پھر۔" نبیلہ نے اسے کہا اور اس نے سر ہلایا۔

"وہ اماں، میرا دوست ہے نا، ابراہیم۔۔ جس کے بارے میں آپ کو بتایا تھا، اس کے گھر دعوت دینے جانا ہے۔ اگر آپ اور رِھاف۔۔" اس کی بات ادھوری رہ گئی جب نبیلہ نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"ہاں، یاد ہے مجھے۔۔ چلیں، جائیں گے ان شاء اللہ۔ تم لے جانا پھر۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔" اس نے کہا اور باقی کا کام کرنے چلا گیا جو نبیلہ نے اس کے ذمے سونپا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"زین کی شادی کر رہی ہیں وہ۔" اظہر خان نے اپنی بیوی کی آواز پر نظریں موبائل سے اٹھا کر دیکھا۔

"ہاں، اب منگنی کی ہوئی تھی تو شادی تو کریں گے۔" ان کے لہجے میں حقارت تھی۔

"نبیلہ جیسی چالاک عورت میں نے نہیں دیکھی۔ ابا کو ہر وقت رام رام کرتی رہی، اور آبائی گھر اپنی بیٹی کے نام کر گئی۔ اور تو اور، ان کے بیٹے کو بھی اپنی مٹھی میں کر لیا۔" ناہید کرخت لہجے میں بول رہی تھی۔

"کیا نبیلہ مان جائے گی حمزہ کے لیے۔۔؟" ناہید نے اظہر خان سے پوچھا، تو وہ مسکرائے..... مکروہ مسکراہٹ۔

"وہ چالاک ہے مگر بیٹی کو خاندان سے باہر نہیں بیاہے گی اس لئے یہ اس کے لئے بہترین آپشن ہو گا۔ اور ویسے بھی دو میٹھے بول بول لو، وہ تمہارے پیروں میں بچھ جائے گی۔۔" ان کا لہجہ عجیب تھا۔

"ہم نے اس کا رشتہ نہیں، اس کی بیٹی کا لینا ہے، اور اس کی بیٹی جتنی بے وقوف لگتی ہے، اتنی ہے نہیں، اظہر۔" ناہید کے کہنے پر انہوں نے سر ہلایا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھ پر چھوڑ دو نا سب، تم کیوں فکر کر رہی ہو؟"شوپر کے تسلی پر وہ مسکرائیں۔دونوں میاں بیوی اس وقت ایسے لگ رہے تھے جیسے بھوکے کتے،بلی کو مارنے سے پہلے رام رام کرتے ہیں۔

تھکی ہاری وہ جس وقت گاڑی سے اُتر کر گھر میں داخل ہوئی،سناٹے نے اس کا استقبال کیا۔ وہ حیران ہوتی اندر داخل ہوئی۔

"السلام علیکم۔۔"زور سے سلام کرتی وہ لاؤنج میں ایک صوفے پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔

"امی! کہاں ہیں آپ؟یار اتنی تھکی ہوئی ہوں۔۔اتنا کام کروایا آج تو سرار سلان نے۔اور آج تو دو ایکسٹرا کلاسز بھی لے لیں۔"وہ بولتے ہوئے اپنے ہاتھ سے سر دبا رہی تھی۔

"چائے پیو گی؟"ایک طرف سے آتی آواز پر وہ ساکت ہو گئی،سر پر رکھا ہاتھ وہیں رہ گیا۔ چند لمحے یونہی بیٹھی رہی اور جب اٹھی تو پیچھے سفیرہ کو کھڑا پایا۔وہ کھکلا کر ہنستی اس کے پاس

جا کر اس کے گلے لگی۔۔اس کے چہرے پر خوشی تھی وہی خوشی جو سفیرہ کو دیکھ کر اس کے چہرے پر نظر آتی تھی۔

"تم نے کہا تھا جواد بھائی آنے نہیں دے رہے۔۔"وہ اس کے کندھے پر چپٹ رسید کرتے جیسے اس کے الفاظ اسے یاد دلا رہی تھی۔ کچن سے نبیلہ بھی نکل آئی تھیں اور ان دونوں کو دیکھ کر مسکرا دی۔

"ہاں، مگر پھر ابا نے اُن سے کہا تو وہ مان گئے۔۔"سفیرہ نے اسے صوفے پر بیٹھا کر کہا۔

"راستے میں کوئی مشکل تو نہیں ہوئی؟"اسے یک دم یاد آیا کہ وہ اکیلی آئی ہے۔

"نہیں،سارا راستہ جواد بھائی نے کال نہیں کاٹی، تو کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔اللہ ایک تو جواد بھائی بھی نا! بہت زیادہ فکر کرتے رہتے ہیں۔"وہ مسکرا کر بولی تو رِھاف نے اُسے پھر سے زور سے خود میں بھینچ لیا۔

"چلو،دونوں چائے بنا کر پیتے ہیں۔۔ پھر رات کو زین لالہ کے ساتھ باہر چلیں گے۔"رِھاف کے کہنے پر سفیرہ مسکرائی،اور اگلے چند سیکنڈز میں وہ دونوں کچن میں تھیں۔

"چچا، چچی، جواد اور جنید کیسے تھے؟"چائے کے پانی میں چینی ڈالتے رِہاف نے سوال کیا۔۔ سفیرہ کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔۔

"سب ٹھیک تھے۔۔ تم بتاؤ۔۔ تم ٹھیک ہو؟"اب رِہاف نے مڑ کر اسے دیکھا تھا۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا ہے؟"وہ مسکرائی۔

"کوئی بات پریشان کر رہی ہے؟"سفیرہ کے سوال پر اس نے کچھ نہیں کہا اور مڑ کر چائے میں پتی ڈالنے لگی۔

"رِہاف۔۔"وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔۔

"میں ٹھیک ہوں سفیرہ۔۔"اس نے جواب دیا اور چائے میں دودھ ڈالا۔۔

"تم کہتی ہو تو مان لیتی ہوں۔۔"اس نے کندھے اچکائے اور باہر نکل گئی۔۔۔ کچھ دیر بعد رِہاف بھی اس کے پیچھے آئی اور چائے کا کپ اسے دے دیا۔

"واحد چیز جو تم اچھی بناتی ہو وہ چائے ہے۔"سفیرہ کے کہنے پر وہ ہلکا سا مسکرائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہاری وہ یونیورسٹی والی دوست۔۔ کیا نام ہے اسکا؟؟"چائے کے سپ لیتے ہوئے سفیرہ نے جیسے اپنے دماغ پر زور دیا تھا۔۔

"لیلی؟ ویسے وہ دوست نہیں ہے۔۔ بس کلاس فیلو ہے۔۔"رِھاف نے اسے یاد دلایا۔۔

"مجھے لگا دوست ہوگی۔۔۔"سفیرہ نے منہ بناتے کہا۔

"ہر کوئی دوست نہیں ہوتا۔۔ اور نہ ہر کسی کو دوست کہا جاتا ہے۔۔ آپ کے ساتھ پڑھنے والے کلاس فیلوز، کام کرنے والے کولیگز اور ساتھ رہنے والے پڑوسی ہوتے ہے نہ کے دوست۔۔"رِھاف نے ہاتھ میں پکڑا چائے کا مگ منہ سے لگاتے کہا۔

"تو پھر میں بھی تمہاری کزن ہوئی نا۔۔ نہ کے دوست۔۔"اس نے اسے چھیڑا۔

"نہیں۔۔ تم کزن سے زیادہ دوست ہو۔۔"وہ مسکرائی۔۔ مخلص مسکراہٹ۔

"دوست سے قریبی رشتہ تو کزن کا ہے ہمارا۔۔"سفیرہ نے جیسے اسے یاد دلایا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دوستی دل کا رشتہ ہے۔۔دل کے رشتے زیادہ قریب ہوتے ہے۔۔ نہیں؟"وہ بولتی ہوئی آخر میں پوچھ رہی تھی۔

"مگر خون کے رشتے زیادہ گاڑھے ہوتے ہے۔۔ نہیں؟"سفیرہ نے اسے لاجواب کر دیا تھا۔۔

"سفیرہ بیٹے۔۔ کھانے میں کیا بناؤں تمہارے لئے؟ کیا کھاؤ گی؟"نبیلہ بیگم نے کمرے سے نکلتے ہوئے سفیرہ کو دیکھتے سوال کیا تو وہ دونوں وہاں متوجہ ہوئی۔

"کچھ بھی بنا دیں چچی۔۔ کھالوں گی میں۔۔"وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔

"چلو ٹھیک ہے۔۔"وہ لاؤنج سے گزر کر کچن میں چلی گئی جبکہ وہ دونوں وہی بیٹھی اب کچھ اور گفتگو کر رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دو چائے کے کپ ہمارے لیے۔۔"اس وقت وہ دونوں زین کے ساتھ باہر آئی ہوئی تھیں اور چائے کا آرڈر دے رہی تھیں۔رِھاف نے وہی جامنی رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے، ساتھ میں بڑی شال اوڑھ رکھی تھی اور پیروں میں کھسے تھے۔جبکہ سفیرہ نے عبایا پہنا ہوا تھا جس میں بس اس کی آنکھیں ہی نظر آ رہی تھیں۔وہ نقاب کرنے والی لڑکی تھی،لاہور میں بھی اسی طرح مکمل خود کو ڈھانپ کر باہر نکلتی تھی۔۔ٹیبل دو افراد کا تھا،اس لیے زین نے ایک کرسی کھینچی اور ان کے ساتھ دوسری جانب بیٹھ گیا۔

"میری چائے میں دودھ زیادہ ڈالنا ہے۔"اس نے سفیرہ کے کان میں کہا تھا۔

"اس کی چائے میں دودھ زیادہ ڈالنا ہے۔"سفیرہ نے ویسے ہی انداز میں ویٹر سے کہا تو وہ سر ہلا کر چلا گیا۔

"شاپنگ کب شروع کریں گے زین لالہ؟"وہ جو اپنے موبائل میں مصروف تھا،نظر اُٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔

"دو تین دنوں میں شروع کر لیں گے، بس گھر کے بڑے بڑے کام ختم ہو جائیں۔" کہتے ہوئے وہ دوبارہ موبائل میں مصروف ہو گیا۔ اتنے میں ویٹر سفیرہ کی آئس کریم اور رِھاف کے لیے کیک اور چائے لے آیا۔

"دودھ سے زیادہ تو چائے کی پتی ڈال دی ہے انہوں نے۔" وہ چِڑ کر بولی کیونکہ اس نے جس طرح کے چائے کا آرڈر دیا تھا چائے ویسی بلکل نہیں تھی۔۔

"لاؤ مجھے چکھنے دو۔" سفیرہ کے کہنے پر اس نے کپ اس کو دیا۔ اس نے ایک گھونٹ لیا تو حلق تک کڑوا ہو گیا۔ اتنی بد مزہ چائے اس نے زندگی میں نہیں پی تھی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" سفیرہ کے یکدم اٹھنے پر رِھاف نے پوچھا، زین کی آنکھوں میں بھی وہی سوال تھا۔

"کاؤنٹر۔۔" یک لفظی جواب دے وہ آگے بڑھی۔ اس کے پیچھے زین اور رِھاف بھی اٹھ کھڑے ہوئے وہ دونوں نوں آرام سے سن سکتے تھے کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔

"کیا یہاں دودھ کی قلت آئی ہے؟" کاؤنٹر پر کھڑے ہو کر اس نے تیز آواز میں کہا۔ کاؤنٹر پر بیٹھے لڑکے نے گھبرا کر اسے دیکھا۔ جبکہ رِھاف کا دل کیا کہیں منہ چھپا لیں۔

"جی؟ کیا مطلب؟" بے چارہ اچانک افتاد پر گڑبڑا گیا۔

"سادہ سوال کیا ہے میں نے۔" آنکھیں مٹکا کر وہ معصومیت سے بولی۔ وہ حجاب کرنے والی لڑکی تھی، مگر رِھاف کے مقابلے میں کہیں زیادہ ایکسٹرورٹ تھی۔

"آپ نے جو چائے کا آرڈر دیا تھا وہ ایسی ہی بنتی ہے۔۔" وہ بے چارہ سمجھانے والے انداز میں بولا، گویا اپنی نوکری بچانے کی کوشش کر رہا ہو۔

"میری کزن نے صاف صاف کہا تھا کہ دودھ زیادہ ڈالنا ہے، مگر نہیں۔۔" ریسٹورنٹ میں موجود ہر شخص کی نظریں اب اسی پر تھیں، جبکہ زین اور رِھاف اس کے قریب آ کر اسے وہاں سے ہٹانے کی کوشش کرنے کیلیے اب اٹھ کر اس طرف آ رہے تھے۔

"اچھا دے دیں، تاکہ ہم دودھ شامل کر دیں۔" آخر کار بے چارہ نوکری کی خاطر ہار مانتے ہوئے بولا، سفیرہ نے فاتحانہ انداز میں زین اور رِھاف پر ایک نظر ڈالی مگر وہ وہاں سے نکل

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔بڑے شرمندگی ہو رہی تھی اس وقت رھاف کو.... بھلا کیا ضرورت تھی سفیرہ کو اتنا بڑا تماشہ ڈالنے کی؟ آہ اسے نکلنا تھا اس تماشے سے۔۔دروازا کھول کر وہ جونہی نکلنے لگی سامنے سے آتے شخص سے بری طرح ٹکرائی۔۔اس نے ضبط سے آنکھیں میچی۔

"وئی خدایا۔۔۔"زیر لب بڑبڑا کر آنکھیں کھولتی اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھنے لگی۔ اس کا چہرہ صاف نظر آرہا تھا جیل سے سیٹ بال،سیاہ مڑی ہوئی پلکوں والی آنکھیں،تنے ہوئے نقوش اور گندمی رنگت۔چہرے پر ہلکی تراشی ہوئی مکمل داڑھی تھی جو اس کے خدوخال کو مزید نمایاں کر رہی تھی۔

"اندھے ہیں کیا آپ؟نظر نہیں آرہا کہ لڑکی آرہی ہے؟"وہ اس پر چڑھ دوڑی،سفیرہ کا غصہ اب اسی پر نکلنا تھا۔

"اندھا میں نہیں،آپ ہیں جو آنکھیں بند کر کے چل رہی ہیں۔"سامنے والے شخص نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ارے ہاں! اب سب کچھ مجھ پر ڈال دیں، اپنی غلطی تو مانیں گے نہیں، the same self-centered man as always۔۔"اس کا پورا چہرہ غصے سے لال ہو چکا تھا جبکہ آخری جملہ اس نے تھوڑا آہستہ اور انگریزی میں کہا تھا۔

"لینگویج میڈم....."سامنے والے کے دو الفاظوں کو سن کر نجانے کیوں اس کا منہ رکا۔ اور احساس ہوا کہ وہ غصے میں کچھ زیادہ ہی بول گئی تھی۔

"رِھاف۔۔۔"پیچھے سے آتے زین کی آواز پر وہ مڑی۔"یہ اِبراہیم ہے، میرا دوست۔" زین کے کہنے پر اس نے ایک بار پھر چہرہ موڑ کر سامنے کھڑے شخص کو دیکھا اور پھر فوراً اس کے ساتھ ٹھہری سفیرہ کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے نکل گئی۔ باہر آ کر زین کی گاڑی کا دروازا کھولا اور وہ دونوں خاموشی سے بیٹھ گئی۔ گاڑی کی چابی وہ سفیرہ کو دے چکا تھا۔

"رِھاف؟"سفیرہ کی آواز پر اس نے مڑ کر اسے دیکھا۔

"ہمم؟"وہ دھیمے آواز میں بولی۔

"آئی ایم سوری۔۔"

"میں نے کتنی دفعہ کہا ہے ہر جگہ تماشہ مت بنایا کرو۔"وہ بے بسی سے بولی۔

"میں نے تمہارے لئے کیا وہ۔۔"سفیرہ کے کہنے پر وہ اس کی طرف مڑی اور اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"میں نے نہیں کہا تھا کرنے کو۔۔اور میرے لئے میرے حصے کی جنگیں مت لڑو میں اپنے لئے خود لڑ سکتی ہوں۔۔۔اوکے؟"اس نے بات ختم کر کے سفیرہ کا چہرہ دیکھا جو نقاب میں چھپا ہوا تھا اس لئے وہ اس کے تاثرات جان نہیں سکی۔

"اوکے۔۔"وہ اس کے ہاتھوں پر زور دے کر بولی تو وہ دونوں ہلکی سی مسکرائی جب گاڑی کا دروازا کھول کر زین گاڑی میں آ کر بیٹھا۔

"سفیرہ بچے چابی دو۔۔"وہ ان کی طرف مڑتا بولا تو سفیرہ نے چابی اس کے ہاتھ میں دے دی۔

"زین لالہ یہ کون سا دوست ہے آپ کا؟"گاڑی مین روڈ پر آئی تو سفیرہ نے سوال کیا۔

"میرے سکول کے زمانے کا دوست ہے۔۔"اس نے ٹرن لیتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کی شادی پر آئیں گے یہ؟"اب کہ بار کے سوال پر رِہاف نے اس کو دیکھا۔

"ہاں انوائیٹ تو کروں گا۔۔"وہ بولا تو سفیرہ نے سر ہلایا۔

"اور وہ غصے میں تو نہیں تھے؟"کچھ دیر بعد سفیرہ سے رہا نہیں گیا، تو پوچھ لیا رِہاف نے کچا چبانے والے انداز میں اس کو دیکھا۔

"کون۔۔؟"زین نے نا سمجھی سے اسے پوچھا۔

"آپ کے دوست۔"

"ارے نہیں۔وہ کیوں غصہ ہو گا؟"وہ جیسے سمجھ نہیں پایا تھا۔

"رِہاف نے ان کے ساتھ جو۔۔۔"اس نے بات ادھوری چھوڑی تو زین مسکرا دیا۔

Clubb of Quality Content

"نہیں۔۔وہ ورک ہولک ہے اور تھوڑا سا موڈی بھی اس لئے ہر وقت غصہ ناک پر دھرا رہتا ہے۔مگر جو بھی ہو عورتوں کا احترام کرتا ہے۔"وہ فخریہ انداز میں بتا رہا تھا جیسے اپنے دوست پر فخر سا ہو۔

"مجھے غصے والے مرد سخت برے لگتے ہے۔"سفیرہ کے یکدم کہنے پر رِہاف نے اسے دیکھا اور جب بولی تو اس کی آواز دھیمی تھی۔

"مجھے غصہ کرنے والے مردوں سے خوف آتا ہے۔۔"اب کی بار اس نے چہرہ شیشے کی جانب موڑ لیا۔گاڑی گھر کے راستے پر رواں دواں تھی۔۔اس کے بعد کوئی نہیں بولا تھا۔کچھ دیر میں وہ تینوں گھر پہنچ گئے تو زین ان دونوں کو گھر چھوڑ کر اپنے گھر چلا گیا اور وہ دونوں رِہاف کے کمرے میں آ گئی۔

وہ اپنا چادر اتارتی سیدھا واشروم گئی چند منٹوں بعد جب باہر نکلی تو اس نے جامنی رنگ کا ٹی شرٹ پہنا تھا جس کے ساتھ کھلا جامنی ہی رنگ کا ٹروزار تھا۔۔اس نے سفیرہ کو دیکھا جو اس کی الماری کے آگے کھڑی تھی۔

"یار تمہاری الماری میں جامنی رنگ کے علاوہ کوئی اور رنگ ہے؟"سفیرہ بولی تو رِھاف نے کندھے اچکائے اور اپنی جگہ پر آ کر لیٹ گئی جبکہ سفیرہ نے ڈھیر سارا غصہ ضبط کیا۔

آج بھی وہ اپنے وقت پر اٹھ گئی، مگر اس کے ساتھ لیٹا وجود گہری نیند میں تھا۔اس نے سفیرہ کا کندھا ہلایا، مگر بے سود۔اسے چھوڑتی وہ سیدھا واش روم گئی،شاور لیا اور جب باہر آئی تو وہ ہنوز سوئی ہوئی پڑی تھی۔رِھاف نے اس کے قریب جا کر چادر ہٹائی، مگر وہ ویسے ہی پڑی رہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ابے اوئے! بھنگ پی کر سوئی ہو کیا؟"وہ حیران ہوئی تھی۔اب دور سے اذان کی آواز بھی سنائی دینے لگی۔

"سونے دو رِھاف..."وہ بدمزہ ہو کر بولی اور پیروں سے چادر کھینچتی، سر تک تان چکی تھی۔

"نماز نہیں پڑھنی کیا؟"پھر سے اس کی چادر ہٹاتی وہ بولی۔

"ابھی تو آذان ہوئی ہے، کچھ دیر میں پڑھتی ہوں نا۔" پھر سے منہ چھپاتی وہ بولی تو رِھاف نے اس کو چھوڑ دیا اور خود آ کر جائے نماز پر کھڑی ہو گئی۔ اس نے اپنی نماز ختم کی تو بھی سفیرہ سو رہی تھی۔۔ اس نے جائے نماز سمیٹھا اور اٹھ کھڑی ہوئی جب اس نے سفیرہ کو اٹھتے دیکھا اور پھر واشروم جا کر وضو کرنے۔۔ چند منٹوں بعد وہ باہر آئی تو رِھاف بیڈ سے پیر نیچے کئے بیٹھی تھی اس نے غور سے اسے دیکھا اور اپنے لئے جائے نماز بچھا کر نماز ادا کرنے لگی۔۔ نماز پڑھ کر اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے جب اسے رِھاف کی بڑبڑاہٹ سنائی دی۔

"آج کل لوگ عبایا بس فیشن کے لئے کرتے ہے۔۔"

"ہیں؟؟ ادھر آؤ۔۔" سفیرہ نے حیرت سے اس کا چہرہ دیکھا اور پھر اسے اپنے پاس بلایا۔ وہ آ کر اس کے ساتھ نیچے بیٹھ گئی۔ "یہ تم نے مجھے سنایا ہے نا؟" وہ اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں۔۔میں بس۔۔یار کچھ لڑکیاں ہوتی ہیں نا جو عبایا فیشن کے طور پر پہنتی ہیں،اور جب تم نماز کے لیے نہیں اٹھ رہی تھی تو مجھے لگا تم بھی..."اس نے بات جان بوجھ کر ادھوری چھوڑ دی۔سفیرہ نے چڑ کر اسے دیکھا۔

"تمہیں لگتا ہے میں بھی عبایا فیشن کے لئے پہنتی ہوں؟اتنے سالوں میں بھی تم مجھے جان نہیں سکی؟"

"نہیں۔میں بس کہہ رہی تھی کیونکہ میں نے دیکھی ہوئی ہیں ایسی لڑکیاں۔۔اور میں تمہیں جانتی ہوں۔۔میں نے کچھ بھی تمہیں نہیں سنایا۔۔"رِھاف کا لہجہ خشک تھا۔۔ہاں آخر میں کہیں باتیں دل سے کہی تھی۔

"اگر سچ کہوں تو میں نے کبھی کسی لڑکی کو نہیں دیکھا جس نے عبایا فیشن کے طور پر پہنا ہو۔۔۔"سفیرہ کا لہجہ بھی یک دم خشک اور سیدھا ہو گیا۔

"میں نے دیکھی ہیں۔۔مجھے ان لڑکیوں اور ان کی فیملیز کے لئے عجیب لگتا ہے جب وہ اپنے بھائی کے ساتھ عبایا پہن کر آتی ہے اور پھر کلاس میں آکر اسے اتار کر پھینک دیتی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہے جیسے وہ کوئی اچھوت سی شے ہے۔۔بس اسی لئے میں اب یقین نہیں کر پاتی۔"اس نے آخر میں کچھ دیر رک کر ایک بے بس نظر سفیرہ پر ڈالی۔

"ہاں، سمجھ سکتی ہوں میں تم نے دیکھی ہونگی اس لئے کہہ رہی ہو۔۔"وہ ٹھہر کر بولی۔۔" اور سچ کہوں تو مجھے ان لڑکیوں پر ترس آتا ہے۔۔عبایا پہن کر تو انسان اتنا محفوظ محسوس کرتا ہے کہ کے یوں لگتا ہے جیسے ایک محفوظ حصار ہے جس میں،میں قید ہوں،جیسے آندھی آئے یا طوفان،بارش برسے یا خزاں چھا جائے ہم سلامت رہے گے۔اگر کوئی نظر ہم تک پہنچنے کی کوشش کرے گی تو نا امید لوٹ جائے گی۔کوئی اپنی نگاہ زیادہ دیر ہم پر ٹکائے نہیں رکھ سکے گا، کیونکہ ہم ایک پردے میں،ایک حفاظت میں ہے۔۔اور یہ ہمارے لئے ہی بنایا گیا ہے ہم قیمتی ہے،اور قیمتی چیزوں کو چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ہم اللہ کو عزیز ہے اس لئے یہ ہمیں عطا کی گئی ہے جو ایک نعمت ہے۔۔"وہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہہ رہی تھی۔۔"اور تمہیں پتہ ہے کئی لوگ اسے شروع کر دیتے ہے مگر پھر چھوڑ دیتے ہے کیونکہ لوگوں کو اس نئے زمانے میں عبایا ایک پرانا فیشن لگتا ہے۔۔"سفیرہ نے آخر میں اداسی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے کہا تھا اور ایسے بول رہی تھی جیسے یہاں صرف وہ بیٹھی ہے کوئی رِھاف نام کا وجود ہی نہیں موجود۔۔

"ہاں میں تمہاری بات مانتی ہوں اور مجھے بھی ان پر ترس آتا ہے جو اس طرح کرتے ہے۔۔ میں خود عبایا نہیں لیتی مگر مجھے برا لگتا ہے۔۔ توہین سی محسوس ہوتی ہے۔" وہ دونوں جائے نماز پر بیٹھی تھی رِھاف اس کے ساتھ بیٹھی جائے نماز پر لکیریں بنا رہی تھی ساتھ میں بتا بھی رہی تھی۔۔ وہ دونوں حد سے زیادہ سنجیدہ تھی۔

"تم کچھ اور بھی کہہ رہی تھی نماز کے بارے میں؟" سفیرہ کو جیسے اگلی بات یاد آئی۔

"کون سی نماز؟"

"تمہیں لگتا ہے جو لوگ عبایا لیتے ہیں وہ نماز بڑی باقاعدگی سے پڑھتے ہوں گے؟" اس کے پوچھنے پر رِھاف نے اسے ایک نظر دیکھا۔

"میں کچھ دن پہلے امی کے ساتھ گروسری سٹور گئی تھی وہاں پر ئیر پلیس میں جب میں نماز پڑھنے گئی تو وہاں چند لڑکیوں کا گروپ تھا جو نماز پڑھ رہی تھی۔ میں نے بھی اپنی نماز ختم

کی اور دعائیں پڑھنے لگی تو ایک لڑکی کے موبائل پر کال آئی اور پھر وہ اس پر بات کرنے لگی۔ میں جانتی ہوں وہ نہ اس کا بھائی تھا نہ باپ۔۔"

"تمہیں کیا ضرورت کسی کی پرسنل زندگی میں؟"سفیرہ نے چڑ کر اس کی بات کاٹی تو رِھاف نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"میں اس کی زندگی میں داخل نہیں ہو رہی میں بس تمہیں بتا رہی ہوں کے ہم لوگ کیا بنتے جا رہے ہے۔۔ وہ چند منٹ پہلے اپنے رب سے مخاطب تھی۔۔ اس رب سے جس نے نامحرم کے ساتھ سختی اور فاصلہ رکھنے کی تلقین کی ہے مگر۔۔"وہ جیسے بے بس ہوئی تھی اور وہاں سے اٹھ گئی مگر سفیرہ بیٹھی رہی۔

"دیکھو رِھاف۔ انسانوں کو اس کے باطن سے جج نہیں کیا کرتے۔۔۔ کوئی بھی انسان ویسا نہیں ہوتا جیسا وہ نظر آتا ہے۔۔۔ ہر انسان کے اندر ہزاروں سوال، کئی وسوسے، کئی مجبوریاں ہوتی ہیں، ہمیں کچھ بھی تو پتہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر لوگ دوسروں کے باطن کو دیکھ کر جج کرنے لگیں، تو کئی انسانوں کو دیکھ کر ہمارے اندر جینے کی امنگ ختم ہو

جائے۔۔"وہ وہی جائے نماز پر بیٹھی کہہ رہی تھی جبکہ رِھاف اپنی الماری میں نجانے کیا تلاش کر رہی تھی۔۔یا شاید وہ سفیرہ کو ہی سن رہی تھی۔"اور تم نے طوائف کو دیکھا ہے؟وہ کیسی عورت ہوتی ہے،جانتی ہو نا؟مگر ہمیں کیا معلوم اس کا اپنے رب کے ساتھ کیسا تعلق ہے۔کیا پتہ وہ ہمارے رب سے ہم سب سے زیادہ قریب ہو۔"اس نے اپنی بات ختم کی اور جائے نماز سمیٹ کر اپنی جگہ پر رکھا اور رِھاف کو دیکھا جو کسی خیال میں گم تھی۔۔

""ناشتہ نہیں کرنا تم دونوں نے؟"باورچی خانے سے آتی نبیلہ کی آواز پر وہ دونوں اپنے اپنے خیالوں سے نکلی اور کمرے سے نکل کر ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھ گئی۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آج یونیورسٹی جاؤ گی؟"سفیرہ نے چائے کے گھونٹ لیتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں،اپائنٹمنٹ لی ہے کسی نے ڈاکٹر ثمرہ کے ساتھ جاؤں گی ہسپتال۔"وہ ناشتہ کر کے اٹھی تو دروازے پر دستک ہوئی۔

"میں دیکھتی ہوں،زین ہو گا۔"نبیلہ باورچی خانے سے باہر نکل کر دروازے کی جانب گئی اور وہ اپنے کمرے میں یونیورسٹی کی تیاری میں لگ گئی۔کچھ دیر بعد جب باہر آئی تو وہ تینوں بیٹھے تھے۔

"کیا ہوا؟"تینوں کو دیکھتی وہ پوچھنے لگی۔سفیرہ نے اس پر ایک نظر ڈالی۔کندھوں تک آتے بال چہرے سے ہٹا کر پیچھے کیچر میں بندھے تھے،سر سے چادر ڈھلکی ہوئی تھی،شہد رنگ آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"کلاسز کب ختم ہوں گی؟"نبیلہ کے سوال پر اس نے کندھے اچکائے۔

"کلاسز ختم بھی ہو جائیں تو میں جلدی نہیں آپاؤں گی امی۔آج ہاسپٹل جاؤں گی۔"اس نے کہہ کر صوفے پر پڑا بیگ اٹھایا اور کندھے پر ڈالا۔

"کلائنٹ کل نہیں دیکھ سکتی اپنی ٹیچر کو کہو؟"نبیلہ کے سوال پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"امی،کلائنٹ کی تھراپی کا دن ہے،ایسا نہیں ہو سکتا۔اور پوچھ کیوں رہی ہیں آپ؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ،زین کے دوست کے گھر جانا ہے ناشادی کی دعوت دینے۔"نبیلہ کے کہنے پر اس کے لب"او"میں سکڑے۔

"تو آپ سفیرہ کو ساتھ لے جائیں۔۔۔"اس نے سامنے بیٹھی سفیرہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ ساتھ چلتی، تو تمہیں کہتی میں؟"انہوں نے جیسے اس کی عقل پر ماتم کیا۔

"تم کیوں نہیں چل رہی؟"اب اس نے سفیرہ سے براہِ راست پوچھا۔

"تم جانتی ہو،مجھے اچھا نہیں لگتا اس طرح کہیں بھی جانا،اور پھر وہ تو زین لالہ کے دوست کا گھر ہے۔میں کیسے جاؤں تم اس کی بہن ہو تمہارا جانا بنتا ہے۔۔۔"

وہ بولی تو رِھاف نے اسے دیکھا۔

"میں کچھ نہیں جانتی،اور ہاں،تم امی کے ساتھ جا رہی ہو،بس بات ختم۔۔۔"وہ بولی اور پھر زین کو دیکھا،جو چائے پی رہا تھا۔"اب اٹھیں زین لالہ،دیر ہو رہی ہے مجھے۔"اس نے ان کے ہاتھ سے چائے کا کپ لے کر میز پر رکھا اور اسے اٹھنے کا کہا۔

"اسے چائے تو پینے دو، رِھاف۔۔" نبیلہ نے ڈانٹا، مگر اس نے نظر انداز کیا، جبکہ سفیرہ کو تو وہ دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔

باہر آ کر وہ گاڑی میں بیٹھی تو اس کے پیچھے زین نے گاڑی میں بیٹھتے ہی گاڑی آگے بڑھا دی۔

"تم چلی جاؤ نا اماں کے ساتھ۔" زین نے اس کو راضی کرنا چاہا۔

"زین لالہ؟"

"کیا چاہیے لالچی لڑکی؟" وہ سمجھ گیا تھا اس کی چال کو۔

"ایک جوڑا پسند آیا ہے مجھے، امی تولے کر نہیں دے رہیں، کہہ رہی ہیں چار جوڑے لیے ہیں، کافی ہیں۔" اس نے کہتے ساتھ موبائل نکال کر اس میں تصویر دکھائی۔

"کتنے کا ہے؟" وہ ڈرائیونگ کر رہا تھا، اس لیے دیکھ نہیں سکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بس پندرہ ہزار۔۔"اس نے اپنی ویسی ہی شکل بنائی جیسی وہ بنایا کرتی تھی۔۔انہوں نے ساری شاپنگ کر لی تھی اور شادی میں دس دن ہی رہ گئے تھے۔کچھ دنوں بعد اس کے چچا اور خاندان کے لوگ بھی آنے والے تھے۔

"ٹھیک ہے،میں دلوادوں گا۔"زین کے کہنے پر اس کے چہرے پر آنے والی چمک بے ساختہ تھی۔زین ان کے کام دیکھنے کے علاوہ اپنا جاب بھی کرتا تھا،جس سے اس کی اچھی خاصی آمدنی ہوتی تھی۔

"شکریہ لالہ،آپ بہت اچھے ہیں۔"اس کے کہنے پر زین مسکرایا۔

"ہاں بس کام نکلوالو مجھ سے۔۔اب تو جاؤ گی اماں کے ساتھ ناں؟"اس نے پوچھا تو رِہاف نے زور سے سر ہلایا۔

"اور وہاں جو سفیرہ کو کہہ آئی ہو؟"اس کے پوچھنے پر وہ ہلکی سی مسکرائی۔

"آپ کو لگتا ہے وہ میری اتنی فرمانبردار ہے؟"اور زین العابدین نے خود کو ہزار بار کوسا۔آہ،وہ سمجھ کیوں نہیں سکا اس کی چال۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور تمہارا کلائنٹ؟" کیا وہ کلائنٹ کے بارے میں بھی جھوٹ بولے گی؟ ناممکن۔۔

"اس کی تھراپی تو کروں گی۔ ارے گاڑی ہسپتال کی طرف موڑیں۔۔" وہ جواب دیتی آخر میں تیزی سے بولی۔

"اچھا، آرام سے۔۔ موڑ رہا ہوں۔" وہ چڑ گیا۔

"مطلب تمہاری کلاسز نہیں ہیں؟" آہ، بے چارہ۔۔

"بڑی دیر کر دی سمجھنے میں۔"

"ویسے تمہارے یونیورسٹی کے لوگ ایسے ہی تمہیں آئیوری ٹاور پرنسس کہتے ہے۔۔ ہمارے سامنے تو تمہاری بولتی بند نہیں ہوتی ہمیں ہی چپ کروادیتی ہو۔۔" گاڑی یونیورسٹی کے سامنے روکتے ہوئے وہ بولا تو وہ ٹھہر گئی۔

"آپ لوگوں کے سامنے فلٹر فری رہتی ہوں ہر کسی کے لئے نہیں ہوتا یہ والا ورژن۔" گاڑی سے اُترتی وہ سنجیدگی سے بولی اور گاڑی کا دروازا زور سے بند کیا۔

"اس جوڑے کا لنک بھیجو تا کہ آرڈر کروں، پھر آنے میں وقت لگے گا اور وقت کم ہے شادی میں۔" اس نے موبائل نکال کر میسج رِھاف کے نمبر پر بھیجا اور کچھ دیر میں ہی وہ اسے لنک بھیج چکی تھی۔

. . ———— . . ————. .

"اچھا سفیرہ۔۔ ہم جا رہے ہیں، یہ زرگل تمہارے ساتھ رہے گی۔۔ ٹھیک ہے؟" نبیلہ بیگم نے اسے دس مرتبہ یہ جملہ بولا تھا اور اس نے دس مرتبہ۔۔ "اچھا ٹھیک ہے۔۔ سب ٹھیک ہو گا۔۔" کہا تھا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہارے لئے میں نے رات کا کھانا بنا دیا ہے۔۔ وہ کھا لینا۔۔ ٹھیک ہے؟" انہوں نے اپنی چادر ٹھیک کرتے ہوئے ایک بار پھر کہا۔

"چچی۔۔ میں بچی نہیں ہوں۔۔ آپ جائیں۔" وہ مسکرا کر بولی تو انہوں نے اس کا سر چوما اور زین کی گاڑی کی طرف آئیں جو باہر کھڑا ان کا انتظار کر رہا تھا۔

"چلیں؟"

"ہاں چلو۔۔"دروازا کھول کر وہ لوگ جب گئے تو سفیرہ نے دروازے کو کنڈی لگائی اور اندر لاؤنج میں آئی جہاں چودہ سالہ زرگل بیٹھی موبائل پر مصروف تھی۔

"زرگل۔۔کچھ کھاؤ گی؟"وہ دوسرے صوفے پر آکر بیٹھی اور اسے دیکھتے ہوئے پوچھا،جو ہنوز اپنے موبائل پر مصروف تھی۔

"نہیں سفیرہ باجی۔۔"بِنا اس کو دیکھے وہ بولی تو سفیرہ کچھ دیر اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔۔پھر اس نے اپنا موبائل اٹھایا اور واٹس ایپ کھول کر"the keeper"کا چیٹ کھولا جہاں پر اس کی طرف سے کافی میسجز آئے تھے۔اس نے ایک ایک کا جواب دیا پھر موبائل بند کر کے سائڈ پر رکھا اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"اف۔۔تنگ آگئی ہوں میں اس جھنجھٹ سے۔۔"وہ اپنے ساتھ بڑبڑائی۔۔سر ہنوز جھکا ہوا تھا۔۔نظریں نیچے تھیں۔۔اور پھر نیچے ہی رہیں کیونکہ نیچے دیکھتی اس وقت وہ تئیس سالہ سفیرہ نہیں تھی تیرہ سالہ سفیرہ بن گئی تھی اور اسی لاؤنج میں۔۔اس کے سر پر کھڑی ماریہ

اس پر چیخ رہی تھی۔اسے مارنے کے لئے بھی آگے بڑھی مگر وہ اسی طرح کھڑی تھی۔ دماغ میں وہ واقعہ ایسے فٹ تھا جیسے آج کا دن۔۔

"تم نے اس کا سر چیر دیا ہے۔۔جانور ہو کیا؟" تیرہ سالہ ماریہ اس لڑکی پر چیخی۔۔جواد سے تین سال چھوٹا جنید ایک طرف رکھی کرسی پر بیٹھا دودھ کے ساتھ کارن فلیکس کھانے میں مگن تھا۔۔اسے یہاں ہوتے ہوئے ہنگامے سے کوئی سروکار نہیں تھا۔۔مراد خان نے رِھاف کو کندھوں سے تھاما ہوا تھا۔جبکہ وہ خاموشی سے نظریں جھکائے نبیلہ کے ساتھ کھڑی قالین کو دیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہوا یہ تھا کہ لاہور سے طاہر خان کی فیملی چھٹیاں منانے آئی تھی۔اس دن سورج غروب ہوئے کچھ دیر ہو چکی تھی۔ گرمیوں کے دن تھے اور شام کے وقت ہلکی روشنی باقی تھی۔

رِھاف،سفیرہ اور جواد گھر کے دوسرے حصے میں تھے جہاں آم، آڑو اور شہتوت کے درخت لگے ہوئے تھے۔وہاں کا ماحول ٹھنڈا اور پرسکون تھا۔وہ تینوں کھیلنے میں مصروف تھے۔۔ جواد ان دونوں سے بڑا تھا مگر دونوں نے اس کو اپنے ساتھ کھیلنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔مگر

اس کھیل میں صرف سفیرہ اور رِھاف تھیں جبکہ جواد ایک طرف بیٹھا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا اور ساتھ میں رِھاف کی مدد کر رہا تھا۔ وہ لوگ کرکٹ کھیل رہے تھے۔ دونوں کی کوئی ٹیم تو نہیں تھی بس وہ دونوں باری باری آتیں اور بیٹینگ کرتیں۔ دونوں رھاف اور سفیرہ میں سے صرف رھاف ہی تھی جو اب تک کے سارے راؤنڈز جیت رہی تھی۔ کھیل کا آخری راؤنڈ تھا اور سفیرہ نے جواد کو دیکھا جو اس کے بجائے رِھاف کو جتوانے میں مدد دے رہا تھا شاید اس لیے کیونکہ وہ ان کے گھر پر مہمان تھی۔ اسے نجانے کیا مگر کچھ برا لگا تھا۔۔ توجہ کا مرکز ہمیشہ رِھاف ہی رہی تھی۔ حالانکہ دونوں کی عمر ایک جتنی تھی یہ بھی نہیں تھا کہ سفیرہ پیاری نہیں تھی مگر رِھاف کے سامنے وہ کبھی نظر نہیں آتی تھی۔ بات یہ نہیں تھی کہ صرف وہ ہی نظر نہیں آتی تھی۔۔۔ نہیں۔۔ رِھاف کے سامنے ہر دوسرا بندہ کہیں پسِ منظر میں چلا جاتا تھا۔۔ اس کے اندر کچھ تھا ایک کشش سی جو انسان کو اپنی طرف کھینچتی تھی۔۔ سفیرہ نے اسے دیکھا جو کھیل جیت کر اب مسکراتے ہوئے جھوم رہی تھی۔۔ اس نے بنا کچھ سوچے سمجھے اپنے ساتھ بڑا نوکیلا سا پتھر اٹھایا اور ایک جست سے اس نے اس کے سر کا نشانہ لے کر

اسے مارا۔۔۔ جواد جو اسے ہی دیکھ رہا تھا ہکا بکا رہ گیا۔۔ پتھر کی نوکیلی سائیڈ رِھاف کے ماتھے پر لگی اور یک دم خون کی ایک لہر اس کے ماتھے سے بہنے لگی۔۔ رِھاف بے یقینی سے کبھی اپنے سر سے بہتے خون کو دیکھتی تو کبھی سفیرہ کو۔۔ اور وہ اپنی جگہ ساکت سی کھڑی تھی۔۔ خوف نے یکدم اس کے سارے وجود کو جکڑ لیا تھا۔۔ جواد بھاگ کر آیا اور رِھاف کے ماتھے پر ہاتھ رکھنے کی کوشش کی مگر رِھاف نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا اور موٹے موٹے بہتے آنسوؤں کے درمیان گھر کی سمت چل پڑی۔۔۔

"تم پاگل ہو۔۔" جواد کے کہنے پر سفیرہ ہوش میں آئی اور بھاگ کر اس کے پیچھے گئی مگر وہ جا چکی تھی۔۔ سفیرہ نے لاونج کے اندر قدم رکھا تو سامنے اس کے اماں ابا اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ جواد بھی اسے غصے سے دیکھ رہا تھا۔۔

"جواد تم بتاؤ۔۔ کیا ہوا ہے؟ رِھاف تو منہ ہی نہیں کھول رہی۔۔" ماریہ نے اس کے ساتھ بائیں طرف کھڑے جواد کو دیکھ کر پوچھا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سفیرہ نے اسے پتھر مارا ہے۔۔" جواد کے کہنے پر ماریہ فوراً سفیرہ کے قریب آئی اور ایک تھپڑ اسے مارا جبکہ کچن سے باہر آتی نبیلہ نے جلدی سے سفیرہ کو ان سے دور کیا۔

"کیا کر رہیں ہیں بھابھی بچے ہے کھیل کود میں چوٹ تو لگتی رہتی ہے۔۔" انہوں نے سفیرہ کو اپنے ساتھ لگاتے کہا۔۔

"اس نے بچی کا سر پھاڑ دیا ہے۔۔ کھیل کود میں سر تھوڑی پھاڑتے ہے۔" وہ غصہ ہوئی تھی اور سفیرہ کی طرف بڑھی مگر نبیلہ نے اسے دور کر دیا۔

"بھابھی۔۔ مت کریں۔۔" سفیرہ کا چہرہ ہنوز جھکا ہوا تھا جبکہ رِھاف اب مراد خان کے ساتھ ہسپتال جا رہی تھی۔۔ جواد نے اس کو تب تک دیکھا تھا جب تک وہ دروازے سے اوجھل نہیں ہوئی تھی۔

"سفیرہ باجی۔۔" زرگل نے اس کا کندھا ہلایا تو وہ خیالوں سے جاگی۔۔

"جی کیا ہوا گل؟" ساتھ میں کوئی چھنگاڑتی ہوئی آواز تھی جو اس کے دماغ پر ہتھوڑے کی طرح لگ رہی تھی۔

"فون بج رہا ہے آپ کا۔"اس نے اس کے فون کی طرف توجہ دلائی تو اس نے موبائل اٹھایا۔۔ تو وہ چھنگاڑتی آواز موبائل کی تھی۔

"جی بھائی۔۔"دوسری طرف جواد تھا۔

"ہاں۔۔وہ لوگ دعوت دینے گئے ہیں شادی کی۔۔"دوسری طرف شاید خیریت پوچھی گئی تھی۔

"نہیں میرے ساتھ زرگل ہے۔۔ایکیلی نہیں ہوں۔۔"اس نے جواب دیا اور کچھ دیر بات کرنے کے بعد کال بند کر دی۔۔موبائل ایک طرف رکھ کر وہ اٹھی اور رِھاف کی کتابوں میں سے ایک کتاب اٹھا کر پڑھنے میں مگن ہو گئی۔

..———————. .———————..

ہسپتال کے ویٹنگ ایریا میں وہ بیٹھی زین کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ڈاکٹر ثمرہ کے کلائنٹ کا سیشن چالیس منٹ کا تھا اس نے ان کے ساتھ لے لیا تھا مگر بیچ میں اسے دوسری

ڈاکٹر نے گھیر لیا اور ان کے ساتھ بھی اس نے کافی مدد کی تھی۔ اب وہ ویٹینگ ایریا میں بیٹھی تھی لیکن زین آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اتنی گرمی میں وہ پک گئی تھی۔

"زین بھائی، گرمی سے مر رہی ہوں، جلدی آجائیں۔۔"اس نے میسج بھیج کر موبائل سے نظریں اٹھا کر اوپر دیکھا تو اس کی گاڑی دور سے نظر آرہی تھی۔ جلدی سے اٹھی، چادر ٹھیک کی اور گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

"امی آپ؟"ماں کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھے دیکھ کر وہ حیران ہوئی اور پر پیچھے بیٹھ گئی اور زین نے گاڑی آگے بڑھادی۔

"ہاں نا، اس کے دوست کے گھر جارہے ہیں۔"ماں کے جواب پر اس کے ہونٹ "اوہ" میں سکڑے۔

"مگر مجھے چینج تو کرنے دیتے آپ لوگ۔"وہ چادر ٹھیک کرتی بولی۔

"کیا چینج کرتی، اچھی خاصی تو لگ رہی ہو۔"نبیلہ کے کہنے پر اس نے خود کو ایک نظر مر میں دیکھا۔ وہی سفید شلوار قمیض، جس پر سیاہ اور سرخ چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھے، سر پر چادر، بالوں کو کیچر میں باندھے ہوئے تھی۔ چہرہ ہر قسم کے میک اپ سے عاری تھا، مگر ہنوز وہ پیاری لگ رہی تھی کیونکہ اس کے نین نقش خوبصورت تھے۔

دوپہر کے تین بجے کا وقت تھا۔ ٹریفک کے دباؤ کی وجہ سے ان کی گاڑی سرخ بتی پر رکی ہوئی تھی۔ اس نے کھڑکی سے باہر نظر ڈالی۔ صبح جو بادل آسمان پر چھائے ہوئے تھے، اب غائب ہو چکے تھے۔ بس تپتا سورج رہ گیا تھا جو اس کے چہرے کو جھلسا رہا تھا۔

"سفیرہ کیا کر رہی تھی؟" اس نے ذرا آگے ہو کر نبیلہ سے پوچھا۔

"وہ گھر میں ہی تھی، زرگل (زرمینہ کی چھوٹی بہن) اس کے ساتھ تھی۔" نبیلہ نے اپنی چادر ٹھیک کرتے ہوئے کہا، جس پر اس نے سر ہلایا۔

"زین لالہ، کون سے دوست کے گھر جا رہے ہیں؟"

"میرے کون سے اتنے زیادہ دوست ہیں، ایک ہی تو ہے۔ ابراھیم جس سے کچھ دنوں پہلے اس ریسٹورنٹ میں ملے تھے۔" گاڑی موڑتے ہوئے زین کے جواب پر اس نے سر ہلایا۔۔ سبز بتی گل ہوئی تو زین نے گاڑی آگے بڑھائی۔۔ اس نے بیگ سے اپنا موبائل نکالا اور

سفیرہ کو میسج کیا۔۔ جواب کچھ دیر بعد آگیا تھا۔۔اس کی چیٹ سے نکل کر اس نے انسٹاگرام کھولا اور وہاں اسکرول کرنے لگی۔۔ نجانے کتنی دیر گزری تھی جب گاڑی رکی۔۔ تب احساس ہوا کہ وہ لوگ پہنچ چکے ہے۔

"چلو، میرے ساتھ آؤ۔"زین کی آواز پر وہ اس کے پیچھے چلنے لگی۔ چوکیدار نے دروازہ کھول دیا تو وہ لوگ داخلی دروازے سے اندر داخل ہوئے۔

جو گھر باہر سے اتنا خوبصورت لگ رہا تھا وہ اندر سے اس سے بھی زیادہ خوبصورت تھا۔ نظروں کے سامنے بڑا ٹی وی لاؤنج، جس میں صوفے رکھے ہوئے تھے،اور جس کے بیچ شیشے کا میز تھا،اس پر شیشے کا گلدان پڑا تھا جس کے اندر پھول تھے۔سامنے دو کمرے نظر آرہے تھے، جن کے دائیں جانب اوپن کچن تھا، جو یہاں سے ہی خوبصورت لگ رہا تھا۔اس کی نظریں بائیں جانب مڑیں جہاں اوپر کی جانب جاتی سیڑھیاں تھیں۔

"السلام علیکم۔۔"نرم آواز پر اس نے نظریں سامنے کھڑی ہوئے شخص پر ڈالیں، جو ہلکے بھورے رنگ کے شلوار قمیض میں ملبوس تھی۔ چہرے پر جھریاں زیادہ نہ تھیں اور آنکھیں

سیاہ تھیں۔ وہ اس کی نبیلہ کے گلے لگیں اور پھر اس کی جانب بڑھیں، گلے لگا کر اس کا سر چوما۔

" کیسی ہو گڑیا؟"ان کا لہجہ اتنا نرم تھا کہ رِہاف کا دل پگھلا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں، آپ کیسی ہیں؟"

"الحمدللہ۔۔ آئیں، بیٹھیں۔"وہ ان کو لے کر لاؤنج میں آئیں۔ اور پھر وہ سب وہاں رکھی کرسیوں پر بیٹھے۔

"زین بیٹے، تم کیسے ہو؟"وہ زین سے پوچھ رہیں تھیں جواب اوپر جانے کے لیے پر تول رہا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں میرا آنٹی۔۔ بس بہت تھک گیا ہوں۔"سر کھجاتے ہوئے مسکرا کر بولا اور سیدھا اوپر کی جانب بڑھ گیا۔ پیچھے وہ تینوں خواتین مسکرا کر رہ گئیں۔

"اوپر اِبراہیم سے ملنے گیا ہے۔۔اِبراہیم آپ لوگوں سے بھی ملنے آجاتا، مگر کل سے اس کی طبیعت بہت خراب ہے۔"

میرا کے کہنے پر رِھاف کے دماغ پر چند دن پہلے ریسٹورنٹ والی رات چھا گئی۔

"ارے، کیا ہوا اسے؟" نبیلہ کے پوچھنے پر وہ بتانے لگیں، اور رِھاف ان کے چہرے دیکھنے لگی۔ اسی لیے وہ ماں کے ساتھ کہیں جاتی نہیں تھی۔ وہ خود تو دوسروں سے گھل مل جاتی تھیں، مگر وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ اس کی اتنی آسانی سے آج تک کسی کے ساتھ نہیں بنی تھی۔ نہ وہ دوستی کرنے میں جلدی کرتی اور نہ بھروسہ۔ اگر کہا جائے تو بھروسہ اس نے کسی پر کرنا سیکھا ہی نہیں تھا سوائے سفیرہ کے۔ باتوں باتوں میں انہوں نے کھانے کا انتظام کروادیا تھا۔ تینوں خواتین نے نیچے کھانا کھایا، جبکہ ملازمہ اوپر ایک ٹرے لے گئی جس میں پرہیزی کھانا اور زین کے لیے گھر کا بہترین کھانا تھا۔

"بیٹا آپ لو نا۔۔" میرا کے کہنے پر رِھاف نے مسکرا کر سر ہلایا جبکہ کھانے کا دل بلکل نہیں کر رہا تھا کیونکہ ہاسپٹل میں اس نے لنچ دیر سے کیا تھا۔ نبیلہ بیگم اور میرا کھانے کے دوران

بھی باتیں کرتی رہیں تھیں جبکہ وہ بس ادھر اُدھر ہی دیکھ رہی تھی۔۔ کھانا کھا کر وہ لاؤنج میں آئے۔۔ وہاں پر نبیلہ نے میرا کو شادی کے دنوں کے بارے میں بتایا اور خاص تاکید کی آنے کی۔۔

"اب ہمیں اجازت دیں۔۔" پھر کچھ دیر بعد نبیلہ بیگم اٹھیں تو ان کے ساتھ ہی رِھاف بھی اٹھ گئی۔ لیکن آہ،اس کی چادر ماں کے پیر کے نیچے آ گئی، جس سے اٹھتے ہوئے وہ لڑکھڑا گئی اور ہاتھ اس خوبصورت گلدان پر جا لگا جو میز پر رکھا ہوا تھا،اور وہ دھڑام سے گر کر چکنا چور ہو گیا۔ کچھ لمحوں کے لیے جیسے اسے سمجھ ہی نہ آیا کہ ہوا کیا ہے۔۔اور جب سمجھ آیا، تو دونوں خواتین کی طرف دیکھا۔ نبیلہ بیگم غصہ ضبط کرنے کی کوشش کر رہیں تھیں، جبکہ میرا مسکرا رہیں تھیں۔ ان سے نظریں ہٹا کر اس نے سیڑھیوں پر کھڑے ان دونوں کو دیکھا، جو حیرانی سے زمین پر پڑے ٹوٹے ہوئے گلدان اور پھولوں کو دیکھ رہے تھے۔

"سوری آنٹی۔۔ میں۔۔" وہ جلدی سے بولی۔

"کوئی بات نہیں رِھاف۔۔" شکر تھا میرا آنٹی نے بول دیا تھا ورنہ وہ خود بہت عجیب محسوس کر رہی تھی۔ سب کی نظریں اس پر تھی۔ وہ ایک انٹروورٹ لڑکی تھی اور جتنا وہ لوگوں سے دور بھاگتی تھی اتنا وہ منظر عام پر آجاتی تھی۔ سیڑھیوں پر کھڑے اِبراہیم نے نخوت سے سر جھٹکا۔

""چلیں، شادی پر ملاقات ہوگی۔" نبیلہ کے کہنے پر وہ ان سے گلے ملتی اور خدا حافظ کہہ کر نکل آئی، جبکہ اس نے اپنی پشت پر نظروں کا تیز حصار شدت سے محسوس کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گھر آکر وہ اپنے کمرے میں اسائنمنٹ بنانے بیٹھی تھی جبکہ سفیرہ باہر لاونج میں بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔۔ اسائنمنٹ بنا کر وہ باہر آئی تو گھر میں خاموشی تھی۔۔ وہ سفیرہ کے ساتھ دھپ سے آکر بیٹھی جو اسی جھولے میں بیٹھی تھی جو رِھاف کا پسندیدہ تھا۔۔

"کیا کر رہی ہو؟" رِھاف کے سوال پر سفیرہ نے منہ بنا کر اسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو نظر نہیں آرہا؟

"منہ کیوں بنا رہی ہو؟"رِھاف کا موڈ اور آف ہو گیا اسے اس طرح دیکھ کر۔

"بھئی نظر نہیں آرہا کتاب پڑھ رہی ہوں پھر بھی تم پوچھ رہی ہو کیا کر رہی ہو؟"وہ چڑ گئی۔

"تو بتا دیتی کہ کتاب پڑھ رہی ہو۔۔منہ کیوں بنایا۔۔"

"جن کے پاس آنکھیں ہوتی ہیں وہ ایسے سوال نہیں کرتے۔۔"سفیرہ کے کہنے پر اس کا دل کیا ایک الٹے ہاتھ کی اسے جڑ دے مگر خیر۔۔

"عامر کا کردار مجھے زہر لگا تھا اس کتاب میں۔"رِھاف نے"خالد حسینی کی کتاب the kite runner"جسے سفیرہ پڑھ رہی تھی پر نظر ڈال کر کہا۔

"کیوں؟"وہ حیران ہوئی۔

"تم نے کتنا پڑھا ہے؟"رِھاف کے سوال پر سفیرہ نے کتاب بند کر دیا۔

"آخری صفحہ پڑھ لیا ہے۔۔"اس کے کہنے پر رِھاف نے گہرا سانس لیا۔

"تمہیں رونا نہیں آیا؟"رِھاف کے سوال پر اس نے سر نفی میں ہلایا۔

مجھے تو بہت آیا تھا اور میں روئی بھی تھی۔۔"اس نے بتانا ضروری سمجھا۔۔سفیرہ نے پھر سے سر ہلایا۔

"وہ بزدل اور خود غرض تھا۔"رِھاف کی آواز آہستہ تھی سفیرہ سمجھ نہیں سکی وہ کس کی بات کر رہی تھی۔"اس نے سب دیکھ کر ان دیکھا کر دیا۔۔حسن کے ساتھ جو ہوا تھا وہ اس پر خاموش رہا تھا۔۔۔"اس کی بات مکمل کرنے پر سفیرہ سمجھی۔۔

"وہ بچہ تھا۔۔اور بچے کو خود غرضی کا پتہ نہیں ہوتا۔اس وقت عامر کے بجائے وہاں کوئی اور بھی ہوتا تو وہ یہی کرتا۔اور وہ ہمیشہ اپنے کیے پر شرمندہ رہا تھا۔۔"سفیرہ نے عامر کا دفاع کیا۔

"میں مانتی ہوں،وہ بچہ تھا۔مگر حسن بھی تو بچہ ہی تھا۔۔فرق صرف اتنا تھا کہ اس نے دیکھا اور خاموش رہا،

اور دوسرے نے ظلم جھیل کر بھی محبت نبھائی۔"اسے وہ وقت یاد آیا جب اس نے پہلی دفعہ یہ کتاب پڑھی تھی اور حسن کے ساتھ ہوئی زیادتی پر روئی تھی۔۔"کچھ بچوں کے دل

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بڑے ہوتے ہیں،سفیرہ...عامر کا نہیں تھا۔اس نے دیکھ کر بھی وہ جرم ان دیکھا کر دیا۔۔

اور جب ہم ظلم کو دیکھ کر نظر انداز کر دیتے ہے تو ہم اس میں شریک بن جاتے ہے۔۔

شرمندگی کے بعد بھی کچھ چیزیں لوٹ کر نہیں آتیں،سفیرہ۔"سفیرہ کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا جواب دے۔۔وہ حد سے زیادہ سنجیدہ تھی۔۔گھر میں خاموشی تھی جبکہ باہر کا شہر جاگ رہا تھا۔۔رات کے گیارہ بج رہے تھے۔۔

"مگر عامر کے ساتھ بھی برا ہوا تھا۔۔اس کا باپ اسے نظر انداز کرتا تھا حسن کی وجہ سے۔۔انہیں اپنے بچے کے بجائے حسن زیادہ عزیز تھا۔۔عامر کو بچپن سے وہ توجہ نہیں ملی تھی جو وہ ڈیزور کرتا تھا۔۔"اس نے ایک اور توجیہہ پیش کی۔

"سفیرہ۔۔اگر عامر ان کا بیٹا تھا تو حسن بھی تو تھا نہ۔۔اور ہر زخم کسی دوسرے زخم کا بہانہ نہیں بن سکتا۔۔ناانصافی دونوں کے ساتھ ہوئی تھی مگر اسے تو سمجھنا چاہئے تھا نہ کہ جسے پیار نہ ملا ہو،اسے دوسروں کے زخموں کی قیمت زیادہ سمجھنی چاہیے۔۔"اس کے پاس جیسے حسن کے دفاع میں بہت کچھ تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو پھر غلطی تو ان کے والد سے ہوئی تھی۔۔ قصور دونوں کا نہیں تھا۔۔بڑوں کو اس طرح نہیں کرنا چاہیئے۔۔انہیں سمجھنا چاہیئے کہ بچوں کے دل نازک ہوتے ہیں ان کے سامنے اگر ایک بچے کو زیادہ توجہ ملے گی تو دوسرے کا دل تو دکھے گا ہی۔۔اور ظاہر سی بات ہے اس کے دل میں احساس کمتری اور محرومی تو بڑھتی جائے گی۔۔"سفیرہ کہتے ہوئے کسی اور جہاں میں تھی۔

"ہاں غلطیاں ہوتی ہیں سب سے ہوتی ہے۔۔بڑوں سے بھی، چھوٹوں سے بھی اور ہم جیسے لوگوں سے بھی۔۔مگر اس نے جو کیا تھا وہ بہت برا تھا۔۔ایک دوست جب تکلیف میں ہوتا ہے تو اگر دوسرا اس سے وہ تکلیف لے نہیں سکتا تو اس کی ڈھارس بندھانی چاہیئے نہ کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔۔اس کے اوپر چوری کا الزام لگائے۔۔"بولتے ہوئے اس کا سانس چڑھا تو میز پر رکھا پانی کا جگ اٹھایا اور گلاس میں پانی بھر کر غٹا غٹ پی گئی۔

"اس نے وہ سب۔۔"وہ جیسے کچھ کہتے کہتے رک گئی۔"لیکن اس نے تو پھر اس کے بیٹے کو بچا لیا تھا نہ۔۔"سفیرہ نے پہلی بات ادھوری چھوڑ کر دوسری بات پر زور دیا۔

"اس نے اپنے گلٹ کو ختم کرنے کے لیے اس کے بیٹے کو بچایا تھا۔۔اور تمہیں پتہ ہے کبھی کبھی لوگ دوسروں کے لیے نہیں، خود سے بھاگنے کے لیے اچھے بن جاتے ہیں۔"

"تمہیں واقعی اس کا کردار اتنا برا لگتا ہے؟"سفیرہ نے چڑ کر اس سے سوال کیا تو اس نے زور سے سر ہلایا۔

"دوستوں میں واحد چیز "وفا" ہوتی ہے۔۔اگر دوست وہ بھی نہ کر سکے تو وہ دوست کہلانے کے لائق نہیں۔۔"رِھاف نے صاف گوئی سے کہا۔

"اگر مجھ سے کبھی کوئی ایسی غلطی ہوئی تو تم مجھے معاف کر دو گی؟"یک دم سفیرہ کے سوال نے اس کو گنگ کر دیا۔چند لمحے وہ کچھ بول نہ سکی۔۔

"میں تمہیں نہیں کھو سکتی۔۔تم میری واحد دوست ہو یار۔"وہ مسکرائی سفیرہ اس کے ساتھ مسکرائی تھی۔چند لمحے لاونج میں خاموشی رہی تھی۔جھولا ہلکا ہلکا جھول رہا تھا۔۔باہر پتے آہستہ آہستہ سرسرا رہے تھے۔

"اور اگر مجھ سے کچھ ایسا ہوا تو تم میرے ساتھ رہو گی؟"اس بار چپ ہونے کی باری سفیرہ کی تھی۔وہ اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔۔یہ سچ تھا وہ دونوں ایک دوسرے کا لازم و ملزوم جز تھیں۔۔مگر ان دونوں کے بیچ ایسا بھی کچھ تھا جو ادھورا لگا کرتا تھا۔۔کچھ نامکمل سا۔۔

"ہمیشہ۔۔۔"یک لفظی جواب دے کر اس نے رِھاف کے گلے میں اپنے بازوں ڈالے اور اس کو خود میں بھینچ لیا۔۔

"کیا پیار بھرے مظاہرے ہو رہے ہیں،خیر ہے؟"نبیلہ بیگم شاید باہر کسی کام کے لئے آئی تھیں اور ان دونوں کو اس طرح دیکھ کر حیران ہوئیں۔

"کچھ نہیں چاچی۔۔بس آپ کی بیٹی سے ایک وعدہ لے رہی تھی۔۔"وہ دور ہوتی مسکرا کر بولی۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے۔۔رات ہو گئی ہے،جاؤ دونوں سو جاؤ۔۔"انہوں نے گھڑی کو دیکھتے ہوئے کہا جو اب رات کے بارہ بجا رہی تھی۔وہ دونوں اٹھیں اور لاونج سے نکل گئیں جبکہ جھولے پر رکھی ہوئی کتاب اور جھولتا ہوا جھولا ان دونوں کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرے ہم نفس میرے ہم نوا مجھے دوست بن کے دغا نہ دے..."

(شکیل بدایونی)

..———————. .———————..

"سر مے آئی کم ان؟"دروازا کھول کر اس نے سر اقبال کے کیبن میں داخل ہونے کی اجازت مانگی تو انہوں نے سر ہلا کر اندر آنے کی اجازت دے دی۔

"آجائیں بیٹھ جائیں مس رِھاف۔"انہوں نے اپنے سامنے رکھی کرسی کی جانب اشارہ کیا تو وہ قریب آکر بیٹھی۔

"خیریت؟"انہوں نے اس پر نظر ڈالی جو بڑی چادر سر پر لئے ہلکے بھورے رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس تھی۔ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی جو بھری ہوئی تھی،دوسرے کاندھے پر بیگ ڈالا ہوا تھا۔

Clubb of Quality Content

"سر۔۔ میرے بھائی کی شادی ہے اگلے ہفتے،اس کے لئے چند دنوں کی چھٹیاں چاہیئے۔۔"

سر اقبال نے اسے سر سے پیر تک دیکھا۔رِھاف وہ سٹوڈنٹ تھی جو کبھی لیو نہیں لیتی تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔لیو دے دیں گے۔۔ڈین سے بات کی؟"ان کے پوچھنے پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"تو ان سے بات کریں۔"انہوں نے چشمہ ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔ان کی عمر پچاس کے قریب تھی۔

"آپ میری سفارش کر دیں نہ آپ تو جانتے ہیں وہ مجھے اتنا خاص پسند نہیں کرتیں۔"

ہاتھوں کی انگلیاں چٹخاتی وہ سر جھکا کر بولی۔۔

"ہاں۔۔۔آپ نے ان کی بیٹی کے کارنامے جو واضح کر دیے۔۔"ڈین کی بیٹی اس سے ایک سیمیسٹر سینئر تھی اور وہ رِھاف کی کلاس فیلو جو رِھاف ہی کی طرح قابل تھی اس سے اپنے اسائمنٹس ڈرا دھمکا کر بنواتی تھی۔یہ بات اسے پتہ چلی تو اسے حد سے زیادہ برا لگا تھا۔تب وہ سیکینڈ سمسٹر میں تھی۔اس نے اپنے یونیورسٹی کے گروپ کی ایک لڑکی جو یونیورسٹی میں

بات پھیلانے والی مشہور تھی اس کو بتائی۔۔وہ جو رامین (ڈین کی بیٹی) کی کلاس فیلو تھی مگر اس کی رامین کے ساتھ بنتی نہیں تھی اس لئے اس نے بھی بات کو پھیلانا ہی بہتر سمجھا کیونکہ اس میں اس کی بہتری بھی تھی۔پہلے دنوں میں تو رامین نہیں جانتی تھی کہ یہ بات کس نے پھیلائی ہے مگر جب پتہ چلا تو اس لڑکی نے اس کو رِھاف کے بارے میں بتایا تھا۔

"ایسا کرنا ضروری تھا سر ورنہ نجانے اور کتنے ایسے قابل سٹوڈنٹ پستے رہتے۔۔"

"چلو میں بات کروں گا ان سے۔"وہ اس کو جواب دے کر مسکرائے تو وہ ان کے پاس سے اٹھ کر باہر آ گئی۔ڈیپارٹمنٹ کی راہداریوں میں سٹوڈنٹس آس پاس تھے وہ اپنی رو میں آگے بڑھ رہی تھی جب کوئی اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔۔وہ بے اختیار رک گئی۔پہلے تو وہ اسے جان نہ پائی مگر چند سیکنڈز دیکھنے کے بعد زہن میں جھماکا سا ہوا کیونکہ وہ رامین کا بوائے فرینڈ تھا۔"میرے راستے سے ہٹو۔"وہ سرد لہجے میں بولی۔

"کیسی ہیں آپ؟موڈ کیسا ہے آپ کا؟"وہ بھی بڑی معنی خیزی سے پوچھنے والا ڈھیٹ آدمی تھا۔۔

"پہلے بلکل ٹھیک تھا تمہارا چہرہ دیکھ کر خراب ہو گیا ہے۔۔اب میرے راستے سے ہٹو۔"اس نے پہلے سوال کو نظر انداز کیا جبکہ دوسرے کا جواب دیا۔۔

"سنا ہے آپ کو آئیوری ٹاور پرنسس کہا جاتا ہے مگر وہ کیا ہے کہ ایک دن تو آپ اس ٹاور سے نکل سکتی ہیں۔۔"اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے وہ بول رہا تھا جو پل میں سرخ ہو چکا تھا۔۔"تو میں نے سوچا میرے گھر ہونے والی پارٹی میں آپ کو بھی انوائیٹ کیا جائے۔۔آپ کے ساتھ وقت اچھا گزرے گا۔۔"اس کا لہجہ اور باتیں رِھاف کے دماغ گھمانے کے لئے کافی تھیں۔وہ بخوبی جانتی تھی وہ کیا کہنا چاہتا تھا۔رِھاف کے جس ہاتھ میں بوتل تھی اس نے وہ گھما کر اس کے منہ پر دے ماری۔

"یہ بات کہنے سے پہلے تمہیں یاد رکھنا چاہیے تھا کہ میں رامین نہیں جو دم چھلے کی طرح تمہارے آگے پیچھے پھیرتی ہے۔۔میں رِھاف ہوں جو ایسی باتوں پر لوگوں کا منہ توڑ دیتی ہے۔"کہتے ساتھ وہ اپنے راستے پر چل پڑی جبکہ پیچھے وہ ساکت ہو گیا۔کئی لوگ اپنی جگہ رک گئے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یو بیچ۔۔۔میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔۔"وہ دھاڑا تھا۔

"ایکزاکٹلی۔۔۔یاد رکھنا چاہیئے تھا۔چھوڑوں گا نہیں؟؟میں تمہیں بتاؤں کہ میں بھی نہیں چھوڑتی۔۔میرے صرف نام کا مطلب نرمی ہے یقین کرو میں بلکل بھی نرم مزاج نہیں ہوں۔"پلٹتے وقت اس نے وہی بوتل ڈسٹ بین میں پھینکی تھی۔

. . —— . ——. .

"چچی،ڈسٹنگ ہو گئی ہے اب؟"وہ دونوں صبح سے گھر کی صفائی میں لگی ہوئی تھیں،گھر تقریباً صاف ہو چکا تھا اور تیاریاں بھی مکمل تھیں۔شادی میں تین دن ہی رہ گئے تھے اور آج اس کے دونوں چچاؤں کی فیملیز بھی آ رہی تھیں۔

سفیرہ ایک میز پر اوپر کھڑی پردے ٹھیک کرتے ہوئے نبیلہ سے پوچھ رہی تھی جو کچن میں مصروف تھی جبکہ رِہاف سامان سے گرد جھاڑ رہی تھی اور پھر فرنیچر اسپرے کر کے اسے صاف کرتی۔

"اب کچھ نہیں بیٹا، پورا گھر تو صاف ہو گیا ہے۔۔"انہوں نے باورچی خانے سے آواز لگائی، جو کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔

"امی،اس وقت جو بھی بنا ہے دے دیں، پھر رات کے کھانے کی تیاری کر لیں گے کیونکہ اب مہمان آ رہے ہیں۔"رِھاف کے کہنے پر سفیرہ نے بھی سر ہلایا جس پر نبیلہ بھی متفق ہو گئیں۔

"چلو آجاؤ،رات کا کھانا بچا تھا وہ کھاتے ہیں۔"انہوں نے کھانا گرم کیا اور ٹیبل پر رکھا۔۔ رِھاف اٹھی اور جانے لگی مگر اسی پہر سفیرہ کا پیر پھسلا اور وہ دھپ سے زمین پر آ گری۔۔ چند سیکنڈز کے لیے سب رک گیا تھا۔۔ مگر پھر وہ اٹھ گئی۔"میں ٹھیک ہوں۔"اس نے مسکرا کر کہا مگر رِھاف اس کو بس جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔۔ زہن میں کچھ پرانے منظر تازہ ہوئے تھے۔۔

سردیوں کے دن تھے۔ دسمبر کا مہینہ شروع ہوئے چند ہی دن گزرے تھے، مگر ٹھنڈ اپنی پوری شدت دکھا رہی تھی۔ ہوا میں ایک خنکی سی گھلی ہوئی تھی جو چہرے کو چھوتے ہی

کاٹنے لگتی۔یہ تب کی بات ہے جب وہ دونوں سترہ سال کی تھیں اور سفیرہ ایک دن کے لئے طاہر خان کے ساتھ پشاور آئی تھی۔۔رِھاف اور سفیرہ نے کبھی ایک دوسرے کو تکلیف نہیں دی تھی اس پتھر والے واقعے کے بعد۔۔اس دن کے بعد وہ ایک دوسرے کے اور قریب ہوئی تھیں۔۔اس وقت وہ دونوں لاونج میں بیٹھی تھیں۔۔طاہر خان اور مراد خان کام سے باہر گئے تھے،زین بھی باہر تھا جبکہ نبیلہ کچن میں تھیں۔رِھاف نے خادار کا کُرتا شلوار پہنا تھا جس کے اوپر سوئٹر تھا اور ساتھ میں پشمینہ شال خود کے گرد اوڑھ رکھی تھی،جبکہ سفیرہ نے گرم کوٹ کے نیچے لمبا گرم کُرتا اور اس کے ساتھ کھلی شلوار پہن رکھی تھی۔سفیرہ نے دوپٹہ چہرے کے گرد اچھی طرح اوڑھا تھا جبکہ رِھاف کے بال کھلے ہوئے تھے۔وہ اس وقت تھرلر کی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی جس کے آخری مرحلوں پر تھی۔جبکہ سفیرہ کچھ دیر پہلے اپنے موبائل پر مصروف تھی مگر اب موبائل کی چارجنگ ختم ہوئی تو اس نے چارج پر لگایا اور اب بور سی اس کو دیکھ رہی تھی۔

"رِھاف چھوڑو اس کتاب کو چلو کچھ کرتے ہیں۔"وہ اس کے قریب ہوتے بولی مگر رِھاف کتاب پڑھتے ہوئے تھوڑی دور ہوئی۔

"تھوڑے صفحے باقی ہیں پڑھنے دو۔"اس نے بنا سر اٹھائے کہا تھا۔سفیرہ بدمزہ ہوئی اور اس نے اس کے ہاتھ سے کتاب کھینچی پھر تھوڑی دور ہوئی۔۔رِھاف نے کتاب لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر وہ اٹھ کر بھاگ گئی۔۔رِھاف نے اس کے پیچھے بھاگنے کی کوشش کی مگر اٹھتے ساتھ ہی پیر رپٹا اور دھڑام سے زمین پر گر گئی۔۔کچن کی طرف جاتی سفیرہ ساکت ہو گئی۔۔جبکہ زمین پر لیٹی رِھاف کو ظاہری کوئی چوٹ نہیں آئی تھی مگر رپٹ جانے والے پیر نے کئی دن اسے تکلیف دی تھی۔۔اسے جتنی دفعہ بھی کوئی چوٹ لگی یا جتنی دفعہ بھی گری وہ سفیرہ کی وجہ سے ہی ہوا تھا۔۔مگر بعد میں وہ اس پر سوری کر دیتی اور سب پہلے جیسا ہو جاتا تھا۔۔

رِھاف۔۔آجاؤ کھانا نہیں کھانا؟"سفیرہ کی آواز نے اس کے اندر جاگنے والی سترہ سالہ رِھاف کو سلایا اور وہ کچن میں جا کر مسکراتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"ویسے سفیرہ، تمہیں آئے ہوئے مہینہ ہو گیا ہے، مجھے تو تمہاری یونیورسٹی کا خیال ہی نہیں آیا۔" رِھاف کو یاد آیا تو پوچھ لیا۔

"جواد بھائی سنبھال لیں گے۔" اس نے لاپرواہی سے کہا اور رِھاف اس کا چہرہ دیکھ کر رہ گئی۔

"تم نے کتنے دنوں کی چھٹیاں لی ہیں؟" نبیلہ کے سوال پر رِھاف نے ماں کی طرف دیکھا جو اب بس ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔

"آٹھ دنوں کی۔"

"اچھا۔۔کم نہیں ہے؟" انہوں نے اٹھتے ہوئے پوچھا تو اس نے کچھ نہیں کہا۔اب انہیں کیا بتاتی کہ یہ بھی ملنا ناممکن تھا کیونکہ جو کارنامہ وہ کر چکی تھی اس کی وجہ سے وہ اب تک نکالی جا چکی ہوتی مگر شکر تھا کہ کئی پروفیسرز اس کے ساتھ تھے۔

"نماز کا وقت ہو رہا ہے، دونوں اٹھو، نماز پڑھو۔ مہمان پہنچنے والے ہوں گے۔" نبیلہ نے اس پر زیادہ غور نہیں کیا تھا اس لئے دونوں کو ٹوکتی نماز کا کہتی خود اٹھ کر چلی گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چلو، ہم دونوں بھی چلتے ہیں۔" سفیرہ نے کہتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور دونوں رِہاف کے کمرے میں آ گئیں۔

"کیا کہتی ہو، کل ڈھولکی رکھیں؟" یک دم رِہاف کے کہنے پر سفیرہ نے اسے دیکھا۔

"کہاں؟"

"لالہ کے گھر میں۔۔ ایسا لگ ہی نہیں رہا کہ شادی کا گھر ہے۔۔ ہلہ گلہ کریں گے۔" وہ جوش سے بتانے لگی۔

"ہم دونوں بس؟" سفیرہ جیسے بدمزہ ہوئی۔

"ہم دونوں کیوں؟ اب دونوں تائی اور چچی بھی آجائیں گی اور محلے کی بھی کافی لڑکیاں ہیں۔" رِہاف کے پاس حل تھا۔

"چلو ٹھیک ہے، زین لالہ کو کہہ دیں گے سامان لے آئیں۔" سفیرہ کے کہنے پر اس نے اسے زور سے گلے لگا لیا۔

"میں کل وہ نارنجی رنگ۔۔"رِھاف کی بات منہ میں ہی رہ گئی جب دروازے پر دستک ہوئی۔

"اس وقت کون آیا ہو گا؟"سفیرہ نے ایک نظر اسے دیکھ کر پوچھا۔

"کہیں تایا لوگ تو نہیں؟"رِھاف نے اندازہ لگایا۔

"ارے نہیں،اتنی جلدی نہیں پہنچے ہونگے میرے گھر والے۔اور جو تمہارا اسلام آباد والے چچا ہیں،وہ لوگ بہت 'برگر' ہیں،بارہ بجے تو ان کی صبح ہوتی ہے۔"سفیرہ کے اس طرح کہنے پر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی جب باہر سے زین کی آواز آئی،

"رِھاف۔۔تمہارا پارسل آیا ہے۔"اور رِھاف نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ،ایسی بھاگی جیسے کسی نے اس کے سامنے خزانے کا منہ کھول دیا ہو۔

"کیا وہی والا ہے یہ؟"اس نے زین کو دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ مسکرایا۔۔

Clubb of Quality Content

"ہاں،وہی والا ہے۔۔"اس کی تصدیق پر اس نے جلدی جلدی ڈبہ کھولا،آنکھوں میں بے تحاشا چمک لیے اُس نے جوڑا دیکھا جو انتہائی خوبصورت تھا۔ہلکا جامنی رنگ کا وہ جوڑا اس کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔

"یہ بہت پیارا ہے۔"سفیرہ کے کہنے پر وہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"کہاں سے آیا یہ؟"کمرے سے نکلتی نبیلہ کی آواز پر اُس نے زین کو دیکھا۔

"میں نے لے کر دیا ہے اس کو اماں۔"آہ!اس کے کیچڑ کو زین ہی سنبھالتا تھا۔

"کس خوشی میں؟"نبیلہ کے تیور خطرناک لگ رہے تھے۔

"شادی کی خوشی میں۔"اس کی زبان!زین نے سر نفی میں ہلایا۔

"اتنے سارے جوڑے تو لیے ہیں پہلے سے،سب لینے کی کیا ضرورت تھی؟"وہ اس پر خفا ہوئیں۔

"امی میرے ایک ہی بھائی کی شادی ہے اتنے جوڑے تو لوں گی۔"وہ جوڑے کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی۔

"بس فضول خرچی کروالو اس سے۔۔"نبیلہ بیگم سخت خفا تھیں۔

"امی آپ کے پیسے تھوڑی خرچ کیے ہیں۔"وہ بدمزہ ہو کر بولی تو نبیلہ کو احساس ہوا اس کا موڈ بدل رہا ہے۔

"اچھا چلو اب لے لیا ہے تو میں کیا کر سکتی ہوں۔"انہوں نے کہا تو رِھاف ہلکا سا مسکرائی۔

"آپ کو پتہ ہے، کل میں اور سفیرہ زین لالہ کے گھر ڈھولکی رکھ رہے ہیں۔"اسے یک دم یاد آیا تو بولی۔ زین اور نبیلہ دونوں نے اُسے حیرانی سے دیکھا۔

"ہاں جی زین لالہ، آپ کو ہم ساری چیزوں کی لسٹ دے دیں گے، آپ وہ آج ہی لے آئیں، پھر ہمیں تیاری بھی کرنی ہے۔"اب کی بار سفیرہ بولی تو نبیلہ نے مسکرا کر اُسے دیکھا جبکہ زین نے سر ہلایا۔

"چلو ابھی مجھے لسٹ بنا کر دو، میں مصروف ہوں اس کے بعد۔" اس نے کہا تو سفیرہ جا کر پیپر اور پین لے آئی۔۔ پھر جو جو چیزیں انہیں چاہیے تھیں وہ ساری لکھ کر اُس نے زین کو دے دیں۔ زین نے ایک نظر لسٹ پر ڈالی اور سر جھٹکا۔ اف۔۔ یہ لڑکیوں کے چونچلے۔

"میں یہ شام تک لے آؤں گا۔" کہہ کر وہ اُٹھا اور نکل گیا۔ پیچھے وہ دونوں بھی اپنے کام میں لگ گئیں۔ (مطلب کل کے لیے کون سے کپڑے، جوتے اور جیولری پہننی ہے۔) نبیلہ بیگم باورچی خانے آ گئی تھیں، انہیں رات کے ڈنر کی تیاری کرنی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اس وقت نارنجی رنگ کی فراک میں ملبوس اِدھر سے اُدھر بھاگ رہی تھی۔ آج اس نے اور سفیرہ نے جو ڈھولکی رکھی تھی اس میں محلے کی کچھ لڑکیاں اور اس کی تائی اور چچی موجود تھیں۔ وہ لوگ کل ہی پہنچے تھے اور ناہید تائی تو اس کے صدقے واری جا رہی تھیں۔

"سفیرہ چلو زین لالہ کے گھر۔" سفیرہ نے سبز رنگ کا غرارا پہنا تھا جس کے ساتھ اس نے حجاب باندھا تھا۔

"ہاں میں بس امی کو ان کا موبائل دے دوں جواد بھائی کالز کر رہے ہیں پھر چلتے ہیں۔" اس کے ہاتھ میں ماریہ کا موبائل تھا جس پر جواد کالز کر رہا تھا۔

"اوکے۔" وہ اس کے ساتھ چلنے لگی۔ گھر میں کافی مہمان آئے تھے ان سب سے بچ کر چلتی وہ کچن میں آئی اور سفیرہ نے ماریہ کو موبائل دے دیا۔

"رِھاف بچے بہت پیاری لگ رہی ہو۔" ماریہ نے اس کو دیکھا جس نے کندھوں تک آتے بال کرلز کئے تھے، پلکیں مسکارے سے لدیں تھی اور ہونٹوں پر بھوری لپ اسٹک۔

"شکریہ چچی۔۔۔۔" مسکرا کر وہ کچھ اور کہتی کہ سفیرہ نے اس کا بازوں کینچھا اور وہ دونوں دروازے سے باہر نکل کر زین کے گھر چلی آئیں۔ دروازے سے زرا دور صحن میں دو لوگ کھڑے تھے مگر سفیرہ اور رِھاف کو وہ نظر نہیں آئے۔ جبکہ اس شخص نے بہت غور سے سامنے سے آتی اپنی فراک سمنبھالتی لڑکی کو دیکھا تھا۔۔ جو نارنجی فراک میں ڈوبتے سورج کے کرنوں جیسی لگ رہی تھی۔ اس کی شہد سی آنکھیں روشنی میں چمک رہی تھیں۔ دل جیسے

ایک لمحے کو ٹھہر سا گیا۔غروب ہوتا سورج،سامنے سے آتی لڑکی اور اس کو یک ٹک تکتا وہ مرد۔چند لمحوں کے لئے جیسے سب تھم گیا تھا اس کا دل بھی۔

"باقی لڑکیاں کہاں ہیں؟"رِھاف کے پوچھنے پر سفیرہ نے اس کو دیکھا جو خود ایک کمرے کے اندر گئی تھی۔

"آنے والی ہیں تب تک ہم یہ چیزیں سیٹ کر دیتے ہیں۔"سفیرہ نے اس کو ڈھولکی کی ساری ڈیکوریشن سامنے کرتے کہا وہ بس سر ہلا کر مسکرائی اور کام میں لگ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ابراھیم کھانا نہیں کھانا؟"میرا نے کچن سے ہانک لگائی۔ابراھیم اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ چہرے کے آگے کئے بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

"ابراھیم میں اس کے بعد آواز نہیں دوں گی۔۔"اب کی بار میرا غصے سے بولی۔اسے اٹھنا پڑا۔

"آ گیا امی۔۔"سیڑھیوں سے نیچے آتے اس نے آواز لگائی۔

سفید ٹی شرٹ، جس کے ساتھ ساتھ کھلا ٹراؤزر پہنا تھا،بال ماتھے پر گرے ہوئے تھے اور آنکھیں جیسے نیند کی پیاسی تھیں۔وہ ڈائنگ ٹیبل کے پاس آیا اور کرسی کینچھ کر بیٹھا۔

"امی آپ کو پتہ ہے میں دوپہر کا کھانا نہیں کھاتا۔"اس نے جیسے انہیں یاد دلایا۔

"تم پھر سے ساری رات نہیں سوئے نہ۔۔"میرا کو تو جیسے اس کی بات کی پرواہ ہی نہیں تھی۔

"ایک ضروری کام تھا۔۔"پانی کا گلاس منہ کے ساتھ لگا کر بولا۔

"اپنی کمپنی ہے جب چاہو کام کر سکتے ہو ایسے راتیں جاگ کر گزارنے کی کیا ضرورت۔؟"
ماں تھی فکر تو ہونی تھی۔

"اِسی لئے آپ سی ای او نہیں ہے امی۔"وہ مزاق اڑانے والے لہجے میں بولا۔

"بہت بدتمیز ہوتے جا رہے ہو۔"میرا تو غصہ ہی ہو گئی۔

"اچھا؟"ان کی جانب جھکتے اس نے پوچھا۔

"ہاں اب تم میری باتیں نہیں مانتے۔۔"ابراھیم کو وہ واقعی غصہ میں لگیں۔

"نہیں امی ایسی بات نہیں۔۔ آپ کو تو پتہ ہے میں اس وقت کھانا نہیں کھاتا۔۔"

"تم بس اپنی چلاتے ہو میری تو کوئی بات ہی نہیں مانتے۔۔" کھانا کھاتے ہوئے وہ اسے دیکھ بھی نہیں رہی تھیں۔

"امی۔۔ میں نے انڈے ابال کے کھائیں ہیں ابھی کچھ دیر پہلے۔"اس نے کہا مگر میرا نے اس بار کچھ نہیں کہا اس لئے بمشکل ان کے ساتھ دو تین نوالے لئے۔۔ وہ دوپہر کا کھانا نہیں کھاتا تھا کیونکہ وہ جم جاتا تھا اس لئے رات کا ڈنر اور ناشتا کرتا تھا اور اگر اسے دوپہر کو زیادہ بھوک لگتی تو دو یا تین انڈے ابال کر کھا لیتا تھا۔ لیکن جس دن گھر ہوتا تو میرا کے ساتھ بس ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھا رہتا لیکن آج ماں غصے میں تھی تو اسے کھانا کھانا پڑا۔

"زین کی شادی پر جاؤ گے؟"میرا کے یکدم سوال پر اس نے کھانے سے ہاتھ روکا۔

"ہاں ولیمے پر جاؤں گا۔"جواب دے کر اس نے کھانے سے ہاتھ روکا اور موبائل نکالا۔

"اور باقی دو دن؟"

"مصروف ہوں امی۔۔"اب کی بار نظریں موبائل پر تھیں۔

"دوست کے لئے بھی مصروف ہو؟"ان کے لہجے میں اب غصہ نہیں افسوس تھا۔

"آپ کو پتہ ہے میں ایسی تقریبات میں نہیں جاتا۔"اب کی بار اس نے آنکھیں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"وہ ناراض ہو جائے گا۔"انہوں نے جیسے اسے یاد دلایا۔

"وہ مجھے جانتا ہے نہیں ہو گا ناراض۔"اس کا اطمینان قابلِ دید تھا۔ابھی میرا کوئی اور بات کرتی کہ اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔

"ہاں ہیلو زین؟"میرا کا چہرہ مسکراہٹ میں ڈھل گیا۔

"ابھی آجاؤں۔۔؟مگر کیوں۔؟مہندی تو کل ہے۔"اسے جیسے توقع نہیں تھی کہ وہ آج بلائے گا۔

"اچھا آرہا ہوں۔"وہ جیسے بد مزہ ہوا تھا۔ میرا کو اپنی مسکراہٹ چھپانے میں دقت ہو رہی تھی۔

"کیا کہہ رہا تھا؟"وہ اٹھ رہا تھا جب میرا نے بمشکل پوچھا۔

"اس کے گھر کی جو سیٹنگز ہے اس کو چینج کروا رہا ہے لاڈلہ۔ اب یاد آیا ہے اس کو۔"وہ کس دل سے اٹھ رہا تھا صرف وہی جانتا تھا۔

کمرے میں آکر اس نے دروازا زور سے بند کیا اور کپڑے تبدیل کرنے چلا گیا۔ چند منٹوں بعد جب وہ نکلا تو اس نے سفید کاٹن کی شلوار قمیض زیب تن کی۔ سائیڈ ٹیبل سے اپنی گاڑی کی چابی اور موبائل اٹھایا اور نیچے آیا۔ میرا شاید کچن میں تھی۔

"امی میں کچھ دیر میں آجاؤں گا۔" کہتے ساتھ ہی وہ نکل گیا۔ گاڑی اب محتاط انداز میں سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ کپڑوں کے علاوہ اس نے کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔ حلیہ وہی تھا۔

زین کے گھر کے آگے گاڑی روکتا وہ اترا اور اندر آیا۔ نظروں کے سیدھ میں دو کمرے جن کے ساتھ ایک کچن تھا اور اس کے آگے صحن جس میں درخت لگے ہوئے تھے۔ اس نے بھرپور نظر گھمائی تو کوئی نظر نہیں آیا۔

"زین۔۔"اس نے آواز لگائی تو وہ ایک کمرے سے نکل آیا شاید وہی اس کا کمرہ تھا۔

"مجھے امید نہیں تھی تو آئے گا۔"وہ جیسے حیران ہوا تھا۔

"سیٹنگ تجھے آج یاد آئی خبیث آدمی۔"اس کے قریب جا کر وہ اس کے گلے لگا اور بولا۔

"یار سیٹ ہے بس میں مطمئن نہیں ہوں۔"وہ بے بسی سے بولا۔"اندر اور لوگ بھی ہیں آجاؤ جلدی پھر رِھاف نے یہاں ڈھولکی رکھی ہے شام تک وہ لوگ آجائیں گی۔"زین کے کہنے پر سر ہلاتا وہ اندر آیا۔ اچھی خاصی سیٹنگ تھی گھر کی مگر زین کی او سی ڈی۔۔ ابراھیم کے ساتھ کئی مرد اور بھی تھے سب کی محنت سے سب کچھ سیٹ ہو گیا تو زین گہری سانس لے کر رہ گیا۔ لیکن سیٹنگ کرتے کرتے ڈوبتے سورج کا وقت ہو گیا تھا۔ باقی مرد چلے گئے تو وہ

دونوں صحن میں کھڑے ہو گئے جہاں پر درخت تھے جس کی وجہ سے وہ دونوں نظروں سے اوجھل تھے۔

"اب تو سیٹنگ سے مطمئن ہو نا۔؟"ابراھیم کے پوچھنے پر زین کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"ہاں۔چلو تم بیٹھو میں تمہارے لئے کچھ لاتا ہوں۔۔"زین کے کہنے پر وہ صحن میں آیا جہاں بڑے بڑے درخت لگے تھے جن کے بیچ چار کرسیاں اور بیچ میں ایک میز پڑا ہوا تھا۔وہاں بیٹھ کر اس نے اپنا موبائل نکالا جس پر ماں کی طرف سے واپسی کی خبر پوچھی گئی تھی۔ان کو جواب دے کر جیب سے رومال نکالا اور ماتھے سے اپنا پسینہ پونچھا۔

"یہ لو۔۔"زین نے اس کو گلاس دیا جس میں جوس تھا۔"دو گھنٹوں کے لئے لائٹ گئی ہے اور گرمی تو دیکھو۔"زین نے اس کو دیکھتے کہا اور خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔وہاں بیٹھے وہ دونوں باتیں کر رہے تھے جب دروازے سے دو لڑکیوں کے بولنے کی آوازیں آئی۔اس نے زین کو دیکھا۔

"شاید سفیرہ اور رِھاف ہیں۔"اس کے کہنے پر ابراھیم نے بے دھیانی میں گھر کے دروازے کی طرف دیکھا جہاں سے وہ آ رہی تھیں نجانے کیا تھا کہ وہ اسے دیکھنے لگا۔اس نے نارنجی فراک پہنی تھی جس میں وہ اسی نارنجی کرنوں کی طرح لگ رہی تھی۔

"دلربا۔"اسے دیکھتے ہوئے بے اختیار منہ سے نکلا۔پھر زین کو دیکھا جو موبائل پر مصروف لگتا تھا۔بے اختیار خجل سا ہوا۔۔

"اب تو جا سکتا ہوں ناں میں۔۔ایک کام ہے۔"اس نے زین کو دیکھتے پوچھا تو اس نے اجازت دے دی۔

"کل تو آئے گا ناں۔؟"اس کے سوال پر وہ رک گیا۔

"کوشش کروں گا۔"اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا آنے کا مگر ہامی بھر لی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نرے باران دے پاس پہ لوڑاے وراوینہ۔

جورے کور میں تہ نصیب راوڑے یما۔

جانانہ لاس راکہ چی دواڑہ سرہ زونا۔"

(ہلکی بارش آسمان سے ٹھنڈے انداز میں برس رہی ہے،

میں تمہارے ساتھ خوشحال گھر کا نصیب لے کر آیا ہوں،

اے جاناں! مجھے اپنا ہاتھ دو تاکہ ہم دونوں ایک ساتھ چلیں۔)

اس وقت زین کے کمرے کے سامنے دالان میں بیٹھی رِھاف کے ہاتھ میں ڈھول تھا جو وہ دھیمے دھیمے سروں کے ساتھ گانے کے ہر فقرے کے ساتھ بجا رہی تھی جبکہ سفیرہ بس ہاتھوں کو آہستہ آہستہ آواز میں پیٹتی اس کو دیکھ رہی تھی جو گا رہی تھی اور ساتھ میں محلے کی ساری لڑکیاں اس کے ساتھ گانے کا آخری حصہ دہراتی جاتی۔ گول دائرے میں بیٹھی تیار ہوئی لڑکیاں جن کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے۔ گھر کی کئی عورتیں بھی اس وقت

یہیں موجود تھیں۔رِھاف اتنی مہارت سے وہ ڈھول بجا رہی تھی کے بہت ساری وہ عورتیں بھی حیران تھی جو اس ڈھول کو بجانے میں مہارت رکھتی تھی۔ناہید نے ایک نظر اس پر ڈالی اور اس کے سر سے کئی نوٹ وار دیئے۔نبیلہ بیگم مسکرا کر رہ گئی۔ان کو رات میں ہی اظہر صاحب نے اپنی خواہش بتادی تھی۔

"رِھاف حمزہ بلا رہے ہیں تمہیں دیکھو۔"سفیرہ نے اس کو متوجہ کر کے بتایا جو اب ہاتھ پیٹھ رہی تھی کیونکہ اب ایک لڑکی تمبل کے ساتھ گا رہی تھی۔(تمبل ایک روایتی پشتو موسیقی کا ساز ہے،جس کی شکل ایک ڈھول نما ہوتی ہے،لیکن یہ تھوڑا چھوٹا ہوتا ہے،عام طور پر ایک طرف سے کھلا ہوتا ہے،اور ہاتھوں سے بجایا جاتا ہے،اکثر عورتیں شادیوں میں گیت گاتے وقت اسے بجاتی ہیں۔)رِھاف اٹھ کر صحن کی طرف آئی جہاں حمزہ کھڑا تھا۔

"جی حمزہ بھائی۔؟"وہ اس کے بھائی کہنے پر بد مزہ ہوا تھا۔

"بھائی نہیں ہوں میں تمہارا۔"وہ یک دم بولا تو رِھاف حیران ہوئی۔

"کچھ کہنا تھا آپ کو؟"وہ غیر آرام دہ ہوئی تھی اس کی نظروں سے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں بس دیکھنا تھا۔" وہ بولا تو رِھاف یہاں تک آنے پر پچھتائی۔

"میں جا رہی ہوں۔۔" کہتے ہوئے وہ مڑی مگر پھر سے اس کی جانب مڑی جو ہنوز کھڑا بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "آئندہ مجھے اس طرح لوگوں کے درمیان بلانے سے گریز کیجیے گا۔ ابھی بھی اس لئے آ گئی کیونکہ لڑکیوں کی جھرمٹ میں بیٹھی تھی۔" وہ غصے سے بولتی مڑی اور جانے لگی جب اس کی آواز پر قدم زنجیر ہوئے۔

"جب میرے پاس ہی آنا ہے آخر میں تو اتنی اکڑ کس لئے۔؟"

"یہ آخری بار ہے جب میں آپ کے بلانے پر آئی ہوں آئندہ خیال رکھئے گا۔" بنا مڑے اس نے جواب دیا اور چلی گئی پیچھے وہ غصہ دباتا رہ گیا۔

. . —. .—. .

ڈھولکی کے بعد وہ لوگ سب گھر آ گئے تھے اور آتے ہی سونے چلے گئے تھے۔ وہ بھی اپنے کمرے میں آئی تو سفیرہ بیڈ پر پڑی سو رہی تھی۔ رات کا پہلا پہر تھا۔ وہ الماری سے کپڑے نکالنے آئی ایک جوڑا نکالا اسے تبدیل کیا اور واپس آ کر اپنی فراک جب الماری میں

رکھنے لگی تو اس کی نظر اپنے سفید رنگ کے جوڑے پر پڑی جو گہرے سرخ رنگ سے رنگا ہوا تھا۔ وہ ساکت ہو گئی۔۔ جسم کا ہر حصہ جیسے کام کرنا چھوڑ گیا۔ کچھ دیر وہ اس جوڑے کو تکتی رہی ساکت، شل۔۔ پھر بے ساختہ ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔۔ یوں جیسے یہ سب اس نے پہلے بھی دیکھا ہو۔

"تو تم واپس آ گئے ہو۔" وہ اپنے ساتھ بڑبڑائی اور جوڑا ہاتھ میں لے کر کمرے سے نکل آئی۔ اس کا رخ اب گھر کے پچھلے حصے کی طرف تھا۔ نہ وہ بھاگی تھی نہ وہ تیز قدموں سے چلی تھی مگر پھر بھی اس کا سانس پھول گیا تھا۔ کیونکہ جو بھی تھا ڈر اسے لگ رہا تھا۔ خوف نے اس کے پورے وجود کو جکڑ لیا تھا۔ یہ اس کے ساتھ ہونے والا پہلا واقعہ نہیں تھا۔ اس طرح وہ کئی اور چیزوں سے بھی ڈرائی گئی تھی۔۔ اسے آج بھی وہ دن اچھے سے یاد تھا جس دن سے یہ سب شروع ہوا تھا۔

وہ اس کا انیسواں جنم دن تھا جب امی ابا کے ساتھ وہ ریسٹورنٹ میں سالگرہ منا کر واپس آئی تو سیدھا اپنے کمرے میں گئی تھی۔ وہاں اس کے سائڈ ٹیبل پر ایک سفید کیک رکھا ہوا

تھا۔۔وہ خوش ہوئی تھی اسے لگا تھا زین نے رکھا ہو گا اس لئے فروٹ نائف اٹھا کر جب وہ کیک کاٹ گئی تو اس سے سرخ مائع بہنے لگا۔وہ ہق دق اس سرخ بہتی دھار کو دیکھنے لگی اور پھر بے اختیار چیخ پڑی۔مراد خان کمرے سے بھاگ کر آئے تھے اور اس کیک کو دیکھ کر تو ان کے بھی اوسان خطا ہو گئے تھے۔۔انہوں نے زین سے پوچھا تو وہ خود حیران ہوا تھا اور انکار کیا تھا۔

پھر رفتہ رفتہ اس کے ساتھ چیزیں ہوتی گئی۔کبھی تصویریں،کبھی پارسلز جن میں گھٹیا سے گھٹیا ترین چیز نکل آتی تھی۔اس نے ہر طرح سے پتہ لگانا چاہا مگر ہر دفعہ ناکام ہو جاتی۔پھر اس نے مراد خان اور نبیلہ بیگم کو بتانا بھی ترک کر دیا اب جو بھی تھا اسے خود اس سے ڈیل کرنا تھا۔پھر جب مراد خان کا انتقال ہوا تو وہ سلسلہ رک گیا مگر اب پھر سے اس نے اپنا آپ دیکھایا تھا۔۔

وہ زمین پر بیٹھی ہاتھوں سے گھڑا کھود رہی تھی۔ہلکی ہلکی بارش شروع ہوئی تو اس کے ہاتھوں میں روانی آ گئی۔ماتھے اور ہاتھوں پر مٹی لگ گئی تھی جبکہ اس کے ہاتھ اب سن ہو

گئے تھے مگر وہ نہیں رکی۔۔ گھڑا کھودتی رہی۔۔اور جب گھڑا تیار ہوا تو اس نے اس میں وہ کپڑے دبوچ کر گاڑ دیئے اور ان پر مٹی ڈالنے لگی۔۔ کپڑوں کو اچھی طرح گھاڑ کر جب وہ اٹھنے لگی تو پیچھے سے آتے آواز پر ساکن ہو گئی۔

"کیا کر رہی ہو رِھاف؟؟؟"اس نے چہرہ موڑ کر اپنے پیچھے کھڑی سفیرہ کو دیکھا جو حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اٹھو چلو۔۔۔"وہ اپنا ہاتھ اس کے آگے پھیلاتی اٹھانے کی کوشش کرنے لگی تو اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کے ساتھ چلنے لگی۔ کمرے میں آکر وہ کمرے کے بیچ و بیچ کھڑی ہو گئی۔ سفیرہ نے مڑ کر اسے دیکھا پھر نفی میں سر ہلاتی اس کے الماری کی طرف بڑھی اور اس کے لئے کپڑے نکالے کیونکہ جو پہنے تھے ان پر جگہ جگہ مٹی لگی تھی۔

"جاؤ جا کر فریش ہو جاؤ۔۔"وہ بنا اس کی طرف دیکھے کپڑے لے کر اندر گئی اور پندرہ منٹ بعد باہر آئی تو سفیرہ کو بیڈ پر اپنا انتظار کرتے پایا۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس وقت وہاں کیا کرنے گئی تھی؟"وہ اس کے قریب آ کر بیٹھی تو سفیرہ کے سوال پر اس نے نظریں اٹھائیں۔

"کام کرنے گئی تھی۔"اس نے مبہم جواب دے کر لیٹنا چاہا جب سفیرہ نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"مجھ سے جھوٹ مت بولا کرو۔۔"

"جھوٹ کیوں بولوں گی میں؟"وہ خود کو انجان ظاہر کرتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نکالتی اپنی جگہ پر لیٹ گئی۔

"تمہارے ساتھ کچھ چل رہا ہے نا؟"سفیرہ نے اندازہ لگایا تھا۔

"میرے ساتھ کیا چل رہا ہے؟"وہ بے نیازی سے اسے نظر انداز کر گئی۔

"میں تم سے مہینوں مہینوں نہیں ملتی تو اس کا یہ مطلب نہیں مجھے کچھ پتہ نہیں چلے گا۔"

سفیرہ کے کہنے پر اس نے کچھ نہیں کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے بتاؤ رِھاف کیا پتہ میں کچھ مدد کر دوں۔"وہ اس کے قریب ہوتے ہوئے وہ محبت سے بولی۔

"نہیں تم میری مدد نہیں کر سکتی۔"وہ آہستگی سے بولی۔

"تو تم مانتی ہو تمہارے ساتھ کچھ غلط ہو رہا ہے؟"سفیرہ نے اس کی بات پکڑی۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا۔"وہ یکدم بولی اور منہ پھیر گئی۔ سفیرہ نے نفی میں سر ہلایا جیسے افسوس کیا ہو اس پر مگر پھر اس کے ساتھ آ کر لیٹ گئی کیونکہ وہ جانتی تھی وہ تب تک نہیں بتائے گی جب تک وہ خود نہ چاہتی ہو۔ اور اسی سوچوں میں نجانے کب وہ سو گئی اسے اندازہ نہیں ہوا۔۔

اس کی آنکھ جب کھلی تو صبح کی آزان ہو رہی تھی۔۔ ذہن میں رات ہونے والا پورا واقعہ گھوما تو سر میں درد کی ٹیسیں اٹھیں مگر نظر انداز کر کے وہ وضو کر کے نماز پڑھنے لگی۔۔

دوسری طرف سوئی پڑی سفیرہ پر نظر پڑی تو اس کو نظر انداز کر کے اپنی نماز پر فوکس کیا۔

نماز سے فارغ ہوئی تو اپنے لئے چائے بنانے آگئی تو نبیلہ کو کچن میں پایا۔ مگر انہوں نے جو خبر اسے سنائی وہ اس کے اوسان خطا کر گئی۔ حمزہ کا زو معنی لہجہ یاد آیا تو سب سمجھ میں آگیا۔ رات کا واقعہ اور اب یہ خبر۔۔ اسے لگا اس کا دماغ پھٹ جائے گا۔

"ناہید بھابھی اور اظہر بھائی چاہتے ہے تمہارا رشتہ حمزہ کے ساتھ ہو جائے۔" اسے اپنی ماں کا لہجہ ہشاش بشاش لگا۔

"آپ کیا کہتی ہیں اس بارے میں؟" اپنے آپ کو نظر انداز کر کے اس کے لبوں سے نکلا۔

"مجھے ہمیشہ سے حمزہ تمہارے لیے اچھا لگتا تھا۔" نبیلہ چائے کا کپ منہ سے لگاتی بولی۔

"ابا اگر زندہ ہوتے تو ان کا جواب کیا ہوتا۔؟" اسے خود نہیں پتہ تھا ڈائریکٹ انکار کرنے کے بجائے وہ یہ سب کیوں پوچھ رہی تھی۔ شاید اسے فرار چاہیئے تھا۔۔

"وہ اقرار کرنے میں ایک سیکینٹ بھی نہ لیتے۔" نبیلہ کے جواب پر وہ سوچ میں پڑ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے کچھ وقت دیں۔ کل تک جواب دے دوں گی۔"اس نے چائے کے کپ کے کناروں پر انگلی پھیرتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے سوچ کر بتا دینا۔"نبیلہ خوش ہوتیں اس کا سر چومتی باورچی خانے سے چلی گئیں۔ وہ چند لمحے وہاں کھڑی رہی پھر چائے کا کپ رکھتی کمرے میں آ گئی۔

کمرے میں آ کر نجانے کیوں گرم گرم آنسوں اس کی آنکھوں سے نکلے۔ اسے خود پر غصہ آرہا تھا۔ انکار کرنے کے بجائے ماں سے سوچنے کا وقت کیوں لیا۔ مگر ذہن میں ایک ساتھ کئی واقعات گھوم رہے تھے۔ اس کا سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔ اس کو بے اختیار باپ کی کمی بہت شدت سے محسوس ہوئی۔ باپ نہیں مرنا چاہئے ورنہ انسان بھری دنیا میں اکیلا ہو جاتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے یک دم سے شجر دار درخت سے تپتی دھوپ میں آ گئے ہو۔

"اگر ابا اقرار کرنے میں ایک گھنٹہ نہ لگاتے تو مجھے کیا کرنا چاہئے؟؟"وہ سوچنے لگی اور اسے بے اختیار حمزہ کا لڑکیوں کے جھرمٹ سے اسے اپنی طرف بلانا یاد آیا تو دل میں ایک انجانی سی گرہ لگ گئی اس کے خلاف۔ نجانے کیوں۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہاں وہ اچھا تھا۔ خوبصورت بھی تھا۔ اسے اپنے انکار کی کوئی خاص وجہ سمجھ میں نہ آئی مگر کچھ تھا جو غلط تھا۔ آنسوں ابھی تک جھل جھل بہہ رہے تھے۔

مگر یہ آنسو حمزہ کی وجہ سے نہیں بہہ رہے تھے۔ اسے آج اس انسان کی کمی محسوس ہو رہی تھی جو ہر وقت اس کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے رہتے تھے۔۔ ان کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے زندگی میں پہلی دفعہ خود کو اتنا بے بس محسوس کیا تھا۔

اس کی آنسوؤں میں روانی آگئی تو سفیرہ کے اٹھ جانے کے خوف سے وہ واشروم کی جانب بھاگ گئی نلکہ کھول کر پانی تیزی سے بہنے کے ساتھ اس کے آنسو بھی بہے جا رہے تھے۔ تقریباً آدھا گھنٹہ بعد وہ نکلی تو چہرے کو ہشاش بشاش رکھا مگر آنکھیں ہر حال بتا رہی تھی۔

"اور کتنی دیر پانی بہانا تھا۔؟" بیڈ پر لیٹی سفیرہ کے پوچھنے پر وہ بے اختیار اچھلی۔

"واشروم دھو رہی تھی۔" اس نے بمشکل چہرے پر مسکراہٹ لا کر بتایا۔ یوں جیسے کہ رات کا ذکر وہ دونوں بھول ہی گئی تھیں۔ یہ ان کا اصول تھا کہ جس بات پر بات نہ کرنی ہو، اس کا دوبارہ ذکر نہ کیا جائے۔ اصل میں یہی ہونا بھی چاہیے چاہے دوستی ہو یا کوئی اور رشتہ، ایک

دوسرے کو اتنا سپیس ضرور دینا چاہیے کہ اگر کوئی شخص کسی بات پر بات نہ کرنا چاہے تو اسے ویسا ہی رہنے دیا جائے جیسا وہ چاہتا ہے۔

"دھو لیا۔؟ یا ابھی تک داغ باقی ہیں۔؟" سفیرہ کے سوال پر اس نے گہرا سانس لیا۔

"دھو لیا۔" جواب دے کر وہ کمرے سے نکلی پیچھے سفیرہ نے بس سر جھٹکا اور واشروم چلی گئی۔ باہر اب وہ بلکل ٹھیک لگ رہی تھی۔

"رِھاف بچے زرا یہ حمزہ کے کپڑے استری کر دو میں مصروف ہوں ورنہ کر دیتی۔" وہ ابھی اپنے کپڑے پریس کرنے کا سوچ رہی تھی جب ناہید تائی کی آواز پر اسے رکنا پڑا۔

"جی تائی دے دیں۔" اس نے ان سے مسکرا کر کپڑے لئے اور ہاتھوں میں ایسے دبوچے جیسے حمزہ کے کپڑے نہیں خود حمزہ ہو۔ اسے حمزہ پر کس بات کا غصہ تھا وہ نہیں سمجھ پا رہی تھی۔۔ اپنی حالت وہ خود نہیں سمجھ پا رہی تھی۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے نہ کہ آدمی جتنا سوچے اتنا ہی الجھتا جائے۔

حال یہ ہے کہ اپنی حالت پر

غور کرنے سے بچ رہا ہوں میں۔ (جون ایلیا)

استری سٹینڈ پر کپڑے پھیلا کر جیسے تیسے کر کے استری کر دی اور پھر ہینگ کر کے ناہید تائی کے کمرے کی طرف بڑھی جہاں ان کا قیام تھا۔ اندر قدم رکھا تو وہ بیڈ پر ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں بیٹھا تھا۔ وہ بلاشبہ خوبصورت مرد تھا مگر نجانے کیوں اس کی وائبز اچھی نہیں تھی۔

رِھاف نے سر جھٹکا اور کپڑے بیڈ پر اس کے سامنے رکھے جس پر اس نے سر اٹھایا اور مسکرایا۔

"کیسی ہو وائف ٹوبی۔" آہ۔۔ رِھاف جل کر رہ گئی۔

"آپ کے سامنے ہوں۔" اس نے ماتھے پر ڈھیر سارے بل ڈال کر جواب دیا۔ اب ماں کو اقرار ہی کرنا تھا اگلے دن تو بے وجہ کیوں منہ چڑھائیں۔

"زرا قریب آ کر بتاؤ۔۔" وہ زو معنی لہجے میں بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیوں کیا اپنی جان عزیز نہیں ہے؟"اس کا دل کیا ایک کھینچ کر لگائے اسے۔اس نے ذہن میں ایک دفعہ پھر سوچا اس کے رشتے کے بارے میں۔ جبکہ اس کے جواب پر وہ قہقہہ لگا گیا۔

"تمہارے ہاتھ سے تو قتل ہو جاؤ بھی تو کوئی مسلئہ نہیں۔"اف اس کا لہجہ۔رِھاف کے برداشت سے باہر تھا اب یہ۔

"مجھے کام ہے۔"کہہ کر کمرے سے نکل آئی اور گہری سانس لی۔استری سٹینڈ تک آئی تو سفیرہ کھڑی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرے کپڑے بھی استری کر دو۔"کہتے ہوئے وہاں سے جانے لگی جب سفیرہ نے اسے روکا۔

"رو کیوں رہی تھی۔؟"

"مبارک ہو کل میرا رشتہ طے ہو جائے گا۔"اس نے غصے سے اونچی آواز میں بتایا تو کچھ عورتوں نے اسے دیکھا۔

"کیا مذاق کر رہی ہو؟"سفیرہ نے منہ بنایا۔۔

"مذاق تو میری زندگی کے ساتھ ہو رہا ہے۔"وہ بھری بیٹھی تھی غصہ عود کر آرہا تھا۔

"سچ بول رہی ہو؟"سفیرہ نے استری رکھ کر اس کو دیکھ کر پوچھا تو اس نے ایک خونخوار نظر اس پر ڈالی۔

"تمہیں لگتا ہے اس بارے میں، میں جھوٹ بولوں گی؟"اس نے تھک کر کہا۔۔

"مگر کس سے؟اور مجھے کیوں نہیں پتہ؟"وہ جیسے صدمے میں تھی۔

"حمزہ کے ساتھ۔۔امی نے بتایا میں نے ان کو کہا ہے جواب کل دوں گی۔"استری سٹینڈ کے ساتھ پڑی کرسی پر وہ بیٹھ گئی اور چہرا دونوں ہاتھوں میں گرایا جبکہ ساتھ کھڑی سفیرہ کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔بے اختیار کھڑے ہونے کے بجائے وہ رِھاف کے پیروں کے ساتھ نیچے بیٹھتی چلی گئی، چہرہ لٹھے کی مانند سفید ہو گیا۔

"حمزہ۔۔اوہ خدایا۔۔"سفیرہ کے ہونٹ ہولے سے پھڑ پھڑائے مگر پھر اس کو دیکھا تو وہ سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھی تھی۔۔"وہ اچھا آدمی ہے رِھاف،خاندان کا شاندار مرد۔۔"اس نے خود کو سنبھال کر ہولے سے کہا تو اس نے سر اٹھایا۔

"اگر وہ خاندان کا شاندار مرد ہے تو میں کیا کروں؟؟ میری نظر میں وہ ایک عام سا مرد ہے ۔۔بس ایک عام سا مرد۔۔"وہ حد سے زیادہ سنجیدہ تھی۔

"تو تمہیں کیسا مرد چاہیئے؟"سفیرہ چڑ گئی۔۔کیسی ناشکری لڑکی تھی یہ؟

"میری عزت کرنے والا۔۔۔"وہ بڑبڑائی۔

"تو کیا حمزہ تمہاری عزت نہیں کرتا؟"

"اگر وہ عزت کرتا تو کل رات لڑکیوں کی جھرمٹ سے مجھے ایسے نہ بلاتا۔"اس نے تلخی سے کہا اور سفیرہ کو دیکھا جس کا چہرہ سفید تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اس نے بس تمہیں بلایا تھا کوئی گناہ تھوڑی کیا ہے اب اس نے ؟"وہ حیران ہوئی تھی۔۔ کیا رِھاف ابھی تک اسی بات پر اڑی ہوئی تھی؟

"یہی بات۔۔تم جیسی لڑکیاں ہوتی ہے سفیرہ جو اس طرح کے آدمیوں کے ایکشنز کو تاؤ دیتے ہے۔۔یہ بلکل بھی ٹھیک نہیں ہوتا کسی بھی صورت میں۔۔میں اس کی ماں ہوں؟؟ نہیں نہ۔۔اس کی بہن ہوں؟؟ نہیں نہ!!بیوی ہوں؟؟ نہیں نہ!! تو پھر اس کا مجھے بلانے کا مقصد؟؟"وہ تو ہتھے سے ہی اکھڑ گئی تھی،بولتے بولتے سانس پھول گئی۔۔

"تم کتنی تلخ ہو رِھاف بنت مراد۔۔تم میں کتنی تلخی ہے۔"وہ ایسے بول رہی تھی جیسے رِھاف کوئی اچھوت ہو۔۔پھر وہ اس کو بنا دیکھے اٹھی اور وہاں سے چلی گئی۔

کچھ دیر وہ وہاں کھڑی رہی پھر وہ اس کے پیچھے چلی گئی وہ جانتی تھی وہ اس وقت کہاں ہو گی۔ اس کا رخ گھر کی چھت کی طرف تھا۔ گھر میں آئے مہمانوں کو نظر انداز کرتی وہ سیڑھیوں کی طرف آئی اور دو دو سیڑھیاں پار کر کے اوپر آئی۔۔اس کا اندازہ درست تھا ہمیشہ کی طرح۔۔وہ چھت پر پڑی واحد چارپائی پر بیٹھی تھی۔یقیناً اس کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔

"آئی ایم سوری۔۔"یہ بات طے تھی کہ وہ دونوں اپنی اپنی غلطی پر بنا کسی انا کے ایک دوسرے سے سوری کر لیتی تھیں۔۔۔ کیونکہ وہ دونوں جانتی تھیں کہ رشتوں میں انا نہیں آنی چاہیے، کیونکہ جب انا بیچ میں آجائے تو یہ دلوں سے محبت کو آہستہ آہستہ کھا جاتی ہے اور رشتوں کا اصل ختم کر دیتی ہے۔

"تم نے کہا مجھ جیسی لڑکیاں۔۔اس سے تمہارا کیا مطلب تھا؟؟"وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ رہی تھی وہ اس سے تھوڑے فاصلے پر بیٹھے پالتو بلے کو دیکھ رہی تھی جس کا رنگ سیاہ تھا۔

"میرا کچھ بھی مطلب نہیں تھا میں بس۔۔۔"اس کی بات ادھوری رہ گئی جب سفیرہ نے چہرہ اس کی طرف موڑا۔

"تمہارا جو بھی مطلب تھا مجھے سمجھاؤ، مجھے بتاؤ رِھاف بنت مراد۔۔۔"اور یہ تو وہ جانتی تھی جب وہ غصے میں ہوتی تھی تو وہ اسے اسی طرح بلاتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم۔۔تم تمہیں لگتا ہے کوئی تم سے محبت نہیں کرتا،کوئی تمہاری قدر نہیں کرتا۔۔مگر ایسی بات نہیں ہے سفیرہ۔۔میں تم سے محبت کرتی ہوں اور میں تمہیں اس فیز سے نکالنا چاہتی ہوں..."رِھاف کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیسے اسے اپنی بات سمجھائے۔۔

تو تم کہہ رہی ہو کہ میں emotionally deprived ہو۔۔"وہ یک دم پھٹ پڑی۔۔

"تمہیں لگتا ہے میں محبت کی بھوکی ہوں؟؟مجھے لوگوں کی توجہ چاہیئے ہوتی ہے؟؟تم ایسا کیسے کہہ سکتی ہو؟؟تم کہہ رہی ہو۔۔۔اوہ خدایا۔۔"وہ اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔اور پھر بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔۔"رِھاف تھراپی کی ضرورت مجھے نہیں تمہیں ہے۔"رِھاف کی آنکھیں پھیل گئی۔۔چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔۔اور یہی حال سفیرہ کا بھی تھا۔۔فاصلے پر بیٹھے بلے کو اس وقت ان دونوں لڑکیوں سے خوف آیا۔

"میں بس تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں۔۔"مگر رِھاف نے جب منہ کھولا تو یہی کہا۔۔

"مجھے تمہاری مدد نہیں چاہیئے۔۔ تمہیں ایک بات کہی میں نے۔۔۔اور تم۔۔ تم مجھے محبت کی بھوکی اور پتہ نہیں کیا کیا کہہ رہی ہو۔"وہ واقعی ہرٹ لگتی تھی۔۔رِھاف کو دکھ ہوا تھا۔

"میں تمہارا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی۔۔ آئی ایم سو سوری۔ آئی ایم سوری۔۔"رِھاف کو یکدم سفیرہ کا چہرہ دھندلا محسوس ہوا۔۔اسے پتہ چل گیا اس کی آنکھیں بھر آئی تھی۔

"رِھاف۔۔مجھے واقعی میں دکھ ہوا ہے۔۔"اس کا چہرہ بتا رہا تھا وہ دکھی ہوئی تھی۔

"آئی ایم سو سوری۔۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔"وہ معافی مانگتی اس کے قریب آئی اور اس کے گلے لگی۔دوسری طرف سفیرہ ویسی ہی کھڑی رہی۔

"میں نے تمہارا دل دکھایا سوری۔۔۔"وہ اس کے کندھے پر سر رکھے بول رہی تھی۔

"میں نے تمہیں غلط کہا جو بھی کہا آئی ایم سوری۔۔"سفیرہ ہنوز ویسی ہی کھڑی رہی۔دور فاصلے پر بیٹھا بلا اب قریب آیا تھا ان کے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں تم سے شرمندہ ہوں۔۔"اس کی ہچکی بندھ گئی تو سفیرہ نے اسے اپنے بازوؤں کے ہلکے میں لیا اور اس کی پیٹھ تھپکنے لگی۔

"میرے ساتھ اتنا کچھ ہو رہا تھا۔۔ میرا اتنا دل دکھ رہا تھا کہ مجھے تمہارا خیال ہی نہیں آیا۔۔ مجھے اپنی تکلیف میں تمہاری دل آزاری نہیں کرنی چاہیئے تھی۔۔"وہ واقعی شرمندہ تھی۔۔ اس کی آنکھ سے نکلتا ہر آنسو اس بات کا گواہ تھا۔

"اٹس اوکے۔۔۔ آئی ایم سوری ٹو۔۔"اور اس کے چند لفظوں نے رِھاف کے سارے وجود میں زندگی کی رمق دوڑائی تھی۔۔وہ ہولے سے مسکرادی۔

"اچھا اب دور ہٹو۔۔اور چھوڑو یہ سب۔۔نیچے چلتے ہے سب ڈھونڈ رہے ہوں گے۔۔"

سفیرہ کے بتانے پر وہ اس سے الگ ہوئی اور مسکرائی۔۔خالص مسکراہٹ۔۔ پھر وہ دونوں نیچے کی جانب بڑھی۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اگر اس حمزہ نے شادی میں مجھے تنگ کیا یا اپنی مرضی مجھ پر تھوپی تو۔۔۔" آخری سیڑھی پر قدم رکھتے اس نے کہا اور ابھی اس کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی جب حمزہ کی آواز آئی۔

"ارے وائفی ٹوبی۔۔ آج وہ والا جوڑا پہننا۔۔" حمزہ نے استری سٹینڈ کے ساتھ لٹکے ہوئے کپڑوں کو دیکھ کر کہا۔۔ اس کی بات پر سفیرہ نے چہرہ موڑا جبکہ رِھاف کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"ابھی رشتہ طے نہیں ہوا حمزہ صاحب اس لیے اپنی مرضی مجھ پر تھوپنے کی کوشش مت کریں میرا جو دل کرے گا میں وہ پہنوں گی۔" اس نے اطمینان سے جواب دیا حالانکہ غصے سے چہرہ تمتما رہا تھا۔ سفیرہ نے بے اختیار گہرا سانس لیا اور سوچنے لگی کہ ہر لڑکی کو اتنا باشعور، باحوصلہ اور خوددار ہونا چاہیے کہ جب کوئی اس پر اپنی مرضی تھوپنے کی کوشش کرے چاہے وہ اس کے کپڑوں، چال ڈھال یا اندازِ زندگی سے متعلق ہو تو وہ نہ صرف اعتماد کے ساتھ اپنی پسند کا انتخاب کرے بلکہ اس انتخاب پر فخر بھی محسوس کرے۔ اسے کسی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کی منظوری کی ضرورت نہ ہو، کیونکہ اصل وقار اسی میں ہے کہ ایک عورت خود کی نظروں میں معتبر، خود مختار اور مکمل ہو۔

"ارے اتنی غصے میں کیوں ہو؟" حمزہ نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑ دیئے۔

"آپ جیسے شخص کا چہرہ صبح صبح دیکھوں گی تو غصہ تو آئے گا؟" اس کے جواب پر سفیرہ نے اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالا اور اسے وہاں سے چلنے کا اشارہ کیا۔

"مجھ جیسے بندے کو دیکھ کر لوگ جینے کی خواہش کرتے ہیں۔" وہ بے نیازی سے بولا تو رِھاف صبر کے گھونٹ پی کر رہ گئی۔

"اتنے تم ٹام کروز۔۔" پیر پٹخ کر بولی تو حمزہ مسکرایا۔

"امی میرا ناشتہ تیار ہے؟" اس نے رِھاف کو نظر انداز کر کے دور سے آتی ناہید سے پوچھا۔ جبکہ وہ غصہ دباتی رہ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دیکھا۔۔اس لئے زہر لگتا ہے یہ مجھے اپنے علاوہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔"وہ یکدم سفیرہ کو دیکھتے بولی جو دور کسی اور نقطے پر سوچ رہی تھی۔

"تم اس کو بدل دینا۔"وہ آرام سے بولی تو رِہاف کا پارہ اور چڑھ گیا۔اسے ایک بار پھر سفیرہ پر غصہ آیا۔۔اور دل میں سوچا کہ یا تو اسے تھراپی کی ضرورت ہے یا سفیرہ کو۔۔

"میں اُسے بدل دوں؟"اس نے سینے پر انگلی رکھ کر حیرت اور تلخی سے کہا،"میں اُسے کیسے بدل سکتی ہوں؟وہ ایک مکمل بالغ مرد ہے،برسوں کی سوچ لیے ہوئے۔اگر کچھ سیکھنے کی ضرورت تھی تو اسے بچپن میں سکھانا چاہیے تھا کہ رشتوں کو نبھانا بھی آتا ہے،صرف قابو پانا کافی نہیں ہوتا۔"سفیرہ نے اسے حیرت سے دیکھا۔وہ پھر سے ادھر جا رہی تھی جہاں بس باتیں بگھڑتی ہے مگر اس نے اسے بولنے دیا۔"انسان نہیں بدلتے،سفیرہ ان کی عادتیں، خصلتیں،سب کچھ وقت کے ساتھ پختہ ہو جاتا ہے۔اور حمزہ؟وہ تو ان لوگوں میں سے ہے جو دنیا کو اپنی آنکھ سے دیکھنا چاہتے ہیں اور کسی اور کا دکھ،وہ صرف تماشہ سمجھتے ہیں۔"تیز تیز بول کر اس کا سانس چڑھ گیا تھا اس لئے وہاں سے نکل آئی اور اپنی کمرے میں آئی جگ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے پانی کا گلاس بھر کر غٹاغٹ پی گئی۔ جیسے اپنا سارا غصہ پیا ہو۔ پیچھے سفیرہ شاک کے عالم میں کھڑی رہ گئی تھی۔

. . —. .—. .

"امی میرا جھمکا نہیں مل رہا۔" سنگھار میز کے آگے کھڑی رِھاف نے زور سے ہانک لگائی۔ اس کے ساتھ کھڑی سفیرہ جس نے لمبی میکسی نما فراک پہنی تھی، سر پر حجاب تھا۔

"میں نے بیڈ پر دیکھا تھا۔" سفیرہ کے کہنے پر وہ ایک بار پھر سے بیڈ سے ساری چیزیں ہٹا کر دیکھنے لگی۔

"نہیں مل رہی یار۔۔ امی کو بلاؤ اب وہی ڈھونڈ کر دے گی۔" لہنگے کا دوپٹہ ٹھیک کرتی وہ جھنجھلا کر بولی تو سفیرہ کمرے سے نکل گئی۔ اس نے آئینے میں خود پر ایک بھرپور نظر ڈالی، سبز اور گلابی رنگ کا امتزاج لیے لھنگا، بالوں کو کرل کر کے کندھوں پر پھیلایا تھا، چہرے پر میک اپ کے ساتھ وہ آج الگ لگ رہی تھی۔ خود کو دیکھتی وہ مسکرائی تھی۔ "اب

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بس جھمکا مل جائے۔۔"وہ بڑبڑاتی ہوئی مڑی جب جواد اندر داخل ہوا اور اسے دیکھ کر رک گیا۔

"کچھ چاہیے جواد بھائی۔؟"ان کو اس طرح کھڑے دیکھ کر وہ پوچھ بیٹھی۔اسے حمزہ سے زیادہ جواد بہتر لگتا تھا۔کیونکہ وہ سب سے خاموش اور سلجھا ہوا آدمی تھا خاندان کا۔اپنے کام سے کام رکھنے والا۔

"وہ۔۔وہ سفیرہ یہاں ہے؟"ہکلا کر پوچھتا وہ رِہاف کو عجیب لگا۔

"نہیں وہ باہر ہیں۔"

"اچھا۔۔تم کیسی ہو؟"وہ دروازے پر ہی کھڑا پوچھ رہا تھا۔

"میں۔۔میں تو ٹھیک ہوں بلکل۔"وہ مسکرا کر بولی تو وہ بھی مسکرایا۔

"سنا ہے حمزہ سے تمھارا رشتہ پکا ہونے جا رہا ہے؟"وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نے ابھی تک ہاں نہیں کی جواد بھائی۔"اس نے دھیرے سے مسکراتے ہوئے کہا۔۔تو وہ بھی جواباً ویسے ہی مسکرا۔

"تم جو بھی جواب دو۔میری بس یہی دعا ہی کہ خدا تمھارے نصیب اچھے کرے۔"تبھی اچانک نبیلہ بیگم اندر داخل ہوئیں۔

"آخری بار کہاں دیکھا تھا جھمکے کو؟جواد بیٹے آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"انہوں نے پہلی بات رِھاف کو کہی تھی جبکہ دوسری جواد کو دیکھتے پوچھا۔

"کچھ نہیں بس سفیرہ کو دیکھنے آیا تھا۔۔"کہتے وہ رِھاف پر ایک نظر ڈالتا نکل گیا جبکہ رِھاف نے نبیلہ کو دیکھا۔

"امی اگر میں نے دیکھی ہوتی تو ابھی آپ کو نہ کہہ رہی ہوتی۔"اس کے جواب پر نبیلہ بیگم نے ایک سخت نظر ڈالی۔

"اپنی چیزیں جگہ پر کیوں نہیں رکھتی ہو تم۔۔اب دیکھو یہ حال ہے۔۔سارے لوگ باہر انتظار کر رہے ہیں اور میں یہاں تمہارا جھمکا ڈھونڈ رہی ہوں۔۔"وہ ڈھونڈتے ہوئے اسے

کو ڈانٹ رہی تھی۔"دوسرے والے پہنو نہ ایک جوڑا تو نہیں تمہارے پاس اتنے سارے تو ہیں۔"اُنہوں نے جیسے اسے یاد دلایا۔رِھاف کو جھمکے حد سے زیادہ پسند تھے جس کی وجہ سے اس کے پاس ہر قسم کے جھمکے تھے۔

"امی وہ سب الگ الگ ایونٹس کے لئے ہیں ہر جھمکے الگ الگ ایونٹس پر پہنوں گی اور آج والے میں نے بہت محبت سے لئے تھے۔"وہ رو دینے والی شکل بنا گئی۔

"یہ تو نہیں۔؟"انہوں نے بیڈ کے نیچے سے نکال کر اس کے آگے کیا۔

"اوہ شکریہی ہیں شکریہ امی۔"آنکھوں کی چمک بڑھ گئی اور ماں کو گلے لگا کر بولی تو نبیلہ بیگم نے اسے خود سے دور کر کے اس کا سر چوما۔

"چلو اب باہر آؤ سب لوگ آچکے ہیں پھر مہندی لے کر جائیں گے زرمینہ کے گھر۔"کہتے ساتھ وہ نکل گئی اور اس نے جھمکا کان میں ڈالا اور ان کے پیچھے نکل گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امی اتنی تیاری؟"وہ آفس سے آیا تو میرا کو تیار دیکھ کر بے ساختہ بولا۔

"کیا بہت زیادہ تیار ہوئی ہوں۔؟"انہوں نے جلدی سے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"نہیں بس معمول سے ہٹ کر لگ رہی ہیں۔"اس کے کہنے پر میرا مسکرائی۔

"مجھے چھوڑ کر آو جلدی کرو تم تو ویسے بھی نہیں جاؤ گے نا۔؟"انہوں نے اسے کہا تو وہ اپنی چیزیں رکھتا صوفے پر ڈھے گیا۔

"میں گھر میں اکیلا کیا کروں گا بہتر ہے چلا جاؤں۔۔"اس کے کہنے پر میرا حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔

"تم واقعی جاؤ گے۔؟آفس کا کوئی کام نہیں ہے آج کیا۔؟"انہیں جیسے ابھی تک یقین نہیں آیا تھا۔

"اگر آفس کے کام میں پھنسانا چاہتی ہیں تو نہیں جاتا پھر۔"وہ بولا تو میرا بے ساختہ مسکرائی۔

Clubb of Quality Content

"نہیں بھئی جاؤ تیار ہو جاؤ زین بھی خوش ہو جائے گا۔" میرا کے کہنے پر وہ مسکرایا اور اپنے کمرے میں غائب ہو گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ باہر آیا تو اس نے سیاہ رنگ کی کاٹن کی شلوار قمیض زیب تن کیا تھا۔

"اتنی گرمی میں سیاہ رنگ پہننے کی کیا ضرورت تھی ابراھیم۔۔" میرا نے اسے سیڑھیوں سے اترتے سیاہ رنگ میں دیکھ کر کہا۔

"اتنی بھی گرمی نہیں ہے امی۔" بے نیازی سے کہا اور دروازے کی جانب بڑھا۔ اس کے پیچھے میرا بھی نکل گئی۔

"جولائی کا مہینہ ہے بیٹے۔۔" سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے انہوں نے کہا تو ابراھیم نے کوفت سے سر جھٹکا۔

"مجھے پتہ ہے امی اب چلیں۔۔"

"ہاں چلو۔۔۔" انہوں نے ڈپٹنے والے انداز میں کہا تو وہ سر جھٹک کر مسکرایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"رِہاف یہ جا کر ابراھیم کی امی کو دے دو وہاں سامنے بیٹھی ہیں۔" وہ جو ابھی ابھی کچن آئی تھی اس کی خالہ نے اسے ایک گلاس پکڑایا جس میں ٹھنڈا پیپسی تھا۔

"اچھا خالہ دیں۔" گلاس لے کر وہ ان کے سامنے آئی جو اس کی تائی ناہید کے ساتھ بیٹھی تھیں۔

"میرا آنٹی یہ لیں۔" اس نے گلاس آگے کیا تو انہوں نے ایک ہاتھ سے مسکراتے ہوئے گلاس تھاما اور دوسرے ہاتھ سے اس کا سر تھپک دیا۔

"کیسی ہو۔؟"

"بلکل ٹھیک آپ کیسی ہیں۔؟" چھوٹی ٹرے اس کے ہاتھ میں تھی اور وہ ان سے مسکرا کر باتیں کر رہی تھی۔ ناہید نے اسے کن اکھیوں سے دیکھا تھا۔

"معاف کیجئے میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔" ناہید کے سوال پر رِہاف ان کی جانب مڑی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ ابراھیم کی امی ہیں۔"اس نے بتایا تو میرا مسکرائی۔

"ابراھیم۔؟"

"زین بھائی کے دوست حجن۔میں اور امی ان کے گھر گئے تھے شادی کی دعوت دینے۔"

اب کی بار اس نے پوری بات بتادی تو ناہید نے سر ہلایا جبکہ چہرے پر ناگوار تاثرات تھے۔

"رِھاف آجاؤ۔۔زین لالا کو اندر لا رہے ہیں۔"سفیرہ کے کہنے پر مسکرا کر وہاں سے نکل آئی اور اب وہ لوگ ایک سرخ رنگ کے دوپٹے میں زین کو اندر لا رہے تھے۔دوپٹے کے چاروں کونوں کو لوگوں نے پکڑا ہوا پہلے دو کونے سفیرہ اور رِھاف نے پکڑے تھے جبکہ پیچھے دو رِھاف کی دوستیں تھی۔زین سر جھکائے چل رہا تھا جبکہ پیچھے حمزہ اور جواد سر اٹھائے چل کر آرہے تھے۔چند لمحوں بعد ہی انہیں صوفے پر بٹھادیا گیا اور اب وہ لوگ ان کے سب سے چھوٹی والی انگوٹھے پر مہندی لگاتی،اس کے بعد ان کو دودھ پلاتی اور ان سے پیسے لیتی۔

اس سارے میں سفیرہ اور رِھاف نے ہی کیا تھا۔تقریباً جتنے کزنز تھے سب ہی رسم میں

موجود تھے۔اس کے دونوں تایا بھی اندر آئے تھے ان کے پیچھے ابراھیم بھی تھا جس کو زبردستی اندر لایا گیا تھا۔رِھاف اب اپنے چچا کے انگھوٹے پر مہندی لگا رہی تھی۔

ان کے اٹھنے کے بعد جو شخص بیٹھا تھا رِھاف کا دل بے اختیار عجیب ہوا۔باقی سارے تو خاندان والے تھے بس یہی ایک زین کا دوست تھا۔اور اس کا چہرہ اتنا سپاٹ تھا کہ وہ تو کانپ ہی گئیں مگر جلدی سے مہندی کے پلیٹ سے مہندی انگلی پر اٹھا کر اس کی انگلی پر رکھی اور ہاتھ ہٹایا۔

"اس کو دودھ نہیں پلاؤ گی کیا۔؟" جھرمٹ سے کسی کی آواز آئی تو وہ مسکرائی۔

"نہیں یہ کنجوس ہے پیسے نہیں دیں گے۔" وہ جو تھوڑے فاصلے پر بیٹھی تھی مسکرائی تھی۔

"آزما کر دیکھ لیں۔" ابراہیم کے یک دم کہنے پر وہ اسے دیکھنے لگی جو ہلکا سا مسکرایا تھا۔

رِھاف کا بے اختیار دل کیا وہ سپاٹ چہرہ لئے ہی اچھا تھا۔دور سے دیکھتا ایک چہرہ غصے کے گھونٹ بھر کر رہ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ لیں۔"اس نے گلاس آگے کیا تو اس نے تھام لیا ایک گھونٹ لیا اور گلاس اس کے آگے کیا۔

"پیسے۔؟"ہاتھ اس کے آگے پھیلایا تو زین نے بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ روکی۔وہ اس طرح کے کسی رسم میں پہلی دفعہ انوالو ہوا تھا۔اس نے اپنے جیب میں ہاتھ ڈالا،بٹوہ نکالا اور جتنے پیسے موجود تھے وہ اس کے ہاتھ پر رکھ دئیے۔رِھاف نے ایک نظر پیسوں کو دیکھا اور پھر اسے جواب سنجیدہ تھا۔

"چلیں اب آپ کی بھاری ختم۔۔اٹھیں اب۔"کہتے ساتھ ہی وہ بھی اٹھ گیا اور اس کے بعد عورتوں کی باری آگئی تھی۔

کئی رسموں کے بعد مہندی کی رات اپنے اختتام کو پہنچی تو لوگ اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔کچھ اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔اور اس وقت ابراھیم اور میرا بھی اپنے گھر کی طرف جارہے تھے۔

"تمہارے والٹ میں کتنے پیسے تھے۔؟"میرا کے یک دم پوچھنے پر وہ حیران ہوا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا مطلب۔؟"

"تم نے جتنے پیسے تھے وہ سارے اس کے ہاتھ میں رکھ دئے تھے۔"وہ مسکرا کر معنی خیزی سے کہہ رہی تھی جبکہ وہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے ماں کے لہجے پر تھوڑا خجل سا ہوا۔۔

"تو۔۔؟"گاڑی گھر کے محلے کی طرف موڑتے اس نے عام لہجے میں پوچھا۔

"ویسے ہی۔۔"گاڑی رک گئی تو میرا اتر گئی اور اندر چلی گئی جبکہ وہ اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے سنجیدہ تھا حد سے زیادہ سنجیدہ۔۔۔اور یہ تو طے تھا اب وہ اس گھر اور شادی میں نہیں جانے والا تھا اور اس کو تو بلکل نہیں دیکھنا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

. . —— . ——. .

"امی میں راضی ہوں۔۔"بارات کے دن شام کے وقت اس نے سوچنے کے بعد اقرار کیا۔ وہ جانتی تھی وہ اسے بدل نہیں سکے گی مگر پھر اس کے دماغ میں آیا کہ اگر کوشش کر لے تو وہ اس جیسا تو ہو ہی جائے گا اور اگر اس کے ساتھ رہے گا تو وہ ویسے بھی بدل جائے گا۔

"خوش رہو میری بیٹی۔" نبیلہ نے مسکرا کر اس کو گلے سے لگایا، پیار کیا تو وہ بھی خوش ہو گئی۔ کچھ دیر میں سارے خاندان کو معلوم ہو گیا تو سب نے اس پر رشک کیا کیونکہ حمزہ واقعی خاندان کا شاندار مرد تھا۔۔ زرمینہ کو کمرے میں چھوڑ کر وہ اپنے گھر آ گئی کیونکہ وہ اس کے ساتھ تب تک بیٹھی تھی جب تک زین نہیں آجاتا اور جب وہ آیا تو وہ گھر آ گئی۔ تھکن سے چور وجود کے ساتھ وہ کپڑے بدل کر سفیرہ کے ساتھ بستر پر لیٹ گئی مگر نجانے رات کا کون سا پہر تھا جب اس کی نیند ٹوٹی ایسا لگا کوئی چیز چھناکے سے ٹوٹ گئی ہے لیکن ادھر ادھر نظر ڈالی تو سب ٹھیک تھا مگر اسے شدید پیاس لگی تھی۔ ٹیبل کے پاس پڑے جگ کو دیکھا تو خالی تھا۔ چادر خود سے ہٹاتی وہ باہر آئی تو ہر طرف خاموشی تھی۔ رات کا تیسرا پہر تھا۔ اس نے قدم باورچی خانے کی طرف بڑھائیں اور اندر آئی۔ فریج کھولا تو ٹھنڈی بوتل نکالی اور گلاس اٹھا کر غٹا غٹ سارا پانی پی گئی گلاس رکھنے لگی تو وہ ٹھٹکی ایسا لگا کوئی دور سے اسے دیکھ رہا ہے اس لئے چہرہ دروازے کی طرف موڑتے دیکھنے لگی مگر وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔۔ پتہ تو لگ چکا تھا کہ وہ واپس آچکا ہے۔ لیکن جیسے ہی اس کی نظریں جھکی وہ ساکت ہو گئی۔

باورچی خانے کے دروازے میں سفید کاغذ پڑا ہوا تھا۔۔پہلے تو وہ اس کو دیکھنے لگی جیسے اسے اپنی آنکھوں کا دھوکہ لگ رہا ہو مگر پھر وہ جھکی کاغذ اٹھایا اور اسے کھولا اندر لکھے الفاظوں اور تصویر نے اس کو ساکن کر دیا۔وہ اس کی ریسٹورنٹ والی تصویر تھی جس میں وہ ابراھیم سے لڑ رہی تھی اور وہ دونوں کافی قریب کھڑے تھے۔اس کی نظریں لفظوں پر پڑیں۔ وہاں سرخ رنگ کے سیاہی سے لکھا تھا۔

"لوگوں سے فاصلہ رکھو۔۔"

کاغذ اس کے ہاتھ سے گر گیا۔۔وہ چاہے خود کو جتنا بھی مظبوط گردانتی مگر یہاں اس کا دل خوف سے رک جاتا تھا۔یہ واحد خوف تھا جس کی وجہ سے وہ سو نہیں پاتی تھی۔یہ جو بھی تھا اسے ڈرایا کرتا تھا۔۔

"نہیں۔۔پھر سے نہیں۔۔"کانوں پر ہاتھ رکھ کر زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔وہ اس وقت مختلف لگ رہی تھی۔ہر بار کی طرح جب وہ آتا تو اس کے ایکسپریشنز مختلف ہو جاتے اور اس بار وہ بہت مختلف تھی۔ڈری ہوئی، سہمی ہوئی، خوف زدہ۔اس کی آنکھوں میں گزرے کئی واقعے

ایک بار پھر کسی فلم کی طرح چلنے لگے۔ ہر بار ایسا نہیں ہوتا تھا وہ نظر انداز کر دیتی تھی۔۔ مگر کسی اور کو خود کے ساتھ وہ تباہ نہیں کر سکتی تھی۔۔ ایک رات پہلے جو اس نے کپڑوں کے ساتھ کیا تھا وہ اور نہیں کر سکتی تھی۔ اس رات وہ مختلف تھی ڈری نہیں تھی مگر اب اسے ڈر لگ رہا تھا۔ وہ اس تصویر کو مٹھی میں بند کر کے کمرے میں آئی تو سفیرہ اٹھی ہوئی تھی۔۔ اس نے ہاتھ کو اور بھی سختی سے بند کیا۔۔

"کہاں گئی تھی؟" اس کی آنکھوں میں نیند بھری تھی۔

"پانی پینے گئی تھی تم کیوں اٹھی۔۔" وہ اس کے ساتھ بیڈ پر ٹیک لگا کر پوچھنے لگی جبکہ اس کا اپنا چہرہ حد سے زیادہ پیلا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے میں ہلکے سے آواز سے بھی اٹھ جاتی ہوں۔" سفیرہ نے بھی ٹیک لگا کر کہا تو وہ اس کی طرف رخ موڑ گئی۔

"کیا ہوا ہے؟" سفیرہ کے پوچھنے پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے پتہ ہے رِھاف تمہارے ساتھ کچھ نہ کچھ تو ہو رہا ہے مگر تم مجھے نہیں بتا رہی ہو۔۔مجھے بتاؤ میں شاید تمہاری مدد کر دوں۔"وہ ہر لفظ پر زور دے کر بولی تو اس کا دل کیا اسے بتا دیں۔

"کچھ نہیں ہو رہا میں ٹھیک ہوں۔"اس نے مسکرا کر اسے مطمئن کر کے کہا۔

"اگر تم ٹھیک ہو تو اس رات گھر کے پچھلے حصے میں کیا کر رہی تھی؟"اس کے سوال پر وہ کچھ نہ بولی۔"کیا تم ابھی تک اس کو نہیں بھولی؟"اس کے اس سوال پر رِھاف کا پورا وجود ساکت ہو گیا،شل یوں جیسے شل یوں جیسے کسی نے اس کے اندر کی ساری سانس کھینچ لی ہو۔

"رِھاف۔۔ڈھائی سال ہو گئے ہیں میری جان۔۔"وہ کچھ اور بھی کہہ رہی تھی مگر اس کا ذہن ڈھائی سال پہلے چلا گیا۔ڈھائی سال پہلے ہوئے واقعے کو وہ ڈھائی ہزار سال بعد بھی نہیں بھول سکتی تھی۔

(ڈھائی سال پہلے۔۔)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سردیوں کے اوائل دن تھے، خنکی نے دھیرے دھیرے فضا کو چھونا شروع کر دیا تھا۔ صبح کی ہوا میں ہلکی سی ٹھنڈک تھی اور سورج کی روشنی میں وہ گرمی نہیں رہی تھی جو چند دن پہلے تک محسوس ہوتی تھی۔۔اور آج اس کی یونیورسٹی کا پہلا دن تھا ناشتہ کر کے وہ مراد خان کے گلے لگتی ان سے ملی اور دروازے کی جانب بڑھ گئی جہاں زین اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"چلیں زین بھائی۔۔"وہ دور کھڑا فون پر بات کر رہا تھا۔اسے آواز اونچی کرنی پڑی۔

اس نے چہرہ موڑا اور اسے دیکھ کر دو منٹ کہہ کر رخ موڑ تو لیا۔وہ مسکرا کر گاڑی میں بیٹھی مگر ڈیش بورڈ پر رکھے پوسٹ کارڈ پر نظر پڑتی حیران ہوئی۔وہ اس کے نام سے آئی تھی۔ اس نے اٹھا کر کھولا اور ہاتھ لرز گئے۔اس میں اس کی بچپن کی تصویر تھی جس کے نیچے لکھا تھا۔۔

"تم بچپن میں زیادہ خوبصورت تھی۔۔"۔اس نے بیگ کھولا اور اس میں وہ کاغذ اور تصویر رکھی۔تب تک زین آچکا تھا۔اور اب وہ مین روڈ پر تھے۔

"تمہارے لئے کوئی میل آئی تھی۔"وہ بتا رہا تھا۔

"ہاں میں نے یہاں سے اٹھالی۔" کہتے ساتھ اس نے دوپٹہ ٹھیک کیا۔ وہ آج بھی ویسی ہی تھی۔

"کیا تھا۔؟" موڑ کاٹتے ہوئے اس نے پوچھا تو رِھاف نے تھونگ نگلا۔

"بس تھا کچھ یونہی یونی کے حوالے سے...." سرسری سے انداز میں اس نے بات کو ٹالتے ہوئے رخ موڑ لیا تو زین نے بھی زیادہ کوشش نہیں کی۔ جیسے تیسے کر کے دن گزر گیا۔ وہ یونیورسٹی میں سیٹل ہو گئی تھی مگر اپنے خول سے باہر نہ نکلتی۔ کئی لڑکیوں نے اس سے دوستی کرنے کی کوشش کی مگر وہ نہ کر سکی۔ جس دن اس کی زاویار سے دوستی ہوئی تھی اس دن سینئر لڑکیاں اس کو بلی کر رہی تھی۔ وہ واشروم میں تھی جب دو لڑکیاں اس کے پیچھے آئیں۔

"آئیوری ٹاور پرنسس۔۔ تم نے یہ کپڑے کہاں سے لئے اور یہ چادر۔۔ داد دینی پڑیگی اچھی لگ رہی ہو" وہ اس کے حلیے پر اسے تنگ کر رہی تھی کیونکہ رِھاف بڑی چادر اور لمبی

شلوار قمیض پہنتی تھی جیسے پشاور میں عموماً ہر لڑکی پہنتی ہے مگر کچھ اپر کلاس لڑکیاں بھی انہی یونیورسٹیوں میں پائی جاتی ہیں جو اس طرح کے لباس پر لڑکیوں کو تنگ کرتی ہیں۔

"میرا نام رِھاف خان ہے۔۔" مہینہ ہو چکا تھا اسے ایڈمیشن لئے ہوئے اور کلاسز شروع ہوئے۔۔اور اسے یہ پرنسس جیسا عجیب و غریب نام بھی انہی لوگوں نے دیا تھا۔یہ ہر بات بڑی ڈھٹائی سے انہیں اپنا نام باور کرواتی تو وہ ہر بار اتنی ہی ڈھٹائی سے اسے نظر انداز کر دیتیں۔

"مگر تمہاری حرکتیں ٹھیک نہیں ہے نا پرنسس۔۔" وہ اس کے چادر کا کونا ہاتھ میں لے کر بولی تو رِھاف کا دل کیا اسے ایک لگائے مگر نہیں کر سکی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟" دروازے سے آتی آواز پر تینوں لڑکیاں مڑی تھیں۔وہاں ایک اور سینیر لڑکا کھڑا تھا۔رِھاف نے اللہ کا شکر ادا کیا تھا اور وہاں سے نکل گئی۔پیچھے اس نے لڑکیوں کو کیا کہا تھا وہ نہیں جانتی تھی مگر اس کے بعد وہ اس کے قریب بھی نہیں آئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھیں۔ کچھ وقت بعد اسے معلوم ہوا تھا کے وہ اس سے سینئر ہے۔۔ پھر راہ گزرتے اس سے سلام دعا کر لیتی تھی۔ وہ اس سے دو سمسٹر سینئر تھا۔۔

اس دن یونیورسٹی کے باہر کھڑی وہ زین کا انتظار کر رہی تھی جب وہ باہر آیا۔

"یہاں کیا کر رہی ہیں آپ؟" وہ اس کے قریب آ کر کھڑا ہوا تو رِھاف نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں ہمیشہ اس کے لئے عزت ہوتی تھی۔ جامعہ سے ملنے والی ہر ذلت کے مترادف اسے 'یہ عزت' بڑی اچھی لگی تھی۔

"زین بھائی کا انتظار کر رہی ہوں۔" چادر ٹھیک کرتے اس نے جواب دیا تو اس نے سر ہلایا۔ اور سامنے دیکھنے لگا جہاں چھوٹا آئس کریم پارلر تھا۔

"آئس کریم کھائیں گی؟" وہ زرا اس کی جانب جھک کر پوچھ بیٹھا تو رِھاف نے اس کی بھوری آنکھوں کو دیکھا جو بہت قریب تھیں۔ پلکیں چھپکی..... زرا حیرانی سے....

"اوکے۔۔" پھر وہ بے اختیار ہی مسکرا کر بولی تو زاویار کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ اور پھر وہ دونوں وہاں بیٹھ کر آئس کریم کھانے لگے۔ جب زین اسے لینے آیا تو اس نے اسے

زاویار سے ملوایا۔۔ کچھ دیر بات کرنے کے بعد وہ زین کے ساتھ چلی گئی۔۔ مگر پھر وہ آئس کریم پارلر ان کا میٹینگ سپاٹ ہو گیا۔ پورا سمسٹر وہ دونوں وہاں ملتے رہتے تھے۔ پھر جب ایگزام ہوئے اور چھٹیاں ہوئیں تو وہ فون پر بات کرتے تھے۔ اس سارے عرصے میں وہ اس انجان انسان کو بھول گئی تھی۔ زاویار کے ساتھ وہ ہر خوف بھول گئی تھی۔ اس کے ساتھ وہ فلٹر فری رہنے لگی تھی۔ وہ واحد لڑکا تھا یونیورسٹی میں جس کے ساتھ وہ پائی جاتی تھی۔ اس کے ساتھ بیٹھنے میں رِھاف کو خوشی ملتی تھی۔ وہ اس کے لئے نرم پڑ جاتی تھی وہ ہی تو تھا جس کو سننے کا اس کا دل کرتا تھا اور جس کے لئے رِھاف کچھ بھی کر سکتی تھی۔ یونیورسٹی کا پورا دن جو وہ گزارتی تھی وہ صرف وہ نہیں گزارتی تھی وہ سفیرہ کو ہر بات بتاتی تھی۔ سفیرہ کو ہر چیز کا پتہ تھا مگر زین کو صرف اتنا پتہ تھا کہ وہ دونوں دوست ہیں۔ وہ خوش تھی حد سے زیادہ خوش۔۔ پہلی دفعہ کسی انسان جو اس کا رشتہ دار بھی نہیں تھا اس کے سامنے وہ کھلی تھی مگر.....

اس کے نصیب نے شاید اس کو چند مہینوں کی خوشیاں دی تھیں۔ جس دن اسے اس کے قتل کی خبر ملی تھی اس دن رِہاف کو لگا تھا تکلیف کیا ہوتی ہے، دکھ کیا ہوتا ہے اور جب کوئی اپنا بچھڑتا ہے تو کیسا محسوس کوتا ہے۔

مگر وہ اپنے آپ پر اور اپنے نصیب پر تب بہت روئی تھی جب اسے احساس ہوا کہ اسکے جانے کے بعد یہ پھر سے وہی پہلے والی رہاف بن گئی تھی.....وہی خاموش سی رہنے والی..... سنجیدہ سی رہنے والی رہاف.....

کچھ عرصے بعد وہ زاویار کے گھر گئی تھی اس کی ماں اور دو بہنوں سے ملی۔۔وہ لوگ بھی اتنے ہی تکلیف میں تھے جتنی وہ تھی۔ وہاں سے اسے پتہ چلا تھا کہ اسے قتل کرنے والے نے چاکو کے بجائے زاویار کو پیچکس سے مارا تھا....یہ اس کے لیے بڑی دردناک بات تھی اس شام گھر آکر وہ اپنے کمرے میں لیٹی کئی گھنٹے روتی رہی تھی جب زین نے اس کو کسی میل کا بتایا مگر جب اس نے وہ میل کھولا تو ہاتھ ساکت ہو گئے۔ آنکھیں حیرت سے پھٹ گئی اور جسم سن ہو گیا.....

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہاں اس کی اور زاویار کی تصویر تھی۔

جس میں وہ دونوں اپنے سپاٹ میں بیٹھے ہنس رہے تھے۔اس کو اس تصویر نے ساکت نہیں کیا،ساکت تو اس تصویر کے پیچھے لگی دوسری تصویر نے کیا تھا۔وہاں زاویار کی لاش کی تصویر تھی۔

اس کے ہاتھ کانپنے لگے اور آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے۔دروازے میں کھڑی وہ آہستہ آہستہ وہاں بیٹھتی چلی گئی۔پیروں سے جان نکل گئی تھی اور پورا جسم ساکت۔کوئی کسی کو اتنی بے دردی سے کیسے مار سکتا ہے۔اس کا سر چکرا کر رہ گیا۔وہ وہی بیٹھی رہتی اگر زین اندر نہ آتا۔

"کیا ہوا یہاں کیوں بیٹھی ہو؟"وہ اس کو کہتا خود نیچے اس کے ساتھ بیٹھا۔اس کے ہاتھوں میں پکڑی تصویر اسے نظر نہیں آئی تھی کیونکہ اس نے اسے جلدی سے اپنی چادر میں چھپا دیا۔

"ایسے ہی!"بھاری آواز سے کہتی وہ مشکل سے وہاں سے اٹھی اور اپنے کمرے میں آ گئی۔

زین نے حیرت سے اسے جاتے دیکھا تھا مگر پھر اٹھ کر وہاں سے چلا گیا تھا۔۔اپنے کمرے

میں آ کر بیڈ پر لیٹ کر وہ پھر سے ہچکیوں کے ساتھ رونے لگی۔اسے وہاں یہ سوگ اب نئے سرے سے منانا تھا۔

وہ اس کی وجہ سے مارا گیا تھا وہ کیوں بھول گئی تھی۔اس نے اپنے اعمال نامے میں ایک اور گناہ کا اضافہ کیا تھا۔اس واقعے کے بعد وہ لوگوں سے اور بھی دور ہو گئی۔اس کے بعد اس نے کسی کو بھی خود تک آنے کی اجازت نہیں دی۔وہ اب بھی وہاں جاتی جہاں وہ دونوں جاتے تھے۔وہاں بیٹھی وہ ایسے تعلق پر سوچتی جو خود اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

وہ جانتی تھی کہ کوئی شخص پچھلے کئی عرصے سے اسکا پیچھا کر رہا تھا۔یہ جہاں جاتی وہ وہی ہوتا۔یہ جو کرتی اسے پتہ چل جاتا۔وہ اسے ذہنی طور پر حرّاس کر رہا تھا اور عجیب و دردناک بات تو یہ تھی کہ اس نے آج تک اپنے اس گنہگار کا چہرہ تک نہیں دیکھا تھا۔

رھاف اپنے پیچھے کالے سائے کی طرح آنے والے اس شخص سے انجان تھی۔وہ کون تھا؟ .....اور کیوں آتا تھا اسکے پیچھے۔اسے ایسے سالوں کا جواب ہر گز نہ پتہ تھا مگر یہ ضرور پتہ تھا کہ وہ اسے خوش تو ہر گز نہیں دیکھ سکتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ مردوں سے کوسوں دور رہتی۔اب کوئی اس کے نام کا پارسل بھی آتا تو وہ ڈر جاتی تھی۔ اور پھر زاویار کی موت کے بعد جس موت نے اسے توڑا وہ مراد خان کی موت تھی۔ان کی موت کے بعد نجانے کیوں مگر اس کا خوف کم ہوتا..... گیا.....دھیرے دھیرے آہستہ آہستہ.....اپنی زندگی کے دو عزیز لوگوں کو کھونے کے بعد رھاف خان نے خود سے ایک وعدہ کیا تھا.....اب وہ نہیں ڈرے گی..... کسی سے بھی نہیں.....اور پھر آہستہ آہستہ کر کے میلز آنی بھی بند ہو گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"رِھاف گونگی ہو گئی ہو کیا؟؟ ہوا کیا ہے تمہارے ساتھ؟"سفیرہ نے جھنجھلا کر اسے جھنجھوڑا تو وہ ماضی سے نکلی۔اور ایک گہرا سانس لیا۔

"سفیرہ،زندگی میں وہ کیوں نہیں ہوتا جیسا ہم چاہتے ہیں؟"اس کے اچانک سوال پر سفیرہ نے گہرا سانس لیا۔

"کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ جو ہم چاہتے ہیں وہ ہمارے لیے بہتر ہے یا نہیں۔۔"سفیرہ نے جواب دیا اور ٹیک ہٹا کر سر کو تکیے پر رکھا اور آنکھوں پر بازو رکھ کر آنکھیں موند لی۔رِھاف چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر مٹھی میں بند تصویر کو زور سے بھینچا اور اس کے ساتھ لیٹ گئی۔۔ مگر جو بھی تھا وہ اب کی بار اس کو نظر انداز نہیں کر سکتی تھیں۔۔وہ یک دم بستر سے اتری اور کمرے کا دروازا کھول کر کچن میں آئی۔وہاں سے لائٹر اٹھا کر وہ سنک کے آگے کھڑی ہوئی اور وہ تصویر جلادی۔راکھ کو دیکھتے ہوئے وہ مڑی تو اندھیرے صحن میں کوئی تھا جو باہر کی طرف جارہا تھا.....رھاف کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا....وہ حیران ہوئی اور کچن سے نکل کر لاونج کے دروازے سے غور سے اس وجود کو دیکھا تو وہ شل ہو گئی۔ وہ اس وجود کو پہچانتی تھی،وہ حمزہ کو کہی بھی پہچان سکتی تھی۔

اس نے گہری سانس لی اور دل تھام لیا۔تو کیا اسے دھمکانے اور ڈرانے والا حمزہ تھا؟؟وہ حیرت سے اس کے پیٹھ کو تک رہی تھی۔وہ تب تک اسے دیکھتی رہی جب تک وہ دروازے سے غائب نہیں ہوا تھا۔وہ اس کے بارے میں وہاں کھڑی سوچنے لگی۔

اگر وہ ہی شخص ہے جو اتنے سالوں سے اسکا پیچھا کر رہا ہے تو اس سے شادی کیوں کر رہا ہے۔۔اس کا دماغ اب شل ہونے لگا تھا۔ مگر وہ وہاں سے ہٹ کر اپنے کمرے میں آ گئی اور بیڈ پر لیٹ گئی۔ کتنی دیر لیٹے لیٹے، کروٹیں بدلتے بدلتے نجانے کب نیند اس پر مہربان ہوئی اور وہ سو گئی۔

بارات کا دن زیادہ تھکا دینے والا تھا مگر جیسے تیسے کر کے گزر گیا تھا۔اس نے بھی زیادہ توجہ نہیں دی تھی حمزہ پر۔۔رات والے واقعے کا ذکر اس نے کسی سے نہیں کیا تھا۔ سفیرہ سے بھی وہ تھوڑا دور دور تھی۔۔وہ ایسا ہی کرتی تھی کوئی اس کا ویک پوائنٹ دیکھ لیتا یا جان لیتا تو وہ اس فرد کو کئی دنوں نظر انداز کرتی تھی۔ مگر سفیرہ کو نظر انداز کرنا مشکل تھا اور وہ یہ بات جانتی تھی۔ ہوتے ہے نہ کچھ دوست جن کو نظر انداز کرنا مشکل ترین کام ہوتا ہے۔

آج ولیمہ تھا جو کہ گھر سے کچھ فاصلے کے ہال میں منعقد کیا گیا تھا۔ پچھلے دنوں فنکشنز گھر میں رکھے گئے تھے۔ آج کے دن کی تیاری کے لئے رِھاف پارلر میں تیار ہونے گئی تھی اور اس وقت ایک لڑکی اس کے بال بنا رہی تھی۔ باقی سارا میک اپ ہو چکا تھا۔

"کیا وقت ہو رہا ہے۔؟"اس نے لڑکی سے پوچھا کیونکہ اس کی آنکھیں بند تھی۔ آہ میک اپ کے وقت جو نیند آتی ہیں۔

"گیارہ بج رہے ہے۔"لڑکی کے کہنے پر اس کی آنکھیں جھٹ سے کھل گئی۔

"اتنی دیر ہو گئی اور ابھی تک میں تیار نہیں ہوئی نو بجے کی آئی ہوئی ہوں میں۔"سر ہلاتی وہ بے یقینی سے بولی تو پارلر والی لڑکی بوکھلا گئی۔

"آپ ہلے نہیں بال خراب ہو رہے ہیں۔"لیکن وہ نہیں سن رہی تھی۔

"بس جو بھی بن رہا ہے بالوں کا بنائیں مجھے دیر ہو رہی ہے میرا موبائل کہاں ہے۔؟"پارلر والی کو کہتی وہ اپنا موبائل ڈھونڈنے لگی جو میز پر پڑا تھا۔

"یہ لیں۔"دوسری لڑکی نے موبائل اس کے ہاتھ میں دیا تو اس نے جلدی سے زین کو کال ملائی جو پہلی بیل پر تو ریسیو نہیں کی گئی مگر بار بار کرنے پر اٹھالی گئی۔

"زین بھائی مجھے لینے آجائیں۔۔"جلدی سے بولی کیونکہ دوسری طرف سے کافی شور سنائی دے رہا تھا۔

"جی میں ابھی تک پارلر میں ہوں۔"دوسری طرف سے شاید اسے ڈانٹا گیا تھا۔

"اوکے میں آپ کو ایڈرس بھیجتی ہوں آپ ان کو بھیجے۔"کہتے ساتھ اس نے کال کاٹی اور اپنے بال دیکھنے لگی جو اب بن چکے تھے اور پارلر والی اس کا دوپٹہ ٹھیک کرنے لگی۔ شیشے میں جھانکتے ہوئے اس نے اپنا عکس دیکھا۔ سفید رنگ کی نفیس کام دار قمیض، جو ٹخنوں تک آرہی تھی، اس کے ساتھ فرِل والی شلوار پہنی ہوئی تھی۔ بالوں کو اس نے بلکل سیدھا کر رکھا تھا، جو شانوں پر نرمی سے بکھرے ہوئے تھے۔ چہرے پر ہلکا سا میک اپ تھا، جو صرف اس کی قدرتی خوبصورتی کو اُجاگر کر رہا تھا نہ زیادہ نہ کم، بس اتنا کہ دیکھنے والے کی نگاہ ٹھہر جائے۔ پیروں میں اونچی ہیلز تھیں، جو اگرچہ لباس کی لمبائی کے باعث چھپی ہوئی تھیں۔ زین نے

کہا تھا کہ میرا آنٹی اور ابراھیم اسے پیک کر لیں گے جو ہال ہی جا رہے تھے۔ پہلے اس کا دل کیا زین کو منع کر دے کہ انہیں نا بھیجے مگر کوئی وجہ سمجھ نہ آئی تو ہامی بھر لی اور اب وہ ان کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کو بیٹھے دس منٹ بھی نہیں ہوئے تھے جب گیٹ کیپر نے اس کا نام پکار کر اس کے گاڑی آنے کی اطلاع دی تھی۔ چادر خود پر درست کرتی وہ باہر آئی تو میرا اسے گاڑی کے شیشے سے ہاتھ ہلا کر مسکرائی اور اپنے اور بلانے لگی۔ وہ گاڑی کے قریب آئی پچھلا دروازا کھولا اور سلام کرتی بیٹھ گئی۔

"ٹھیک ہو۔؟" سلام دعا کے بعد میرا کے سوال پر وہ مسکرائی۔

"جی ٹھیک۔۔ زین بھائی مصروف تھے تو انہوں نے آپ لوگوں کو کہا۔۔ معذرت اگر آپ لوگوں کو تکلیف ملی ہو تو۔" کن اکھیوں سے اس نے فرنٹ مرر میں دیکھا مگر وہ بلکل سیدھ میں دیکھ رہا تھا۔

"ارے میری بیٹی ہو تم تو تمہاری وجہ سے ہمیں کہاں تکلیف ملی گی۔" میرا کے مسکرا کر بتانے پر وہ بھی مسکرائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ بارات کے دن کیوں نہیں آئی تھجں۔"

"میری خالہ کی بیٹی آئی تھی کل اس وجہ سے۔"انہوں نے اپنا رخ موڑ کر اسے دیکھتے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا کر پیچھے کو ٹیک لگائی۔ابراھیم نے فرنٹ مرر سے اسے دیکھا جو مسکرا کر میرا کو کچھ بتا رہی تھی۔۔مسکرانے سے اس کی شہد رنگ آنکھیں چھوٹی ہو رہی تھی،گال پھول گئے تھے۔۔

"خطوطِ نور سے ہر حاشیہ مزین تھا،

کتاب نور میں سارا کلام آنکھیں تھیں۔۔۔"

اس نے جلدی سے نظریں موڑی اور پھر سر جھٹکتا رخ موڑ گیا اور ڈرائیونگ پر توجہ مرکوز کر لی۔۔کچھ دیر میں وہ لوگ پہنچے تو اس نے گاڑی روک دی۔۔وہ دونوں نیچے اتری تو میرا اس سے پوچھ رہی تھی۔۔

"تھکی ہوئی ہو کیا۔؟"ان کے سوال پر دروازا کھولتی وہ اتری۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں بہت زیادہ۔۔"ہال کے اندر داخل ہوتے ہوئے اس نے کہا تھا جس پر میرا اسے اب کچھ اور بھی کہہ رہی تھی مگر اب ان کی آوازیں دور ہو گئی تھی۔ابراھیم سر جھٹکتا مردوں والے راستے کی طرف مڑ گیا۔۔

..—. .—..

"لیٹ آئے ہو تم خبیث آدمی۔"ابھی وہ ہال میں داخل ہوا ہی تھا کہ زین کی آواز پر ہلکا سا مسکرایا۔

"تمہارا بھلا ہو گیا۔۔"اس کا اشارہ رِھاف کو لفٹ دینے کی طرف تھا۔

"اب تم مجھے یاد دلاؤ گے۔؟"زین جیسے ناراض ہوا تھا۔

"نہیں میں تو بس بتا رہا تھا۔"سر کھجاتا وہ بولا تو زین ہنس دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چلو آجاؤ۔۔"زین کے ساتھ چلتے ہوئے کئی لوگوں نے اسے دیکھا تھا۔دراز لمبا قد،خوبصورت نین نقش،بیش قیمتی گھڑی دائیں ہاتھ میں پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کئے سرمئی رنگ کے تھری پیس سوٹ میں کافی دلکش لگ رہا تھا۔

"ایسا لگ رہا ہے ولیمہ میرا نہیں تمہارا ہو رہا ہے۔"زین نے لوگوں کی نظریں محسوس کی تو آہستگی سے بولا۔

وہ دونوں سٹیج پر کرسی میں بیٹھے تھے جہاں پر زین کے ساتھ کافی لوگوں نے تصویرے کینچھی تھی۔

"بکو مت۔۔"نجانے اسے کیا برا لگا تھا۔

"ہر وقت سڑے ہوئے منہ کے ساتھ ہوتے ہو۔۔تمہاری بیوی پر ابھی سے ترس آرہا ہے۔"زین زرا سا اس کی جانب جھک کر بولا تو اس نے مٹھی بھینچی۔

"میری شادی کے خواب مت دیکھو۔"اب کی بار اس کا لہجہ سرد تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیوں۔۔؟ کیا ساری عمر کنوارے رہو گے۔؟ دیکھو یہ میرے ساتھ زیادتی ہو گی۔۔ اگر میں نے شادی کر لی ہے تو تمہیں بھی کرنی چاہیے۔۔"زین کی زبان کو بریک اس کی نظروں سے لگا تھا۔

"کل کو تم کنویں میں چھلانگ لگاؤ گے تو کیا مجھے بھی تمہارے پیچھے چھلانگ لگانی چاہیئے۔۔؟"زین کو لگا وہ واقعی جاننا چاہتا ہے۔

"میرے دوست ہونے کے ناطے تمہیں واقعی میرے پیچھے چھلانگ لگانی چاہیئے۔۔"
ابراھیم نے گہری سانس لے کر خود کو پرسکون کرنا چاہا۔ جب زین کے موبائل پر میسج ٹیون بجا۔

"بھائی تصویریں کھینچوانے آجائیں۔۔"ابراھیم کی نظریں رِھاف کے نام پر پڑی اور اس کی آنکھوں کے آگے اس کا سفید لباس والا سراپا اور شہد رنگ آنکھیں گھومی۔۔ پہلی نظر اس پر پڑتے ہی وہ ٹھٹھک گیا تھا۔ سفید لباس میں وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ اس نے بے اختیار نظریں پھیریں اسے لگا اگر نظریں نہ ہٹائیں تو دل دغا کر جائے گا۔

"میں اندر جا رہا ہوں۔" زین کی آواز پر وہ سوچوں سے باہر نکلا۔

"ٹھیک ہے۔" کہتے ساتھ وہ سٹیج سے اترنے لگا۔۔اس کے ساتھ زین بھی اتر گیا اور اندر کی جانب بڑھ گیا۔ابراھیم ایک کرسی کھینچ کر بیٹھا تو چند لمحوں بعد کوئی آدمی اس کے پہلو میں آکر بیٹھا۔

"میں حمزہ ہوں۔۔۔رِھاف کا منگیتر۔۔" ابراھیم نے "تو" والی نظر اس پر ڈالی لیکن رھاف کا نام سنتے ہی کہیں اندر جیسے کچھ ٹوٹ گیا تھا۔

"میرے کہنے کا مطلب ہے اگلے مہینے میری اس سے شادی ہونے والی ہے۔" ابراھیم کے تاثرات ویسے ہی رہے۔"مجھے کہنا ہے کہ اس سے فاصلے پر رہو۔" حمزہ کے کہنے پر اس کے ماتھے پر بل پڑے۔شور زیادہ تھا کیونکہ کچھ لڑکے روایتی پشتون رقص کر رہے تھے جیسے اتن کہا جاتا ہیں۔اتن پشتونوں کا ایک پرانا روایتی رقص ہے جو آج بھی بڑے جذبے سے کیا جاتا ہے۔

"پہلی بات۔۔وہ میرے دوست کی بہن ہے۔"اس نے رقص کرتے مردوں سے رخ مڑ کر اسے دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔"دوسری بات۔۔میرے اور اس کے بیچ کچھ نہیں ہے اور نہ کبھی کچھ ہو گا۔۔میں تمہیں صفایاں نہیں دے رہا تم نے پوچھا اور میں بتا رہا ہوں مگر اگلی دفعہ دھیان رکھنا مجھے میرے حدود متعین کرنے والے لوگ سخت ناپسند ہے۔" کہتے ہوئے وہ وہاں سے اٹھا اور وہاں سے باہر نکل آیا۔۔پیچھے ڈھول کی تھاپ پر مرداب بھی رقص کر رہے تھے جبکہ وہ ہال کے پچھلے والے سائیڈ پر آیا اور ایک سگریٹ نکالی اس کو منہ میں رکھ کر دوسرے جیب سے لائیٹر نکالا اور سگریٹ سلگایا۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اسے غصہ آرہا تھا مگر کس پر۔؟حمزہ پر یا اس کی باتوں پر۔۔یا اسکے رھاف کے منگیتر ہونے پر؟

. . —— . ——. .

"زین بھائی۔۔زرمینہ کے گرد ہاتھ پھیلائے ناں۔۔"رِھاف کے کہنے پر زین کے کان تک سرخ ہو گئے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں ڈپٹا جوان دونوں سے زرا فاصلے پر کھڑی

ان کو پوز کرنے کا سٹائل بتا رہی تھی۔ لوگ کھانا کھانے میں مصروف تھے اسی لئے یہی موقع رِھاف کو ٹھیک لگا۔

"رِھاف آپ آ کر دلہن کا دوپٹہ ٹھیک کریں۔" فوٹو گرافر لڑکی نے اسے کہا تو وہ ان کے قریب گئی زر مینہ کا دوپٹہ ٹھیک کیا اور زین کو دیکھا۔

"زین بھائی خدا کے لئے بیوی ہیں آپ کی تھوڑے اچھے سے پوز کریں اتنا شرما کیوں رہے ہے۔؟" کہتے ساتھ اس نے زین کو بے بسی سے دیکھا۔

"بہن شرم کرو۔" بے چارہ غلط جگہ پھنس گیا تھا۔ رِھاف نے ایک نظر اس پر ڈالی اور دور ہوئی تو ان کا فوٹو شوٹ پھر سے شروع ہوا۔

"میں امی کو بلانے جا رہی ہوں پھر مل کے لیں گے تصویریں۔" کہتے ساتھ وہاں سے رفو چکر ہوئی۔ زین اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"آپ دونوں تھوڑے نزدیک ہو جائے۔" فوٹو گرافر کے کہنے پر زر مینہ پانی پانی ہو گئی جبکہ زین بے اختیار پچھتایا۔ اسے اندر ہی نہیں آنا چاہیے تھا۔ مگر خیر۔ وہ تھوڑا قریب ہوا

اور زر مینہ کے قمر کے گرد ہاتھ پھیلایا۔ زر مینہ کے چہرے پر آنے والی مسکراہٹ اس کی آنکھوں سے مخفی نہیں رہ سکی تھی اسے مسکراتے دیکھ کر وہ بھی مسکرایا۔

"فیملی فوٹوز۔؟" رِھاف کے آنے پر فوٹو گرافر نے کہا تو اس نے سر ہلایا اور پر وہ سب مل کر فیملی فوٹوز لینے لگے۔ نجانے کب دونوں چچاؤں کی فیملی آکر ساتھ کھڑی ہوئی کسی کو اندازہ نہیں ہوا تھا مگر رِھاف کو کرنٹ تب لگا جب حمزہ نے اس کے قمر میں ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔ وہ چند لمحوں کے لئے ساکت ہو گئی مگر جب لبوں سے لفظ آزاد ہوئے تو وہ سرد تھے اتنے سرد کے بدن میں دوڑتا خون خشک کر یں۔

"ہاتھ ہٹاؤ حمزہ نہیں تو اس کو دھڑ سے الگ کرنے میں مجھے دیر نہیں لگے گی۔"

"ارے ہونے والا شوہر ہوں تمہارا۔" کیمرے کو دیکھتے ہوئے وہ مسکرا رہا تھا۔ آہ وہ اسے کس وقت بے بس کر رہا تھا۔ پورے خاندان کے سامنے اس کا دل کیا اس کے منہ پر تھپڑ مارے اور وہ مار دیتی اگر زین اور ماں کا خیال نہیں ہوتا۔

"حمزہ ہاتھ ہٹاؤ باخدا میں تمہارے ساتھ کچھ ایسا کروں گی کہ تم پچھتاؤ گے۔"اس کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔

حمزہ نے بے اختیار ہاتھ ہٹایا کیونکہ اس کے لہجے میں ایسی سنجیدگی تھی کہ اسے ہاتھ ہٹانا پڑا۔

"آئندہ اگر ایسی حرکت کی تو اچھا نہیں ہو گا۔"مسکرا کر کہتی وہ اس سے نظریں ہٹاتی اترنے لگی مگر اس کی مسکراہٹ ایسی تھی کہ اگلے والے کا دل خوف سے تھم جائے۔فاصلے پر کھڑی سفیرہ نے اس کا ہر تاثر پہچانا تھا اس لئے اس کے پیچھے سٹیج سے اتری اور اس کے پیچھے گئی جو ہال کے سب سے آخری کونے میں جا کر سر تھامے بیٹھ گئی۔

"میں نے غلط کیا امی کو ہاں کہہ کر۔"اسے محسوس ہو چکا تھا کہ کوئی وجود اس کے ساتھ آ بیٹھا ہے اور یہ وجود سفیرہ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا تو وہ بولنا شروع ہوئی۔

"تو انکار کر دو۔"سفیرہ سکون سے بولی۔

"اتنا آسان ہے نہیں جتنا تم بول رہی ہو۔"بے بسی سی بے بسی تھی۔

"تو پھر اب؟"

"مجھے نہیں پتہ۔۔مگر کچھ ہے کوئی الارم سا جو مجھے روک رہا ہے مجھے سائن دے رہا ہے۔۔"

چہرہ اس کی جانب موڑتی وہ بولی تو سفیرہ نے اس کا چہرہ دیکھا جس پر واضح پریشانی تھی۔

"کیا ہے؟ کیسے سائن؟"وہ واقعی نہیں سمجھی تھی اس کی بات۔۔

"مجھے نہیں پتہ۔۔مگر میرا دل کہتا ہے کہ کچھ تو ہو گا۔"بے بسی سے بولتی وہ سفیرہ کی جانب مڑی۔

"کچھ بھی نہیں ہو گا۔۔تمہارا دل تمہیں جھوٹ کہہ رہا ہے۔"سفیرہ نے اس کے بالوں کو ہاتھ سے ٹھیک کرتے ہوئے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میرے ساتھ ہمیشہ سے ایسا ہوتا ہے کچھ ہونے سے پہلے جیسے الہام ہوتا ہے کہ کچھ غلط ہے۔۔ایسا زاویار کے قتل سے پہلے بھی ہوا تھا۔"وہ یکدم پریشان نظر آنے لگی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کچھ نہیں ہو گا۔۔ تم یہ سوچوں کے اب تمہیں وہ محبت مل رہی ہے جو تم کھو چکی ہو۔۔" سفیرہ نے دل پر پتھر رکھ کر کہا تھا۔۔ مگر اس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب تم نے فرانز کافکا کا وہ مشہور قصہ نہیں سنا وہ چھوٹی بچی کی گڑیا والا؟"سفیرہ نے یک دم شاکی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"میں انگریزی کتابیں نہیں پڑھتی۔۔ سوائے سائیکالوجی اور کچھ خاص نیز از والے۔۔۔"وہ بولی تو سفیرہ نے ایک نظر اس پر ڈالی۔

"خیر یہ کوئی کتاب نہیں بس ایک واقعہ ہے کے فرانز کافکا کا۔۔ کہ جب وہ اپنی زندگی کے آخری برسوں میں برلن میں رہنے لگے تو وہ روز ایک پارک میں جاتے تھے۔۔۔ایک دن وہ اس پارک میں ٹہل رہے تھے کہ انہوں نے دیکھا ایک چھوٹی سی بچی بینچ پر بیٹھی رو رہی ہے۔ کافکا اس کے پاس گئے اور وجہ پوچھی۔۔ بچی نے بتایا کہ اس کی گڑیا کھو گئی ہے۔" سفیرہ بہت خوبصورتی سے بتا رہی تھی جسے وہ غور سے سن رہی تھی۔ ارد گرد کے لوگ بے معنی ہو گئے۔۔ وہ دونوں یہ بھول گئیں کہ اس وقت وہ لوگ شادی ہال میں بیٹھی ہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کافکا نے اسے تسلی دی اور کہا کہ شاید گڑیا کھوئی نہیں، بلکہ سفر پر گئی ہے۔۔۔ مگر اگلے دن کافکا نے اس بچی کے لیے ایک خط لکھا، ایسے جیسے وہ گڑیا نے خود لکھا ہو۔۔ "میری پیاری دوست، میں ایک سفر پر جا رہی ہوں تاکہ دنیا دیکھ سکوں۔ پریشان نہ ہونا، میں تمہیں اپنے خط بھیجتی رہوں گی۔" کافکا روزانہ اس بچی کو ملتے اور گڑیا کے نام سے نئے خطوط سناتے۔ ان خطوط میں گڑیا اپنی مہمات بیان کرتی نئے شہر، نئے دوست، اور نئے تجربات۔ اور وہ بچی پھر سے مسکرانے لگی۔ کچھ وقت یہ سب چلتا رہا مگر پھر کافکا نے ایک گڑیا خریدی۔۔ اور اس کے ساتھ ایک خط لکھا کہ "" میری شکل بدل گئی ہے کیونکہ میں نے اتنے سفر کیے اور اتنا کچھ سیکھا ہے۔ مگر میں اب بھی تمہاری ہی گڑیا ہوں۔" وہ بچی بہت خوش ہوئی اور وہ گڑیا لے کر وہاں سے چلی گئی۔

"کیا اس بچی کو نہیں پتہ تھا یہ خط کافکا لکھتا ہے؟" رِھاف کے اچانک سوال پر وہ رک گئی۔

"نہیں نہ وہ نہیں جانتی تھی۔۔" سفیرہ کے کہنے پر اس نے سر ہلایا۔

"پھر۔۔"رِھاف نے ادھر اُدھر دیکھا کوئی ان کی جانب متوجہ نہیں تھا اس لئے کہانی کو آگے بڑھانے کے لئے کہا۔

"پھر کافکا کی موت ہو گئی۔۔اور اس کے کئی عرصے بعد جب وہ لڑکی بڑی ہوئی تو اسے ایک دن وہ گڑیا اپنے سامان میں ملی اور اس نے اس کو دیکھا تو اس کے ساتھ ایک خط بندھا ہوا۔۔۔وہ حیران ہوئی اور اس نے وہ خط کھولا جس میں کافکا نے اس کو سب بتا دیا تھا اور آخر میں ایک فقرہ لکھا تھا جو کہتا ہے۔۔

,Everything you love will probably be lost"

...But in the end

"!!Love will return in another way

("ہر وہ چیز جسے تم محبت کرتے ہو،شاید تم سے چھن جائے،

مگر آخر میں...

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

محبت کسی اور روپ میں واپس آجائے گی!")

سفیرہ بات ختم کر کے اس کا چہرہ دیکھنے لگی جو اب بدل گیا تھا۔ مطلب وہ اس کا موڈ چینج کر چکی تھی۔

"شکریہ۔۔ مگر کیا حمزہ کی شکل میں مجھے وہ محبت ملے گی؟؟"رِھاف نے سنجیدگی سے پوچھا تو سفیرہ نے کندھے اچکائے اور کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے حمزہ ہی تمہارا مقدر ہو۔۔اسی کے ساتھ تم اپنی آگے کی زندگی خوشحالی اور سکھ کے ساتھ گزارو۔۔"

"ہو سکتا ہے۔۔"وہ سنجیدگی سے کہتی اٹھی اور وہاں سے جانے لگی۔

"کہاں جا رہی ہو۔؟"

"سٹیج پر۔۔امی کے ساتھ فوٹو شوٹ کرنا ہے۔۔"وہ کندھوں سے بال ہٹاتی دوپٹہ ٹھیک کرتی سفیرہ کے پاس سے جانے لگی جب وہ بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آگے دیکھنا کہیں ایسا نہ ہو حمزہ کے ساتھ فوٹو شوٹ کرنا پڑ جائے۔۔"اس کی بات کو نظر انداز کرتی وہ آگے بڑھی۔ مگر قسمت۔۔۔جب سٹیج پر پہنچی تو ناہید تائی اور اظہر تایا نے اسے اپنے پاس بلایا جن کے ساتھ زین اور نبیلہ کھڑے تھے۔

"جی تایا۔"اس نے اظہر کو مخاطب کیا۔

"رِھاف بچے میں چاہتا ہوں ابھی حمزہ اور تمہاری منگنی کی خبر بھی سب کو پتہ چل جائے۔۔"

آہ۔۔اس نے بے اختیار سفیرہ کو دیکھا جو اس سے تھوڑے فاصلے پر کھڑی سرد تاثرات سے اسے دیکھ رہی تھی وہ سمجھ نہیں سکی مگر آگے بڑھ گئی۔۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ سب کی مرضی۔" کہتی وہ سٹیج پر چڑھ گئی۔اب ماں کو ہاں کر چکی تھی تو یہاں واویلہ کرنے کی کیا ضرورت۔۔ مگر ایک بات وہ جانتی تھی حمزہ کی آج کی حرکت کی وجہ سے وہ اس کے دل سے اتر گیا تھا۔۔پہلے ایک کزن کے ناطے وہ اس کی عزت کرتی تھی اب وہ اس عزت بھی وہ کھو چکا تھا۔اگر وقت کے ساتھ وہ اس کا دل جیتنے میں کامیاب ہوا تو وہ فاتح ٹھہرے گا لیکن اگر نہیں تو پھر نہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور گزرے وقتوں میں اس نے جو کیا ہے وہ تو ناقابلِ فراموش تھا۔ لیکن جو بھی تھا اب وہ اپنی زبان سے پھیر نہیں سکتی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ سٹیج پر حمزہ کے ساتھ بیٹھی تھی جو اسے انگھوٹھی پہنا رہا تھا۔۔ اس نے آنکھیں بند کر کے نجانے اپنے کس کس جذبے کا گلہ گھونٹا تھا۔

"شادی کے بعد تم سے بدلے لوں گی میں۔" نجانے کیوں مگر خود سے وہ عہد کر گئی۔۔ زین کے پیچھے اندر آتے ابراھیم نے اس منظر کو دیکھتے ہوئے خود کو جیسے خالی محسوس کیا۔ کیا تھی وہ لڑکی۔؟ کچھ بھی تو نہیں۔۔ مگر کیا تھا اس کے پاس ایسا کہ ابراھیم نے اس کے آس پاس خود کو زندگی کے قریب محسوس کیا تھا۔ اور آج اس نے اس کو بھی کھو دیا تھا۔

تو جو مل جائے تو تقدیر نگوں ہو جائے

یوں نہ تھا، میں نے فقط چاہا تھا، یوں ہو جائے۔۔

(فیض احمد فیض)

"رِھاف تمہارا کوئی پارسل آیا ہیں۔"وہ شام کی چائے پی رہی تھی جب نبیلہ نے کاغذ میں لپٹا ڈبہ اس کے حوالے کیا۔وہ حیران ہوئی تین دن پہلے تو ولیمہ تھا اور اسے یاد تھا اس نے کچھ بھی نہیں منگوایا تھا نہ شادی سے پہلے نا بعد میں۔

"اوہ۔۔"بے اختیار اس کے ہونٹ سکڑے۔وہ شادی کی تھکن میں جیسے بھول گئی تھی اسے۔اس نے کاغذ کھول کر دیکھا تو اس کے اندر بھورے رنگ کا دوسرا کاغذ تھا وہ حیران ہوئی۔اس نے بھورا کاغذ کھولا تو اس میں ایک جھمکا اور تصویر تھی۔ جھمکے کو دیکھ کر وہ ساکت ہو گئی۔یہ وہ جھمکے تھے جو اس نے بہت سنبھال کر رکھے تھے یہ اسے مراد خان نے اس کی سالگرہ پر دیئے تھے۔۔اس کی وہی سالگرہ ان کے ساتھ آخری سالگرہ تھی۔۔مگر وہ اس کے پاس کیسے گئے۔ تصویر اس کی اور ابراھیم کی تھی ولیمے کے دن والی جس پر لکھے لفظوں کو وہ نظر انداز کر گئی۔ کیوں کہ اب خوف ختم ہو گیا تھا۔اور جب انسان کا ڈر ختم ہو جائے تو وہ ہر حد پار کر سکتا ہیں۔رِھاف اٹھی اور اپنے کمرے میں آئی۔الماری کھولی اور اس کے اندر دراز کھولی تو وہاں اس کا ایک جھمکا پڑا تھا دوسرا غائب تھا۔ پھر اس نے ہاتھ میں پکڑا جھمکا

اسی جھمکے کے ساتھ رکھا اور کمرے سے نکل آئی۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ ایسا کر کیوں رہا تھا۔اگر اسے ڈرانا ہی تھا، تو یہ طریقہ بے حد بچگانہ اور بھونڈا تھا۔لیکن خیر۔۔وہ سر جھٹک کر واپس پلٹی اور چپ چاپ چائے پینے لگی۔

. . —— . ——. .

"رِھاف اٹھ جاؤ۔۔دن چڑھ گیا ہے۔"نبیلہ نے لحاف کھینچ کر اس کے منہ سے ہٹایا تو وہ کسمسا کر آنکھیں کھولتی اٹھی۔

"امی سونے دیں نماز پڑھنے کے بعد سوئی تھی۔"

"اٹھ جاؤ۔۔مہینے بعد شادی ہے تمہاری تیاری نہیں کرنی۔"اس دن کے بعد آج نبیلہ نے اسے زبردستی اٹھایا تھا۔یونیورسٹی جانے کا بھی دل نہیں کر رہا تھا آٹھ دن کی چھٹی کب کی ختم ہو گئی تھی۔اس کی سستی اور تھکن ہی نہیں اتر رہی تھی۔شادی کے ذکر پر اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کر لیں ناں شادی کی شاپنگ میرے لئے۔۔میں تو ویسے بھی آپ کی پسند پر سر جھکا لیتی ہوں۔"نجانے کس جذبے کے تحت اس کی زبان پھسلی۔۔نبیلہ نے بے اختیار اسے دیکھا اور پھر اس کے پاس آ کر بیٹھ گئیں۔

"رِھاف کیا تمہیں اعتراض ہیں؟؟تم خوش نہیں ہو؟؟"انہوں نے نرمی سے پوچھا اس کا دل کیا بتا دے ہاں ہے اعتراض مگر کیسے بتاتی۔اگر بتا دیتی تو اچھی بیٹی کیسے ہوتی۔؟

"مجھے کیا اعتراض ہو گا امی۔۔میں نے خود ہاں کی ہے فکر مت کریں۔آپ خوش ہیں تو میں خوش ہوں۔"وہ اپنی ماں کو آج تک کچھ نہیں دے سکی تھی۔اب وہ اگر اس رشتے پر خوش تھیں تو اسے بھی خوش رہنا تھا۔

"تو چلو ٹھیک ہے۔۔زرمینہ اپنی امی کے گھر گئی ہے۔۔زین نے کہا تھا وہ آج مصروف نہیں ہے تو ہم دونوں کو لے جائے گا پھر واپسی پر زرمینہ کو اس کی ماں کے گھر سے لے آئے گا۔"انہوں نے اس کا سر چومتے ہوئے کہا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چلو باہر آو میں تمہارے لئے ناشتہ بنانے جا رہی ہوں۔" وہ ناشتے کا کہتی کمرے سے نکل گئی۔ رِھاف سستی کے ساتھ سر ہلاتی اٹھی اور فریش ہونے چلی گئی۔ باہر کچن میں نبیلہ کے ساتھ زین بھی کھڑا تھا۔

"اماں کہاں جانے کا ارادہ ہے؟" موبائل پر کسی کو میسج لکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"پہلے تو اس کے لئے کچھ اچھے جوڑے لوں گی۔ پھر کچھ چھوٹی موٹی چیزیں اور بڑا جہیز والا سامان اگلے دنوں میں۔" انہوں نے چائے پیالوں میں ڈالتے کہا۔

"کیا وہ خوش ہیں۔؟" زین کے پوچھنے پر چائے ڈالتے ان کے ہاتھ سست پڑے۔

"امی خوش تو میں خوش۔۔" جواب نبیلہ کے بجائے کمرے سے فریش نکلتی ہلکے جامنی رنگ کے شلوار قمیض میں ملبوس لڑکی نے دیا تھا۔ شاید جامنی رنگ اسے بہت پسند تھا۔ اس کے جواب پر وہ مسکرایا۔

"شادی تمہاری ہو رہی ہے۔" چائے کا کپ لبوں سے لگاتے وہ بولا۔

"حمزہ اچھا ہے، کزن ہے، دولت مند ہے، خوبصورت ہے اور سب سے بڑی بات وہ خاندان کا سب سے شاندار مرد ہیں۔" چائے کے سپ لیتی ہوئی وہ مسکرا کر بولی تو زین کو لگا کچھ مسنگ ہیں مگر کیا۔؟ وہ سمجھ نہیں سکا۔ اس نے اس قدر روبوٹک انداز میں کہا تھا کہ وہ ایک پل کیلیے زین کو اپنی رہاف لگی ہی نہیں....

مگر خیر...

"اگر یہی چیزیں تمہیں چاہیے تو پھر تو ٹھیک ہے۔" وہ بولا تو رِہاف کے اندر کچھ ٹوٹ گیا۔ اس نے یہ کب کہا کہ اسے یہ سب چاہیئے اس نے تو بس کہا تھا۔ مگر خیر.....

"تو چلیں۔؟ تم تیار ہو۔؟" زین کے پوچھنے پر سر ہلاتی مسکرائی اور اٹھ کر اپنے کمرے سے چادر اٹھا لائی۔ اب جو بھی ہو۔۔ ہونے والا شوہر سٹاک کر رہا تھا تو اس کا حل اس کے پاس نہیں تھا اس لئے اس کو پس پشت ڈال دیا اور زین کے ساتھ پیچھے بیٹھ گئی جبکہ آگے نبیلہ بیٹھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گاڑی میں نبیلہ اور زین ہی بول رہے تھے وہ سارا راستہ چپ رہی تھی۔ گاڑی بازار کے پارکنگ لاٹ میں روک کر وہ اترا تو اس کے ساتھ رِھاف بھی اتری جبکہ دوسری طرف نبیلہ اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی اور پھر وہ لوگ سامان خریدنے میں لگ گئے۔

"اوکے یہ والا پیک کر دیں۔" اس نے دو جوڑوں میں سے ایک پر انگلی رکھی تو نبیلہ نے بھی سر اثبات میں ہلایا۔

وہ لوگ اس وقت ایک شاپ میں موجود تھے جس کے آگے ایک کھلونوں والی شاپ دکھائی دے رہی تھی۔ زین وہی دیکھ رہا تھا جب رِھاف کی اس پر نظر پڑی۔

"وہاں کیا دیکھ رہے ہیں لالہ۔؟" اس کے پاس آ کر کھڑے ہو کر اس نے پوچھا تو وہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"کچھ لینا ہے وہاں سے چلو گی ساتھ۔؟" وہ حیران ہوئی۔

"وہاں سے کیا لینا ہے۔؟ وہ تو یقیناً بچوں کا سامان ہیں۔" اس نے اسے شکی نظروں سے دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ابراھیم کی سالگرہ ہے 23 جولائی کو اس کے لئے تحفہ لینا ہیں۔"اس کے بتانے پر رِھاف کا بے ساختہ قہقہہ لگا....

"لالہ وہ بچہ نہیں ہے۔"زین مسکرایا۔

"میں بھی جانتا ہوں وہ بچہ نہیں ہے اس کے لئے کھلونا نہیں لے رہا۔" کہتے ساتھ وہ نکل گیا تو وہ حیرانی سے اس کے پیچھے گئی۔ نبیلہ بیگم نے دونوں کو دیکھا جو اس کھلونوں والی دکان کی جانب بڑھے تھے پھر کپڑوں کا حساب برابر کرنے لگیں۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو دکاندار نے انہیں سلام کیا جس کا جواب دونوں نے سر کے خم سے دیا۔

"ہم آپ کی کیا مدد کر سکتے ہے۔۔؟"دکاندار بولا تو زین مسکرایا۔

"مجھے Mini Lambo1:18 چاہیئے آپ کے پاس ہو گا۔؟"رِھاف نے حیرانی سے زین کو دیکھا۔ جواب دکاندار کو مسکرا کر کلر کا بتا رہا تھا۔

"انہیں گاڑیاں پسند ہیں۔؟"

"ہاں ایسی چھوٹی گاڑیاں اور پرفیومز اس کے پسندیدہ شوق ہیں۔" وہ مسکرا کر بتا رہا تھا۔

"واؤ۔۔ کافی مہنگے شوق ہیں۔" کیونکہ جو تحفہ زین لے رہا تھا وہ مہنگا نہیں بہت مہنگا تھا۔ اس کے نزدیک کسی چھوٹی سی گاڑی پر تیس ہزار دینا بے وقوفی تھی۔

"اتنے بھی مہنگے نہیں ہیں۔" وہ اس کا دفاع کر رہا تھا۔

"ہاں ایک شو پیس پر تیس ہزار دے رہے ہیں آپ۔" دکاندار اس کے لئے پیکنگ کر رہا تھا۔ زین نے اپنا کارڈ ان کی جانب بڑھایا۔

"لوگ لاکھوں دے دیتے ہے میں تو تیس ہزار دے رہا ہوں۔" شاپر پکڑتے ہوئے وہ اس کو نکلنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

وہ دروازا کھول کر نکلی تو وہ اس کے پیچھے تھا۔

"اب پرفیوم بھی لیں گے۔؟" وہ طنزیہ مسکرا کر بولی۔

"ہاں چلو وہ سامنے۔۔ لیکن پرفیوم مہنگا نہیں ہے یقین کرو۔"اس نے کہتے ہوئے ایک مشہور شاپ کی طرف اشارہ کیا تو وہ اس کے ساتھ چلنے لگی جب نبیلہ بیگم اس شاپ سے باہر نکلتی دکھائی دیں۔

"کیا کرنے گئے تھے وہاں۔؟"ان کے پوچھنے پر رِھاف نے ان کو پورا قصہ بتایا جس پر انہوں نے سر ہلایا۔اور ان کے ساتھ دکان کی طرف بڑھ گئی۔اندر داخل ہوئی تو پرفیومز کی خوشبو نتھوں سے ٹکرائی۔آہ۔۔اس نے گہری سانس کھینچی۔پرفیومز اس کے بھی پسندیدہ تھے مگر کچھ ہی۔۔۔زین نے سیلز مین کو کہہ کر شہیر (جو کہ ایک پرفیوم ہے) کو پیک کرنے کا کہا اور رِھاف نے اپنے لئے جاناں (پرفیوم کا نام) پیک کروایا۔اور پیمینٹ کرکے وہاں سے نکل آئے۔کچھ دیر بعد وہ تینوں ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔

"امی آپ کے اس بیٹے کے پاس بہت پیسہ آگیا ہے۔۔"وہ چھڑنے والے انداز میں بولی۔ تو زین مسکرایا۔

"ہاں تمہاری جائداد پر سانپ بن کر جو بیٹھا ہوں۔" وہ بھی دوبدو بولا۔

"دیکھا۔۔ خود اعتراف کر رہا ہیں امی اپنے اکاؤنٹس چیک کریں۔" پلاؤ کا چمچ منہ کی جانب لے جاتی وہ بولی تو نبیلہ مسکرائی۔

"میرا بیٹا ہے وہ اور اسے میری ساری جائیداد پر پورا حق ہے!" جہاں ذین نبیلہ کی بات پر مسکرایا تھا وہی اس نے دوسری طرف رہاف کو آنکھوں کے اشارے سے لگے ہاتھوں چھیڑ بھی دیا تھا۔

"بس بس! پھر سے کر دی نہ آپ نے ظالم ماؤں والی بات بھئی اب تو مجھے میرا حصہ چاہیے جائیداد میں بس!" اور رہاف سچ میں چڑ گئی تھی۔

"تمھارے حصہ میں پتہ ہے کیا آتا ہے؟" ذین نے بڑے تحمل سے اس سے پوچھا تو رہاف مکمل طور پر اسکی طرف متوجہ ہوتے ہوئے پوچھنے لگی۔ کر تو وہ مزاق رہی تھی لیکن یہ جاننے میں بھی اسے دلچسپی ہوئی کہ اس کے حصہ میں آخر آتی کتنی جائیداد تھی۔

"گھر کے سارے باتھ رومز!" جہاں نبیلہ کھانا کھاتے کھاتے ہنسی تھیں وہی رھاف کا منہ مانے ایسے گندہ ہوا جیسے اس نے ابھی پلاؤ نہیں بلکہ کوئی کڑوا سیرپ پیا ہو۔

"ذین بھائی میرے حصہ کی ساری جائیداد آپ لے لیں کیا یاد رکھے گے کتنی بڑے دل والی بہن ملی تھی۔ آج کل کی بہنیں تو جائیداد کیلیے قتل تک کر دیتی....."

"اچھا بس! اب ایسی باتیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چپ چاپ کھانا کھاؤ تاکہ گھر جا سکے وقت زیادہ ہو گیا۔" انہوں نے گلاس ونڈو سے باہر دیکھتے ہوئے کہا تو رھاف بات روک کر بے بسی سر ہلا گئی۔ پتہ نہیں کیوں امی ایسی قتل والی باتیں بھی نہیں کرنے دیتیں تھیں۔

کچھ لمحوں بعد جب وہ لوگ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو زین نے بل جمع کیا اور وہاں سے نکل کر وہ لوگ گاڑی کی طرف بڑھے۔ نبیلہ سے سامان لے کر اس نے ڈگی میں رکھا اور ان دونوں کو بیٹھنے کا کہا۔ وہ دونوں بیٹھی تو وہ بھی آ کر بیٹھا اور گاڑی سڑک کی جانب موڑی۔

سفر کے دوران وہ زرمینہ کے گھر کے آگے رکا اور اس کو باہر نکلنے کا کہا وہ آ کر پیچھے رِھاف کے ساتھ بیٹھی تو اس کے بعد وہ سیدھا گھر کی جانب روانہ ہو گئے۔

دن آہستہ آہستہ گزرنے لگے۔ جولائی کا مہینہ ختم ہوا تو اگست کی شروعات ہوئی۔ شام کا وقت تھا وہ لاونج میں بیٹھا اپنے لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا جب میرا کمرے سے نکلتی دکھائی دی وہ آکر اس کے ساتھ بیٹھی جو ہنوز مصروف تھا۔

"کیا کر رہے ہو۔؟"ان کے پوچھنے پر بھی اس نے سر نہیں اٹھایا بس لیپ ٹاپ کی طرف آنکھوں سے اشارہ کیا۔

"تمہاری کوئی میٹینگ تھی نادبئی میں؟"میرا کو اچانک یاد آیا۔

"ہاں۔۔"یک لفظی جواب۔

"کب ہے؟"انہوں نے ایک نظر اس پر ڈالی۔ وہ اس وقت گھر کی عام شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس تھا بال بکھرے ہوئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پانچ تاریخ کو۔"اب اس نے ایک ہاتھ منہ کے ساتھ ٹھوڑی پر رکھا اور ایک ہاتھ سے کی پیڈ پر بٹن پریس کرتا رہا۔

"واپسی کب ہوگی۔؟"میرا کے سوال پر اس بار اس نے سر اٹھانے کو زحمت دی تھی۔

"آپ کیوں یہ سب پوچھ رہیں ہیں پہلے تو نہیں پوچھتیں تھیں۔"ماں کے چہرے پر کچھ غیر معمولی محسوس کر کے اس نے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔

"کیا کہنا ہے؟"وہ اب نرمی سے بولا۔

"میری خالہ کی بیٹی ہے نا۔۔"کہتے ہوئے انہوں نے اس کے چہرے کو دیکھا جو سنجیدہ تھا۔"اس کی بیٹی ہے۔۔رمشہ نام ہے اس کا۔۔میں نے اس کا ہاتھ تمہارے لیے مانگا ہے اور اسے۔۔۔"اس کے چہرے کے تاثرات یکدم بدل گئے۔نرمی کی جگہ سختی نے لے لی، ماتھے پر بل آئے۔

"امی۔۔میں آپ کو کتنی دفعہ بتاؤں کہ مجھے شادی نہیں کرنی۔"چڑ کر لیپ ٹاپ ٹانگوں سے اٹھاتا وہ خود بھی اٹھ گیا۔

"تو میں انہیں کیا کہوں گی دیکھو میں نے زبان دی ہے۔" میرا بے بسی سے بولی۔ وہ جاتے جاتے پلٹا۔

"انہیں کہے میں نہیں مانا سمپل۔" اور سیڑھیاں چڑھ گیا۔

"یہ اتنا آسان نہیں ہیں ابراھیم۔۔" اُنہوں نے اس کے پیچھے ہانک لگائی۔

"آپ نے خود یہ میس کریئٹ کیا ہے اب کریں صاف۔۔" اس نے بھی کہتے ہوئے دروازہ زور سے اپنے پیچھے بند کیا۔ نیچے بیٹھی میرا اب اس معاملے کو سمیٹنے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

. . — . — . .

وہ اس وقت ڈاکٹر ثمرہ کے ساتھ ایک کلائنٹ کی تھراپی کر کے ہسپتال سے نکل رہی تھی جب اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔ سکرین پر سفیرہ کا نام دیکھ کر ہونٹوں کر خود بخود مسکراہٹ آگئی۔

"گھر جا رہی تھی۔۔"رسمی علیک سلیک کے بعد اس نے کہا اور زین کی طرف آئی جو پارکنگ میں کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"ہاں دس دن رہ گئے اور پتہ بھی نہیں چلا۔۔"اس کی شادی بائیس اگست کو رکھی گئی تھی۔

دوسری طرف سفیرہ اس کی شادی کے بارے میں بتا رہی تھی جس پر اس نے سر ہلایا۔اور گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔اس کو کال پر مصروف دیکھ کر زین نے گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

"ہاں تایا لوگ کہہ رہے تھے۔۔بارات اور ولیمہ ہال میں ہو گا جبکہ مہندی گھر میں ہو گی۔" نبیلہ نے اسے یہ سب بتایا تھا۔"تم کب آؤ گی۔۔؟"وہ اب اس سے آنے کا پوچھ رہی تھی جس پر دوسری طرف سفیرہ نے گہری سانس لی تھی۔

"میں مہندی والے دن آؤں گی اور ولیمے کے دن واپسی کیونکہ زین لالہ کی شادی کے لئے جو چھٹیاں لیں تھیں ان کی وجہ سے اور چھٹیاں نہیں کر سکتی۔۔"سفیرہ کا جواب سن کر وہ پریشان تو ہوئی مگر وہ سمجھ سکتی تھی۔

"چلو آؤ گی تو ناں۔۔"وہ مسکرائی تھی۔

"ہاں ظاہر ہے سب آئیں گے۔اور سب سے پہلے میں آؤں گی اپنی سہیلی کی شادی پر۔"اس نے کہا تو رِھاف کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"میری شادی ہو رہی ہیں۔۔واؤ۔۔"کہتے ہوئے اس نے کن اکھیوں سے زین کو دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہاں۔۔پتہ تو تھا ہو گی مگر اتنی جلدی ہو گی یہ نہیں سوچا تھا۔تم سے پہلے تو میں نے کرنی تھی شادی۔یہی طہ کیا تھا نہ ہم نے کہ تمھاری بیٹی سے میرے بیٹے کی شادی ہو گی۔اب تم پہلے کر رہی ہو شادی تو تمھاری بیٹی میرے بیٹے سے بڑی ہو جائے گی مگر خیر ہے۔میں بڑی عمر کی بہولے لونگی کوئی مسئلہ نہیں!"سفیرہ کے کہنے پر اس کا ایک بھرپور قہقہہ کار میں گونجا

۔

"اللہ سفیرہ تم بھی نا! اتنا آگے کا سوچ لیتی ہو۔ چلو گھر آنے والا ہے میں رکھتی ہوں۔۔" کہتے ہوئے اس نے خدا حافظ کہا جس کے بدلے اسے بھی ویسا ہی جواب ملا اور کال کاٹ دی گئی۔

"زرمینہ تمہارا پوچھ رہی تھی۔" زین کے کہنے پر وہ اس کی جانب مڑی۔

"اس سے ملنے کا بلکل وقت نہیں ملتا بھائی اتنی مصروفیت ہیں کہ سمجھ ہی کچھ نہیں آرہا۔ میں اب ضرور کوشش کروں گی بھابھی سے ملنے کی...." وہ بے بسی سے بولی تو زین نے سر ہلایا اور گاڑی گھر کے آگے روکی۔ دروازا کھولتی وہ باہر آئی اور گھر کے اندر داخل ہوئی۔ نبیلہ صحن میں ہی بیٹھی تھی۔ ان کو سلام کرتی وہ سیدھا اپنے کمرے میں گئی جہاں اس کے بارات کا جوڑا اس کا منہ چڑا رہا تھا۔ کئی اور چیزیں بھی تھیں وہ الٹ پلٹ کر ڈریس دیکھنے لگ گئی مگر پھر اس کی نظر اپنے جوڑے میں لپٹے تصویر پر ٹک گئی۔ دو انگلیوں سے تصویر اٹھا کر دیکھی جس پر ہرن کے بچے کی تصویر تھی جو سرخ سیال میں لت پت تھا۔ اس نے الٹ پلٹ کر کے تصویر دیکھی مگر کچھ لکھا نہیں تھا۔ یہ اس کی ماں نے کیسے نہیں دیکھا؟ وہ

حیران ہوئی مگر پھر اس تصویر کو پھاڑتی ڈسٹ بین میں پھینک گئی۔ کیونکہ اب کوئی شبہ نہیں رہا تھا کہ یہ حمزہ ہی ہے۔ سر نخوت سے جھٹکتی وہ واشروم چلی گئی کیونکہ اسے عصر کی نماز پڑھنی تھی۔

نکاح کا جوڑا لڑکے والوں کے گھر سے آیا تھا۔

. . —— . —— . .

پھر بالآخر اس کی مہندی کا دن بھی آن پہنچا۔ وہ پارلر میں بیٹھی تھی۔ ایک لڑکی اس کا میک اپ کر رہی تھی، سفیرہ (جو آج صبح پہنچی تھی) اس کے ساتھ دوسری کرسی پر بیٹھی تھی۔ اس نے آئینے میں خود کو دیکھا۔ گلابی اور سبز رنگ کے امتزاج کا لہنگا پہنے، چہرے پر میک اپ، بال کھلے کرل کئے وہ حد سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی، مگر شہد رنگ آنکھوں میں کچھ تھا جو اس کی خوبصورتی کو ماند کر رہا تھا۔

"زین لالہ کب آئیں گیں۔۔؟" اس نے کوئی دسویں مرتبہ سفیرہ سے پوچھا۔ وہ دونوں تقریباً آدھے گھنٹے سے اس کا انتظار کر رہی تھی جو آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

"کہہ رہے ہے ایک دکان سے مٹھائی لینی تھی اس لئے لیٹ ہو گئے۔۔بس آنے والے ہیں۔۔"سفیرہ کے بتانے پر وہ سر ہلا گئی۔چند منٹ اور انتظار کرنے کے بعد سیکورٹی گارڈ نے زین کی آنے کی اطلاع دی تو سفیرہ اس کا لہنگا سنبھالتی اس کو باہر لے جانے لگی۔زین تھوڑا دور کھڑا تھا ان دونوں کو دیکھ کر جلدی سے گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی ان کے قریب لے جا کر کھڑی کی اور خود اتر کر رِھاف کو بٹھانے میں مدد دینے لگا۔جب وہ بیٹھی تو سفیرہ بھی آ کر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔زین بھی بیٹھ چکا تھا۔۔اس نے گاڑی سٹارٹ کر کے مین روڈ پر ڈال دی۔چند لمحے خاموشی رہی جب زین کی آواز آئی۔

"رِھاف آج بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔"وہ فرنٹ مرر سے دیکھ کر بولا۔

"شکریہ زین لالہ۔۔"وہ مسکرائی تھی۔

"خوش ہو۔۔۔؟"اس نے یک دم پوچھا تو رِھاف نے سر اُٹھایا۔

"امی خوش ہیں۔"جواب مختصر تھا مگر ادھورا۔۔

"زندگی تمہیں گزارنی ہے امی کو نہیں۔۔ تمہاری خوشی زیادہ معنی رکھتی ہیں۔"زین کے کہنے پر وہ بے بسی سے مسکرائی۔

"ہم مشرقی لڑکیوں کی خوشی کے معنی ہمارے ماں باپ کی مرضی کے آگے بے معنی ہو جاتے ہیں۔۔ماں باپ خوش تو ہم خوش۔"اس کا لہجہ بھیگا ہوا تھا سفیرہ اور زین دونوں نے محسوس کیا۔زین زرا اس کے لئے پریشان ہو گیا....ایسے کہ گاڑی چلاتے چلاتے اسکے ہاتھ سست پڑنے لگے۔

"اگر تم خوش نہیں ہو تو مت کرو یہ شادی ابھی نکاح تو نہیں ہوا۔۔"زین کے کہنے پر وہ انگلیوں کے ساتھ کھیلتے ہوئی مسکرائی۔

"کیا لالہ آپ بھی ناں۔۔اگر مجھے انکار کرنا ہوتا تو تب کرتی جب امی نے رضامندی پوچھی تھی۔۔"

"تو اب کیوں اداس ہو؟"اب کی بار سفیرہ نے پوچھا تھا۔اس کا لہجہ چڑا ہوا تھا۔۔

"تم لوگ چھوٹ جاؤ گے۔۔"وہ بولی تو سفیرہ نے گہری سانس لی۔

"ہم کہاں چھوٹے گے۔۔اور تمہاری شادی کسی پرائے سے تھوڑی ہو رہی ہیں۔۔ حمزہ سے ہو رہی ہے اور وہ ہمارا کزن ہیں۔" کاش وہ اسے بتا پاتی کہ وہی کزن اس کو بارات کے جوڑے کے ساتھ کیسی کیسی تصویریں بھیج رہا ہیں۔

"ہاں یہ بھی ہے۔" اس نے زبردستی مسکراہٹ ہونٹوں پر جمائی اور آگے دیکھنے لگی۔ کچھ دیر میں گھر کے قریب گاڑی رکی تو دلہن کے آنے کا شور اٹھا۔ گھر کے اندر قدم رکھ کر اس کا دل بہت بھاری ہوا تھا مگر خیر۔ آنسوؤں کو پیچھے دھکیل کر وہ ماں کو گلے سے لگاتی مسکرائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس کے بعد سفیرہ نے اسے سٹیج پر بٹھایا (جو گھر میں ہی بنایا گیا تھا۔) تو سب کچھ اسے صاف نظر آنے لگا۔ ناہید تائی، اظہر تایا، خاندان کے باقی مرد اِدھر اُدھر نظر آرہے تھے۔۔ اس نے نظر انداز کر دیا اور سٹیج پر بیٹھی ناک کی سیدھ میں دیکھنے لگی جب چند لمحوں بعد اس کے ساتھ حمزہ کو بٹھایا گیا۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔" اس کے لہجے میں مٹھاس تھی۔

"شکریہ۔" یہ ایک لفظ اس نے کس دقت سے کہا تھا بس وہ جانتی تھی۔ نبیلہ کی نظریں اس پر سے ہٹ نہیں رہی تھی۔ اس نے اپنی ماں کو اپنے باپ کے انتقال کے بعد پہلی دفعہ اتنا خوش دیکھا تھا۔ حمزہ رسم کرنے تک اس کے ساتھ بیٹھا رہا پھر اٹھ کر حجرے میں چلا گیا کیونکہ وہاں لوگ رقص کر رہے تھے اور بڑا پروگرام منعقد ہوا تھا۔۔ وہ چلا گیا تو اس نے خود کو کسی کی گہری نظروں کے حصار میں پایا تھا۔۔ وہی نظریں جو اسے ایک ہفتے سے محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے اپنا دھیان بھٹکایا اور سفیرہ کے ساتھ باتیں کرنے لگی جو اس کے ساتھ حمزہ کے اٹھتے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔۔ کچھ دیر بعد حجرے سے خبر آئی کہ لڑکے والے جانے لگے ہیں تو ناہید اس کو گلے سے لگاتی پیار کرتی دور ہوئی اور اظہر خان کی طرف بڑھ گئی کیونکہ وہ لوگ نکل رہے تھے۔۔ ان کے جانے کے بعد اسے بھی کمرے میں لایا گیا۔ اپنے بیڈ پر بیٹھی وہ خیالوں میں گم تھی جب نبیلہ نے اس کے آگے کھانا رکھا۔

"رِھاف شادی کے دن تو لڑکیوں کے چہرے کھل رہے ہوتے ہے تمہارا چہرہ اتنا کملایا ہوا کیوں ہے؟" نبیلہ کے پوچھنے پر اس نے چہرہ اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"کیونکہ انہیں دل نہیں مارنا پڑتا۔"وہ کہہ نہیں سکی بس انہیں دیکھ کر مسکرائی۔"میں ٹھیک ہوں امی بس آپ کو چھوڑ کر جانے کا دکھ ہو رہا ہیں۔"اس نے نبیلہ کے دونوں ہاتھ تھامے اور چوم کر آنکھوں سے لگائے۔

"جانتی ہوں تم ساری زندگی کے لیے اب وہاں جا رہی ہو مگر یہ بھی جانتی ہوں کہ تم حمزہ کے ساتھ خوش رہو گی وہ اچھا لڑکا ہے۔میں تمہارے لیے ہمیشہ دعا کروں گی۔۔"انہوں نے دل سے کہہ کر اسے گلے لگایا تو اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ اٹکا۔۔

"چچی آپ کو سونا نہیں ہے کل بہت مصروفیت والا دن ہیں۔"سفیرہ نے اندر آ کر ماحول کا فسو توڑا۔

"ہاں جا رہی ہوں تم اس کا خیال رکھنا۔۔۔"کہتے ہوئے وہ دروازا پار کرنے لگیں جب رکی اور رِھاف کو دیکھا۔"اور تم جا کر جوڑا بدلو۔۔"

"جاؤ جا کر چینج کرو پھر سو جانا۔۔"سفیرہ کے کہنے پر وہ اٹھی۔جیولری تو اتار چکی تھی بس کپڑے چینج کرنے تھے۔کپڑے بدل کر وہ باہر آئی تو سفیرہ اس کا انتظار کر رہی تھی اس

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کے آتے ہی اس نے لائٹ آف کی اور بیڈ پر لیٹ گئی۔اس کے ذہن میں خون سے لت پت زاویار کا چہرہ گھومنے لگا مگر اس نے اس کو نکالنے کی کوشش نہیں کی۔۔۔کئی اور سوچیں اس کا دماغ جھکڑنے لگی تھیں۔وہ اسے بس اتنا پوچھنا چاہتی تھی کہ اس نے زاویار کو کیوں مارا۔۔جس دن سے اس نے ادھر اُسے دیکھا تھا اس دن سے اس کے ذہن میں زاویار پھر سے گھومنے لگا تھا۔اس نے جان لگادی تھی اس کو بھولنے میں مگر وہ اب پھر سے اس کے زہن پر سوار ہونے لگا تھا اور یہ تکلیف دہ تھا۔اس کا دل آہستہ آہستہ مرجھاتا جارہا تھا اور کوئی تھا نہیں جس کو وہ اپنی حالت بتاپاتی۔سفیرہ کو بتانے کا سوچتی تو جج کرنے کے خیال سے رک جاتی۔کیا پتہ وہ اسے جج کرے۔اس کی شادی ہونے والی تھی اور وہ اپنے اس دوست کے بارے میں سوچ رہی تھی جو اب اس جہاں میں موجود نہیں تھا۔زندگی آگے اس کے ساتھ کیا کرنے والی تھی وہ نہیں جانتی تھی مگر اس کا دل کہہ رہا تھا کہ کچھ تو ہو گا۔سوچتے سوچتے نجانے وہ کب نیند کی وادیوں میں کھو گئی اسے کچھ یاد نہیں رہا تھا۔

اندھیرے کمرے میں واحد روشنی لیپ ٹاپ کی سکرین کی تھی جو اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ بکھرے بال ماتھے پر گرے اور گھر کے آرام دہ لباس میں ملبوس وہ اپنا کام کر رہا تھا۔ تھکن اور بھوک سے اس کی بری حالت تھی مگر کام ختم کر کے ہی اٹھے گا۔ بالآخر جب آخری کام ختم ہوا تو وہ اٹھا اور کمرے سے نکل کر کچن میں آیا۔ فریزر کھولا تو بریانی کی پلیٹ پر نظر پڑی۔ اسے نکال کر مائکرو ویو میں گرم کرنے کے لئے رکھا اور وہاں کھڑا انتظار کرنے لگا جب میرا کے کمرے کا دروازا کھلا اور وہ کمرے سے نکل کر کچن میں آئی۔ اس پر نظر پڑی تو حیران ہوئی۔

"تم یہاں اس وقت۔؟" ان کے سوال پر اس نے اپنی گھڑی دیکھی جہاں رات کے تین بج رہے تھے۔

"بھوک لگی تھی۔" کہتے ساتھ مائکرو ویو سے پلیٹ نکالی۔

"کھانا تو کھایا تھا تم نے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں مگر کام زیادہ کیا تو بھوک لگ گئی۔۔" کہتے ساتھ وہ نکل کر باہر صوفوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ میرا بھی اس کے ساتھ آ کر بیٹھی اور اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ وہ بلاشبہ خوبصورت تھا۔

"کیا دیکھ رہی ہیں۔؟" وہ میرا کی نظروں سے باخبر تھا۔

"اتنا کام مت کیا کرو۔۔ آنکھوں کے گرد حلقے دیکھو۔" ان کے کہنے پر وہ مسکرایا۔

"اچھا۔۔ ویسے دبئی میں ایک لڑکی تھی اس نے مجھے کہا کہ میرے یہ حلقے بہت خوبصورت لگتے ہیں۔" وہ ماں کو چھیڑ رہا تھا۔

"کتنی بے وقوف لڑکی تھی۔۔" میرا کے منہ بگاڑ کر کہنے پر وہ قہقہہ لگا گیا۔

"کل شادی پر جا رہی ہیں آپ۔؟" میرا نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ اسے اس سوال کی توقع نہیں تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں جا رہی ہوں۔۔ ویسے بہت پیاری بچی ہے۔" میرا کے کہنے پر اس نے سر ہلایا اور بریانی کا چمچ منہ میں رکھا۔

"تم بھی جا رہے ہو۔؟"

"جی۔۔" صوفے سے اٹھتے ہوئے اس نے یک لفظی جواب دیا اور پلیٹ رکھنے کچن چلا گیا جبکہ پیچھے میرا حیران بیٹھی تھی۔ وہ خود جا رہا تھا۔۔؟ کیا اس نے واقعی کہا تھا کہ وہ جا رہا ہیں۔۔؟

"سو جائیں امی۔۔" کچن سے نکلتے اس نے انہیں سوچوں میں ڈوبا پایا تو کہا اور خود اوپر سونے چلا گیا۔

. . —. .—. .

اس نے سن رکھا تھا کہ بارات کا دن ایک عجیب دن ہوتا ہے، خوشیوں سے بھرا اور اداسی سے لپٹا ہوا۔ ایک طرف نئی شروعات، نئی زندگی اور نئے لوگ، تو دوسری طرف اپنا گھر، اپنا

بچپن اور زندگی کے سب سے قریبی لوگوں کو چھوڑ جانے کا دکھ۔ مگر اس وقت اس کے جذبات کسی الجھی ہوئی گتھی کی طرح تھے، اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

اسی لیے وہ سرخ جوڑے میں سجی سنوری، اسٹیج پر خاموشی سے بیٹھی تھی، ہنستے مسکراتے چہروں کے درمیان اپنے چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائے ہوئے۔ چند لمحوں بعد اس کا نکاح ہونے والا تھا۔ نبیلہ لوگوں سے ملتی چہرے کی مسکراہٹ چھپانے میں ناکام ہو رہی تھی۔ ان کے چہرے کی مسکراہٹ اتنی خالص تھی کہ رِھاف کو ان پر پیار آیا۔ سٹیج پر تین صوفے تھے، بیچ والا سب سے بڑا تھا اور دائیں بائیں ایک شخص کے لئے مختص صوفے۔۔

Clubb of Quality Content

سٹیج پر اس وقت وہ اکیلی سب سے بڑے والے صوفے پر بیٹھی تھی۔ سفیرہ دور سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ جس رِھاف کو وہ بچپن سے جانتی ہے، جو بچپن کی دوست ہے اس کی آج شادی ہو رہی ہے۔ سرخ رنگ کا جوڑا جو فراک تھی، جس کے ساتھ اس نے دوپٹہ سر پر اوڑھا تھا اور بالوں کا جوڑا بنا ہوا تھا ساتھ میں چہرے کے اطراف میں دو

لٹے گری ہوئی تھیں۔۔چہرے پر میک اپ تھا۔۔اور ہونٹوں پر گہری سرخ لیپ اسٹک۔۔

ہاتھوں اور گلے میں جیولری کے ساتھ وہ کوئی اور ہی رِھاف لگ رہی تھی۔سفیرہ نے نظریں ہٹائی اسے لگا اسے نظر لگ جائے گی۔ہال میں بجتے پشتو کے گانے پر چھوٹے بچے ناچ رہے تھے جنہیں وہ محو ہو کر دیکھ رہی تھی جب دروازے سے مردوں کی ٹولی اندر آتی دکھائی دی اور وہ جانتی تھی وہ سب نکاح پڑھانے کے لئے آئے تھے۔سفیرہ کو لگا کسی نے اسے پتھر کا کر دیا ہے اور اب سب ہاتھ سے پھسل جائے گا۔۔نظریں اس کی مردوں سے ہوتے ہوئے دوبارہ رِھاف کی جانب گئی جس کا اپنا چہرہ بھی زرد تھا۔۔

سب سے آگے اظہر خان اور طاہر خان اندر آرہے تھے ان کے پیچھے زین، حمزہ اور جواد۔۔اور پیچھے اس کے باقی کزنز اور کچھ لوگ۔اس کا دل بے اختیار دھڑکا۔کچھ دیر بعد حمزہ اس کے دائیں جانب بیٹھا اور بائیں جانب مولوی صاحب بیٹھ گئے۔رھاف کو اور حمزہ کو ساتھ بیٹھے

دیکھ سفیرہ کی مسکراہٹ پھیکی پڑی تھی۔ایک آنسو اسکی گال پر پھسل کر گرا تھا جسے اس نے بروقت انگلی کی پوروں سے اف کیا تھا۔

دونوں خالی کرسیوں پر ایک پر اظہر خان بیٹھے جبکہ دوسرے والے میں طاہر خان۔زین اس کے آگے کھڑا تھا،نبیلہ اور ناہید اس کے پیچھے کھڑی تھیں۔خاندان کے کئی مرد سٹیج سے نیچے کھڑے تھے۔

لوگوں کی نظریں اس پر تھی۔مولوی صاحب کے بجائے حمزہ نے ایک فائل اس کے آگے کی تو وہ حیران ہوئی،حمزہ کی آنکھوں میں تمسخر اڑانے والے تاثر تھے۔وہ شل سی اس کاغذات کو دیکھ رہی تھی اسے جیسے یقین نہیں آیا تھا وہ اس کے ساتھ یہ کرے گا۔

"سائن کرو نارِ ھاف بچے۔۔"اظہر خان کی آواز پر اس کا سکتہ ٹوٹا۔اس نے بے یقینی سے سر نفی میں ہلایا۔

"میں سائن نہیں کروں گی۔۔"اس کا لہجہ سرد تھا۔زین اپنی جگہ حیران ہوا۔۔نبیلہ نے اس کے ہاتھ میں پکڑے فائل کو دیکھا۔

"رِہاف لوگ دیکھ رہے ہے اگر تماشہ کروگی تو لوگ کیا کہیں گے۔۔"حمزہ اس کے کان کے قریب ہوتے ہوئے بولا۔"سوچو۔۔عین نکاح والے دن لڑکی کا نکاح نہ ہو سکے تو لوگ کتنی باتیں بناتے ہیں۔"وہ اس کے کانوں میں سور پھونک رہا تھا۔نبیلہ آنکھوں میں آنسوں لئے کاغذات پڑھ رہی تھی جو آبائی گھر کے تھے۔۔حمزہ اور اظہر خان کو آبائی گھر چاہیئے تھا۔ زین اپنی جگہ ساکت تھا۔۔زندگی میں پہلی مرتبہ اسے آسمان سر پر گرتا محسوس ہوا۔۔اپنا آپ اتنا بے بس لگا کے اسے لگا وہ ابھی یہی رو دے گا۔۔

"لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ رشتہ لڑکی توڑتی ہے یا نہیں لوگ بس لڑکی کے کردار پر کیچڑ اچھالتے ہے۔۔۔سوچ لو سہہ لوگی سب۔۔وقت ہے سائن کرو نہیں تو میں چھوڑ دوں گا تمہیں۔۔"یا خدا اتنی بڑی آزمائش۔۔اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔لوگوں کے چہروں پر نظر پڑتے ہی وہ شل ہو گئی جو اسے دیکھتے ہوئے باتیں کر رہی تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"رِہاف سوچ لو۔۔اگر ہم چلیں گئے تو یہاں سے سرخ جوڑے میں سسرال کے بجائے اپنے گھر جاؤ گی۔اور ہمیشہ جھکے سر کے ساتھ زندگی گزارو گی۔"حمزہ نے ایک اور سرگوشی کی تھی۔اس کا دل کیا اس کے منہ پر ایک تھپڑ دے مارے۔

"تمھیں اسے چھوڑ کر جانا ہے تو جاؤ میں اسے اپنی عزت بنا لونگا مگر وہ چیز تمھیں ہر گز نہیں ملے گی حمزہ جس کی وجہ سے تم یہاں بیٹھے ہو۔" سٹیج سے نیچے کھڑے جواد کی آواز پر سب نے اس کی جانب حیرانی سے دیکھا۔مولوی صاحب حیرانی سے اس خاندان کو دیکھ رہے تھے جو جائداد کے لئے ایک لڑکی کی عزت نیلام کر رہے تھے۔رِہاف کی نظر جواد پر پڑی وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

"نہیں۔۔نہیں۔۔"جواد کو دیکھتے ہوئے اس کا سر بے اختیار نفی میں ہلا۔زین بے اختیار اس کے قریب آیا۔اس کا چہرہ زرد تھا۔۔آنکھیں خوف کی وجہ سے پھیل چکی تھی اور ہاتھ کپکپا رہے تھے۔۔سفیرہ بھی اس کے قریب سٹیج پر آ گئی۔اس کا دل کر لایا تھا اس کے لئے۔۔آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔۔۔نبیلہ زار و زار رو رہی تھی۔اظہر خان کی فیملی اب

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہال سے نکل رہی تھی۔ یعنی ان کو آبائی گھر چاہیئے تھا۔۔ آہ رِھاف کا دل کیا یہاں بلک بلک کر رونا شروع کریں۔ کچھ لوگ آپ کے ساتھ اتنا برا کر جاتے ہے کہ دل کرتا ہے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے چیل کوؤں کو کھلا دیں۔

"رِھاف۔۔" زین کے بلانے پر وہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"میں اگر تمہارے لئے ابھی کوئی فیصلہ کروں تو تمہیں اعتراض تو نہیں ہو گا۔؟" اس نے نظر اٹھا کر زین کو دیکھا جس کی آنکھیں سرخ تھی۔ اس کا سر بے اختیار نفی میں ہلا۔ اسے اپنا آس پاس کچھ ہوتا محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ زین کیا کہہ رہا تھا؟..... کس انتخاب کی بات کر رہا تھا؟..... اسے کچھ معلوم نہیں تھا۔

زین نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور ہال سے نکل گیا۔ سارے لوگوں نے اسے جاتے دیکھا۔۔

اور کچھ دیر بعد جو شخص اس کے ساتھ اندر آیا رِھاف کا سانس خشک ہو گیا۔ اسکا سر گھوم کر رہ گیا۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا اور وہ زین کے ساتھ اندر آ رہا تھا۔ سفید شلوار قمیض کے ساتھ

پشاوری چپل پہنے۔ کئی لوگوں نے حیرانی سے دیکھا تھا جبکہ میرا ساکت تھی۔ ابراھیم سٹیج جانے کے بجائے ماں کے سامنے آ کھڑا ہوا اور پھر ان کے آگے جھکا۔ اور بے حد دھیمی آواز میں بولا۔

"مجھے آپ کی اجازت چاہیئے۔۔" میرا کی انکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ سمجھ گئی وہ کس چیز کی اجازت مانگ رہا تھا۔

وہ دھیرے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کا بازو پکڑ کر سٹیج کی جانب لے جانے لگی۔ رِھاف سانس روکے انہیں دیکھ رہی تھی جبکہ نبیلہ کی آنکھوں سے اب بھی آنسوں بہہ رہے تھے۔ چند لمحے بعد وہ اس کے ساتھ دائیں جانب بیٹھا۔۔۔ جہاں کچھ دیر پہلے حمزہ بیٹھا تھا وہاں اب ابراھیم موجود تھا مگر اس کا چہرہ حد سے زیادہ سپاٹ تھا۔ رھاف کو اپنا وجود بے وزن ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔ سفیرہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔ اسے جیسے یقین نہیں آرہا تھا کہ جو ہو رہا ہے وہ حقیقت ہے یا کوئی خواب۔۔۔؟؟؟

مولوی صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسوں بہنا شروع ہوئے۔ کچھ لمحوں پہلے وہ قیامت سے گزری تھی اور اب یہ اس قیامت کے آنے کے بعد کی ذلت تھی۔ اس کا ذہن شل تھا۔ ہر چیز اس کے آنکھوں کے آگے گھومتی محسوس ہو رہی تھی۔ اگر اس کو آنکھوں کو اس وقت دیکھو تو وہ آنکھیں اس صدی کی سب سے اداس ترین آنکھیں تھی۔

"رِھاف مراد بنت مراد خان کیا آپ کا نکاح ابراھیم خان بن زاہد خان کے ساتھ، حق مہر پانچ لاکھ طے کیا جاتا ہیں کیا آپ کو قبول ہے؟" اس نے اپنا بھاری سر اٹھا کر نبیلہ کی جانب دیکھا جو آنسوں سے بھری آنکھیں لئے اسے دیکھ رہی تھی۔

"قبول ہے؟" اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر مولوی صاحب کے اگلی دوبار پوچھنے پر اس نے رضامندی دے دی تھی۔

زندگی میں ہم جو چاہتے وہ کبھی نہیں ملتا ہاں ان کے بدلیں کچھ بہتر ضرور مل جاتا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ابراہیم سے پہلے ہی پوچھ لیا گیا تھا....اس نے سر جھکا کر تینوں پر قبول ہے کہہ دیا تھا۔

نکاح کے بعد مبارک سلامت کے بعد زین نے ابرھیم کو گلے لگا کر شکریہ کہا تھا زین کی آنکھیں پانی سے چمک رہی تھیں۔اسکے چہرے پر کھلنے والی مسکراہٹ اور خوشی.....کو دیکھ کر ابراہیم بس ہلکا مسکرایا تھا۔

"تمہاری بہن کی زندگی مشکل ہو جائے گی میرے ساتھ۔"وہ مسکرا کر بتا رہا تھا جبکہ میرا اب رِھاف کو گلے سے لگاتی پیار کر رہی تھی۔

"میری بہن کی نہیں مگر تمہاری زندگی ضرور مشکل ہونے والی ہیں۔"اب کی بار زین نے بھی دھیرے سے ہنستے ہوئے جواب دیا جس پر ابراھیم نے نفی میں سر ہلایا اور دوبارہ اس کے ساتھ بیٹھا تو دل عجیب طریقے سے دھڑکا مگر اس نے نظر انداز کر دیا۔نیچے بیٹھے لوگ اب مسکرا رہے تھے۔باہر سے آئے مرد مسکرا کر باہر نکل گئے تھے۔مگر سٹیج پر بیٹھے وہ دو نفوس خاموش اور قدرے فاصلے پر بیٹھے تھے۔

نبیلہ اور میرا نے آ کر دونوں کو پیار کیا تھا۔ کئی لمحے جزباتی انداز میں نبیلہ نے میرا اور ابراھیم کا شُکریہ ادا کیا تھا۔۔ مگر رِھاف ویسے ہی ساکت بیٹھی سامنے دیکھ رہی تھی۔ سفیرہ نے ایک بے بس اور اداس نظر اس پر ڈالی اور پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔ شادی میں شرکت کرنے والے لوگ بھی اب کھانا تناول فرما رہے تھے۔ زین مردوں کی طرف چلا گیا تھا کیونکہ وہاں بھی کھانا کھل گیا تھا اور اس کا وہاں ہونا ضروری تھا۔

"رِھاف۔۔ بھوک لگی ہے؟ کھانا لاؤں۔۔؟" زرمینہ نے اس کے پاس سٹیج پر آ کر پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔" سپاٹ لہجے میں کہہ کر اس نے پھر سے ناک کی سیدھ میں دیکھنا شروع کیا۔ زرمینہ نے اس کو زیادہ تنگ نہیں کیا اور سٹیج سے اتر آئیں۔ کچھ دیر میں لوگ گھروں کے لئے نکلنے لگے تو میرا نے زین اور نبیلہ کو رخصتی کا کہا جس پر انہوں نے سر ہلایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نبیلہ اس کے پاس آئی اسے اٹھایا۔ زین نے اس کے سر کے اوپر قرآن پکڑا تھا۔ عموماً رخصتی کے وقت لڑکیاں ڈھیروں آنسوں بہا رہی ہوتی ہیں مگر اس کا چہرہ خطرناک حد تک سپاٹ تھا۔ سب کے گلے لگتی اس کی آنکھ سے ایک آنسو نہیں ٹپکا تھا۔ ہال کے دروازے کے قریب ابراھیم کی گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس نے اپنے آنسوں کتنی مشکل سے روکے تھے وہی جانتی تھی۔ اس کے بیٹھتے ہی میرا بھی پیچھے بیٹھی اور ابراھیم نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

میں کہاں رات کا مسافر تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

چاند خود آ کے بس گیا مجھ میں۔

(وشال کھلر)

. . — . — . .

"رِھاف۔۔ صبر میں اترنے میں مدد کرتی ہوں۔" گاڑی گھر کے قریب رکی تو اس نے دروازہ کھول کر نکلنے کی کوشش کی مگر اس کا جوڑا۔ اس لئے میرا کے کہنے پر رک

گئی۔ میرا دوسری طرف سے آکر اس کو باہر نکلنے میں مدد کر رہی تھی جب ان کی نظر ابراھیم پر پڑی۔ وہ ناک کی سیدھ میں دیکھ رہا تھا۔

"تم بھی اترو۔۔ کیوں بیٹھے ہو اندر۔۔؟"رِھاف کو اتار کر وہ ابرھیم کو دیکھتی بولی۔

"مجھے ایک کام ہے۔۔ میں کچھ دیر میں آجاؤں گا۔"بنا اس سجی سنوری لڑکی کی طرف دیکھے ان کے اترنے کے ساتھ گاڑی آگے بڑھادی۔

"چلو اندر چلتے ہے وہ آجائے گا۔"میرا کے کہنے پر اپنا جوڑا سنبھالتی وہ اندر آئی۔ پہلی دفعہ اس گھر میں آکر اسے یہ گھر بہت پسند آیا تھا مگر اس وقت اسے یہاں وحشت ہو رہی تھی۔ تو ثابت ہوا ہر خوبصورت دکھنے والی چیز خوشی نہیں دیتی۔

میرا نے اسے لاونج میں بٹھایا اور خود کچن چلی گئی۔ چند لمحوں بعد جب وہ باہر آئی تو ان کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا۔

"رھاف بیٹا.....یہ لو۔پانی....."اس نے ان کے ہاتھ سے گلاس لیا اور غٹا غٹ پی گئی۔ اسے جیسے حیرت ہوئی۔ کیا اسے اتنی زیادہ پیاس لگی تھی؟؟

"کھانا کھاؤ گی۔؟"میرا کے اگلے سوال پر اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"بس سونا چاہتی ہوں۔"اس کے کہنے پر میرا نے مسکرا کر سر ہلایا۔

"آجاؤ۔۔"ان کے کہنے پر صوفے سے اٹھتی وہ ان کے پیچھے جانے لگی۔سیڑھیاں چڑھ کر اس کی آنکھوں کے آگے لاونج آیا ساتھ میں دو کمرے۔میرا ایک کمرے کی طرف بڑھی تو وہ ان کے پیچھے گئی۔اندر داخل ہو کر انہوں نے کمرے کی لائٹس جلائیں تو سنہری روشنی آہستہ آہستہ دیواروں پر پھیل گئی۔چمکدار فرش پر پڑتی ہلکی سی جھلک کمرے کو اور بھی وسیع دکھا رہی تھی۔بیچ و بیچ ایک بڑا کنگ سائز بیڈ رکھا تھا،جس کا ہیڈ بورڈ زمین کی طرف جھکا ہوا تھا،اور اوپر کسی چھوٹے بچے کی مسکراتی تصویر آویزاں تھی۔بیڈ کے دائیں طرف ایک شاندار ڈریسنگ روم کے شیشے کا دروازہ تھا،اندر کپڑوں کی قطاریں،ترتیب سے رکھی گھڑیاں،بیلٹس اور چمکتے جوتے،ہر چیز اپنی جگہ پر موجود تھے۔ڈریسنگ روم کے پچھلے حصے میں ایک اٹیچ باتھ روم تھا اور دیواروں پر گرے رنگ کے والپیپر تھے۔رِھاف ارد گرد دیکھ رہی تھی اس کمرے کی خوبصورتی اس کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہارے کپڑے تو۔۔"میرا کو یک دم یاد آیا تو وہ دھک سے رہ گئی۔اس کے کپڑے تو وہ لوگ تایا کے گھر بجھوا چکے تھے۔"چلو چھوڑو۔اندر ابراھیم کی کافی آرام دہ شرٹس ہوں گے ان میں سے کوئی پہن لو کل منگوا لینگے تمہارے کپڑے۔"میرا نے اس کا چہرہ تھپتپا کر کہا تو وہ بے دلی سے اٹھی۔میرا چاہتیں تو اسے اپنا بھی کوئی جوڑا دے سکتی تھیں لیکن....

ان کی نئی نویلی بہو ساس کے بوڑھے رنگو والے کپڑے پہن کر بلکل بھی اچھی نہ لگتی انہیں .....رہاف کا دل کر رہا تھا خوب سارا رولے مگر نہیں۔۔رونا نہیں تھا۔اس لئے ان کے کہے کے مطابق ڈریسنگ روم میں آئی اور وہاں کھڑے ہو کر اس نے ساری جیولری اتاری، دوپٹہ بھی وہیں اتارا۔پھر ابرھیم کے کپڑوں سے سفید رنگ کی شرٹ اٹھائی اور ٹراوزر لے کر وہ باتھ روم میں گھس گئی۔جھٹکے پر جھٹکے بھی اتنے لگے تھے کہ اسکا دماغ بھی سہی جگہ پر نہیں تھا....ہوش میں ہوتی تو شاید میرا آنٹی سے ہی ان کا کوئی سوٹ مانگ لیتی لیکن خیر

.....

میرا چند لمحے اس کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگیں مگر جب پورے ایک گھنٹے بعد بھی وہ نہ نکلی تو ان کو جانا پڑا کیونکہ ان کے سر میں درد تھا اور آنکھیں نیند سے بند ہو رہی تھیں۔ رات کے ایک بج رہے تھے اور یہ ان کے آرام کا وقت تھا اس لئے اس کے کمرے سے نکل کر نیچے آئیں اور ابراھیم کو ایک میسج کر کے لیٹ گئی۔ ان کے لئے یہ رات سب سے خوشی والی رات تھی مگر ابراھیم اور رِھاف کیلیے نہیں.....وہ جب واشروم سے باہر آئی تو کسی کو کمرے میں نا پا کر گہری سانس لیتی بیڈ کی طرف آئی۔ خود کو دیکھا جو ابراھیم کے کپڑوں میں ملبوس کوئی نمونہ لگ رہی تھی لیکن خیر.....ابھی اسے کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ اپنا آپ نظر انداز کر کے وہ سونے کے لئے لیٹ گئی اور چادر خود پر پھیلا کر سر تک تان لی۔ ہر خیال اور فکر سے آزاد۔۔ کیونکہ جو ہونا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔۔۔ نکاح کے بعد سے اس کے ذہن کی حالت یہی تھی.....مفلوج سی.....

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سڑکوں پر گاڑی دوڑاتے اسے تین گھنٹے ہو چکے تھے مگر گھر جانے کے خیال سے اس کے آگے سرخ لباس میں لپٹا وجود یاد آجاتا اور وہ سر جھٹک کر رہ جاتا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا جو کچھ ہوا تھا وہ اس کے ساتھ غلط ہوا تھا یا اس لڑکی کے ساتھ....

جب زین اس کے پاس آیا اور اس کے آگے کھڑے ہو کر اس نے اپنی بہن کے لئے کہا تو اس کے پاس انکار کے ہزار وجوہات تھے مگر وہ انکار نہیں کر سکا۔ زندگی میں کچھ لوگوں کو انکار کرنا اتنا مشکل ہوتا ہے جتنا اپنی سانسیں اپنے ہاتھوں سے گھوٹنا۔ وہ بھی نہیں کر سکا۔ نکاح تو وہ کر چکا تھا مگر اب اس رشتے کو نبھانا کیسے ہے وہ نہیں جانتا تھا۔۔ اس نے کبھی اپنے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ اور اب اس کے ساتھ ایک وجود جڑ چکا تھا اور اس کے بارے میں سوچ کر ہی اس کا دل عجیب ہو جاتا۔ میرا کی طرف سے آئے ہوئے میسج کو دو گھنٹے ہو چکے تھے۔

اب تک تو وہ سو چکی ہو گی۔۔ اپنے خیالوں میں کہتا وہ گاڑی موڑتا گھر کی جانب بڑھا چکا تھا۔ اب اس کی گاڑی جانے پہچانے رستوں پر مڑ رہی تھی۔ گھر آکر آہستہ سے گھر کا دروازہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسری چابی کے ساتھ کھول کر وہ اندر آیا اور اوپر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ کمرے کا دروازہ آہستگی سے کھول کر وہ اندر بڑھا تو اپنی جگہ ساکت ہوا.....ایسے کہ چند پل ہل نہ سکا....

کیا اس کی آنکھوں کے سامنے جو منظر ہے وہ حقیقت ہے یا خواب۔ اسے چند منٹ بھی نہیں لگے حقیقت معلوم ہونے میں جب اس وجود نے حرکت کی اور رخ موڑ کر دوسری طرف ہو کر پھر سے سو گئی۔ ابراھیم بے اختیاری میں اس کے قریب آ کر کھڑا ہوا۔ اس نے وہ شرٹ اور ٹراؤزر پہنا تھا جو خود اس کے لئے بھی کافی بڑے سائز کا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آئی۔ کچھ لمحوں کے لئے وہ وہی کھڑا مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔

پھر خود کا اس کی جانب متوجہ ہونا محسوس کر کے وہ جلدی سے دور ہوا اور اسپاٹ تاثرات کے ساتھ واشروم میں بند ہو گیا کچھ دیر بعد جب وہ باہر نکلا تو حیران ہوا۔ وہ اٹھ کر بیٹھی تھی اور ایسا لگ رہا تھا اس کے آنے کا انتظار کر رہی ہو۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"وہ اب ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ابراھیم نے سر ہلا کر بات شروع کرنے کی اجازت دے دی۔

"میرے ساتھ زندگی گزارنا مشکل ہو جائے گا۔۔۔ کیونکہ میں ایک مشکل لڑکی ہوں۔۔میں جانتی ہوں آپ نے ذین لالہ کی درخواست پر مجھ سے شادی کی ہے لیکن اگر کبھی آپ کو لگے کہ میں آپ کے ساتھ آگے نہیں چل سکتی یا آپ مجھے جھیل نہیں سکتے تو ہم ایک لمحے کی دیر کئے بغیر الگ ہو جائے گے۔"اس نے ہر بات اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہی تھی۔

"اوکے ٹھیک ہے۔۔"کم از کم مجھے تو ایسا کبھی نہیں لگے گا کہ ہمیں الگ ہونے کی ضرورت ہے....یہ کہنے کے بجائے وہ بس ٹھیک ہے کہہ کر سر ہلا گیا۔۔

"اور ہاں چند باتیں اور۔۔۔"وہ سر ہلا کر اسے دیکھنے لگا جیسے کہہ رہا ہو آگے بھی کہو کیا کہنا ہے۔۔

"ہم ایک دوسرے کو اتنا نہیں جانتے ہیں اور یہ شادی جس حال میں ہوئی ہے آپ بخوبی جانتے ہے۔۔"بالآخر اس نے کہہ دیا۔اور پھر زرا دیر کو رکی مگر ایک بار پھر بولی۔۔"مجھے

سپیس چاہیئے اس رشتے کو قبول کرنے کے لئے اور یہاں ایڈجسٹ ہونے کے لئے۔۔"وہ سنجیدہ تھی۔۔ابراھیم نے سر ہلا کر اسے دیکھا۔

"میں سب سے پہلے تو یہی کہوں گا کہ مجھ پر کوئی زور زبردستی نہیں کی گئی آپ سے شادی کرنے کے لئے۔۔کوئی بھی شخص مجھے کسی کام کے لیے فورس نہیں کر سکتا۔میں جو کرتا ہوں اپنی مرضی سے کرتا ہوں۔۔"وہ سانس لینے کو رکا اور اسے دیکھا جو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر سجی مہندی کو دیکھ رہی تھی جن میں حمزہ کا نام لکھا ہوا تھا۔"آپ کو سپیس چاہیئے تو لیں۔وقت چاہیئے وہ بھی لیں مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔۔شادی جن حالات میں ہوئی ہے وہ ہم دونوں جانتے جائیں کہ کوئی بھی ابھی میرے سامنے بیٹھا ہوتا تو میں اسے وقت دیتا۔"اپنی بات ختم کر کے اس نے سر اٹھا کر رِھاف کو دیکھا۔

"بے شک آپ کو مجبور نہیں کیا ہو گا۔۔مگر میرے جیسا طوق تو اب آپ کے گلے میں ڈال دیا جا چکا ہے تو آپ کے لئے بہت مشکل ہونے والی ہے۔"اس نے وہی بات بتائی تھی جو زین نے بتائی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اب آپ اتنی مشکل مخلوق بھی نہیں ہونگی۔۔"وہ دھیمے آواز میں بولا مگر شاید وہ سن چکی تھی۔

"میں مشکل نہیں بہت مشکل ہوں۔" گہری سانس لے کر ٹیک لگا کر وہ بولی۔

"میں سوچ رہا تھا یہاں بیٹھی آپ باقی لڑکیوں کی طرح اپنی قسمت کو الزام دے رہی ہونگی ۔۔لیکن آپ تو کچھ اور ہی منصوبے بنا رہی تھیں۔"یک دم بات کو لمبا کرنے کے سے انداز میں اس نے کہا۔پتہ نہیں کیوں بات تھی یا بحث مگر اسے وہ رہاف سے کرنے میں بڑا مزہ آرہا تھا جبکہ رِہاف اسکی بات پر ٹھٹک گئی۔

"قسمت کو کیوں کوستی میں...؟؟میرے ساتھ ایسا ہی ہونا لکھا تھا۔۔اب لکھے کو کون ٹال سکتا ہے؟"وہ وقعی سمجھدار تھی ابراھیم کو اقرار کرنا پڑا۔

"آپ تھک گئیں ہوں گیں۔۔سو جائیں۔"وہ اس کو دیکھ کر بولا اور خود واشروم چلا گیا۔۔ رِہاف پورے کمرے میں نظریں دوڑاتی گئی۔دو تین گھنٹے جو سو گئی تھی اس کے بعد تو نیند

آئی نہیں تھی۔۔چند لمحے بعد وہ باہر آیا تو اس کے بال بھیگے ہوئے تھے اور وہ گھر کے عام ٹی شرٹ اور ٹروزار میں ملبوس تھا۔

"آپ سوئیں نہیں؟"اس پر نظر پڑی تو وہ حیران ہوا۔

"نہیں۔۔اب نیند نہیں آئی گی۔۔"اس کے کہتے ساتھ وہ سر ہلاتا بیڈ کی طرف آیا تو رِھاف اپنی طرف سرک گئی۔

"آپ یہاں سوئے گے؟"بیڈ پر اسے دراز ہوتے دیکھ کر وہ بولی تو ابراھیم نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"ہاں۔۔کیا کوئی مسئلہ ہے؟"وہ اس کو دیکھتے ہوئے آنکھوں میں حیرت لئے دیکھتا رہا۔

"ہاں۔۔نہیں۔۔میرا مطلب۔۔"اس کی زبان زندگی میں پہلی دفعہ لڑکھڑا گئی تھی۔ابراھیم اس کا گریز سمجھ گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میری طرف سے بے فکر رہیں آپ۔۔" کہہ کر اس نے کروٹ دوسری جانب لی اور رِھاف کا اٹکا سانس بحال ہوا۔ مگر وہ سو نہیں سکی۔ لیکن کچھ ہی دیر دوسری طرف لیٹا وجود گہری نیند سو چکا تھا۔۔ وہ تھوڑا سا اس کے اوپر جھکی اور اسے دیکھا۔۔ وہ دوبارہ اسے اتنے قریب سے دیکھ رہی تھی۔۔ پہلی دفعہ اس ریسٹورنٹ میں اور اب یہاں۔ سیاہ آنکھیں اس وقت گہری نیند کی وجہ سے بند تھیں۔ کچھ دیر وہ اس کے چہرے کو دیکھتی رہی اور اس کے ذہن میں سفیرہ کے ساتھ زین کے ولیمے والے دن کی گفتگو گردش کر رہی تھی۔۔ مگر پھر اسے دیکھتے دیکھتے اس کے ذہن میں زاویار کا چہرہ بننے لگا۔ وہ نہیں چاہتی تھی ابراھیم کے ساتھ کچھ ایسا ہو۔ وہ حمزہ سے شادی پر اس لئے بھی خود کو مطمئن کر چکی تھی کہ وہ اس سے بات کر سکے گی اور اس سے وہ انتقام لے گی۔۔ مگر ہر چیز تب بگھڑ گئی جب اس نے نکاح نامے کے بجائے گھر کے کاغذات آگے کئے۔ کیا وہ اسے اس لئے ڈراتا رہا تا کہ وہ اس کے سامنے جھک جائے اور اس دن آسانی سے مان جائے۔ سوچتے ہوئے وہ ویسی ہی لیٹی ابراھیم کو تکے جا رہی تھی۔۔۔ مگر وہ تو شادی کے بعد بھی حاصل کر سکتا تھا۔۔ وہ جتنا اس سب کے بارے

میں سوچتی اس کا ذہن اور الجھ جاتا۔۔۔ابراھیم نے کروٹ بدلی تو اس کے سوچوں اور نظروں کا سکتا ٹوٹا اور جلدی سے بلکل سیدھی ہو گئی۔۔چند پل اور سوچنے کے بعد وہ تب خیالوں سے نکلی جب دور سے آزان کی صدا سنی وہ بیڈ سے اٹھی اور روضو کرنے چلی گئی۔جب وہ باہر نکلی تو وہ ہنوز سو رہا تھا۔ایک نظر اس پر ڈال کر وہ نماز پڑھنے کے لئے جائے نماز ڈھونڈنے لگی جو اسے ڈریسنگ روم میں نظر آیا۔وہاں سے جائے نماز اٹھا کر وہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہوئی اور جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تو دعا کے لئے اٹھے اپنے ہاتھوں کو دیکھا سمجھ نہیں آرہا تھا اللہ سے شکوہ کرے جو اس کے ساتھ ہوا تھا یا اس کا شکر ادا کرے جو اس نے حمزہ جیسے شخص سے اس کو آزادی دلوائی تھی۔۔مگر ہر گھتی اور بھی الجھ گئی تھی۔جائے نماز پر بیٹھے بیٹھے اسے خیال آیا کہ اس کی زندگی میں ابراھیم سے پہلے زاویار تھا تو کیا ابراھیم کی زندگی میں بھی کوئی تھی یا ہو گی؟؟ کئی دنوں پہلے اس نے کہیں پڑھا تھا کہ محبت یکساں کو اکھٹا نہیں کرتی۔۔محبت ہمیشہ مختلف لوگوں کو اکھٹا کرتی ہے۔ایک دوسرے کے الٹ۔۔ان دونوں افرادوں میں عمر کے ساتھ ساتھ کئی تفریق پائی جاتی ہے۔۔جیسے

ان کی ماضی کہ میں ایک نے محبت کی ہوتی ہے تو دوسرا پہلی دفعہ اس جزبے سے ماخوذ ہوتا ہے۔۔سوچتے سوچتے وہ وہی چند دیر جائے نماز پر لیٹی رہی اور نجانے کہاں سے کچھ آنسو نکل کر چہرے پر اپنا نشان چھوڑ گئے۔

. . — . . — . .

"وہ زین۔۔(گالی)اس نے کیسے اپنے دوست کو آگے کر کے سارا پلین خراب کر دیا۔"

اظہر خان کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا جبکہ حمزہ خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ پیچھے بیٹھا احمد بھی خاموش تھا جبکہ ساتھ بیٹھی ناہید بھی غصے سے لال پیلی ہو گئی تھی۔وہ لوگ ہال سے نکلنے کے بعد ضروری سامان اٹھا کر اسلام آباد کے لئے نکل گئے تھے اور اس وقت گھر کے قریب تھے۔ان کو لگا تھا نبیلہ اور رِھاف ان کو روکنے کے لئے گڑ گڑائیں گی مگر سب ان کے سوچ کے الٹ ہو گیا تھا کیونکہ ضروری نہیں جیسا ہم سوچے ہمیشہ ویسا ہی ہو۔ کبھی نا کبھی بازی پلٹ جاتی ہیں۔

"اور وہ جواد کیسے آگے آیا تھا۔۔ جیسے اس سے اچھا تو اس جہاں میں کوئی پیدا نہیں ہوا۔۔"

ناہید کے یاد دلانے پر اظہر خان کے منہ سے اس کے لئے بھی کئی گالیاں نکلی تھیں۔ حمزہ نے گاڑی گھر کے آگے کھڑی کی اور گاڑی سے اتر کر گھر میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ناہید، اظہر اور احمد داخل ہوئے مگر سب کو نظر انداز کرتا وہ سیدھا اوپر گیا اور اپنے کمرے کا دروازہ اپنے پیچھے زور سے بند کیا۔ اپنے کمرے کی طرف جاتا احمد حیران ہوا تھا مگر پھر سر جھٹکتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔ سب ایسے سونے کے لئے چلے گئے جیسے کچھ ہوا ہی نا ہو اور روٹین کا ایک عام سا دن ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

. . — . — . .

"میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا حمزہ اتنا گھٹیا نکلے گا۔" جنید کے منہ کھولنے پر سب نے اس کی طرف دیکھا۔ ہال سے آئے ہوئے انہیں کافی وقت ہو گیا تھا۔ زرمینہ نبیلہ کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اب بس طاہر خان کا خاندان تھا اور ان کی رات واپسی تھی فلائٹس بک کی جا چکی تھیں ان

کا ارادہ تھا کہ ولیمہ اٹینڈ کر کے رات تک نکلیں گے مگر یہ سب ہونے کے بعد ان کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

"اظہر بھائی کو اپنے مرے ہوئے بھائی کا خیال بھی نہیں آیا۔" ماریہ نخوت سے بولی۔

"زین۔۔ اگر رِھاف کا نکاح جواد سے ہو جاتا تو اچھا ہوتا۔" طاہر خان کے کہنے پر زین نے ان کو دیکھا۔۔ سفیرہ کی نظریں جواد کی طرف اٹھی۔۔۔ "دیکھو بچے اگر حمزہ جائداد کے لئے اس کے ساتھ یہ سب کر سکتا ہے تو پھر وہ تو غیر ہیں۔ اور اتنا جانتے بھی نہیں اس کو۔" ان کو واقعی فکر ہو رہی تھی۔

"چچا۔۔ جواد نے کہا تو تھا اس نے انکار کر دیا۔ جبکہ ابراھیم کے ساتھ وہی مان گئی تھی۔ میں وہاں اس کا اور تماشہ نہیں بنوانا چاہتا تھا۔" اس نے دھیمے لہجے کے ساتھ کہا۔ ان سب میں جواد خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھا گہری سوچ میں گم تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں مگر جو بھی انہوں نے کیا وہ کسی بھی طور معاف کرنے والا نہیں۔"سفیرہ نے اپنا حصہ ڈالا تو سب نے سر ہلایا۔ نبیلہ نے اپنے دوپٹے سے آنکھیں رگڑیں۔ان کے آنسو ابھی تک نہیں رکے تھے۔

"چچی آپ روئیں نہیں وہ ٹھیک ہو گی۔"سفیرہ نے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے کہا۔

"میں جانتی ہوں وہ ٹھیک ہو گی۔۔"آنسوؤں کے درمیان ان کی آواز بھیگی ہوئی تھی۔"میں نے کیا نہیں سوچا تھا اس کے لئے مگر انہوں نے سب کچھ خاک میں ملا دیا۔"ان کا لہجہ سب کو دکھی کر رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چچی۔۔"سفیرہ نے یک دم انہیں گلے لگایا۔"ہم صبح اس سے ملنے جائیں گے اوکے۔؟"ان کے آنسوں پونچھتی وہ بولی تو ماریہ اور زرمینہ نے ساتھ سر ہلایا۔

"چلیں رات بہت ہو گئی ہے۔۔آرام کرو سب۔۔انشاءاللہ سب بہتر ہو گا اس کے نصیب میں۔۔"طاہر خان کے کہنے پر سب اٹھ گئے جبکہ جواد کچھ دیر پہلے ہی وہاں سے جا چکا تھا۔

اس کی آنکھ کھلی تو خود کو جائے نماز پر لیٹے پایا وہ بے ساختہ حیران ہوئی اور نظریں اِدھر اُدھر گھمائیں تو بے اختیار ذہن میں کل رات فلم کی طرح چلنے لگی۔ سر بہت شدید درد کرنے لگا تو اٹھی اور بیڈ کو دیکھا جس پر شکنیں تو تھیں مگر خالی تھا۔ بیڈ سے ہوتے ہوئے اس کی نظر گھڑی پر گئی جو صبح کے گیارہ بجا رہی تھی۔ بے اختیار اس کا منہ کھلا۔

"میں اتنی دیر سوتی رہی۔" سر پر ہاتھ مارتی وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی اور شیشے میں خود پر نظر پڑی تو جھٹکا لگا۔ وہی بڑا ٹی شرٹ اور ٹراؤزر جس میں وہ کوئی کارٹون لگ رہی تھی۔ وہ واشروم جانے ہی والی تھی کہ بے ساختہ رک گئی۔ اس کے کپڑے ابھی تک اس کے پاس نہیں تھے۔

"یا اللہ کیا کروں میں کہاں جاؤں۔۔ ہمیشہ میرے ساتھ ہی سب ہوتا ہے اف۔۔" خود کے ساتھ بڑبڑاتی بولتی جا رہی تھی جب کوئی کمرے کے اندر آیا تھا۔ وہ ڈریسنگ روم سے باہر آئی تو ابراھیم بیڈ کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بیگز بھی تھے۔ ہلکے گرے رنگ کے

Clubb of Quality Content

تھری پیس میں بالوں کو اچھے سے جیل سے سیٹ کئے،دائیں ہاتھ میں گھڑی پہنے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ کی فیملی آئی ہے۔۔یہ آپ کا سامان ہے۔اپنے کپڑے نکالیں اور تیار ہو کر آجائیں۔۔"اس نے شاپنگ بیگز بیڈ پر رکھے اور جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔

"مجھے اٹھا بھی سکتا تھا اکھڑو،لنگور کہیں کا۔"اس کے پیچھے بڑبڑاتی وہ سامان کھول کر ان میں سے گلابی رنگ کا کام دار جوڑا نکالتی ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی۔

نیچے میر انبیلہ کو چائے پیش کر رہی تھیں۔

"نبیلہ آپ لیں نا۔۔رِھاف ابھی آتی ہو گی۔"سامان رکھ کر وہ نیچے آیا تو اس کی ماں نبیلہ سے کہہ رہی تھیں۔وہ ان کو نظر انداز کر کے لاونج سے نکل کر صحن میں آیا جہاں چند کرسیاں اور ایک میز تھا جس پر زین بیٹھا تھا۔سفیرہ،زرمینہ،ماریہ اور نبیلہ کو زین لے کر آیا تھا۔

"تو بتاؤ کیا حال ہیں۔؟"زین کے سوال پر اس نے ایک اچٹتی نظر اس پر ڈالی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہارے سامنے ہوں۔"اس کا جواب سیدھا تھا۔

"ولیمے کا کیا سوچا ہے۔بارات تو مفت میں ہو گئی۔"زین کے مذاق اڑانے والے انداز پر اس نے ایک نظر اس پر ڈالی۔"کیا نہیں ہوئی؟"زین کو اس کی گھوریوں سے کوئی فرق نہیں پڑا۔

"صبح امی سے بات کی تھی۔"ابراھیم کے کہنے پر زین نے چائے کا کپ رکھا اور سیدھا ہوا۔

"کیا سوچا پھر۔۔؟"

"کہہ رہی تھیں آج کر لو ولیمہ۔۔"وہ ایک ٹانگ دوسرے پر رکھ کر بولا۔"مگر آج ممکن نہیں کیونکہ مجھے اپنے کچھ کولیگز اور لوگوں کو بلانا ہے اس وجہ سے کل رکھنے کا سوچ رہا ہوں۔۔"اپنی بات ختم کر کے اس نے زین کو دیکھا۔

"سوچ کیوں رہے ہو بھائی دماغ خراب ہے ابھی سب کو ایک میسج بھیجو اور بلاؤ۔"زین کے ڈانٹ کر کہنے پر وہ سر جھٹک کر رہ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بات تو ٹھیک ہے۔"اس نے سر ہلایا اپنا موبائل نکالا اور اپنے پی اے کو میسج بھیجا۔ جس میں اس نے کچھ نام لکھے اور اپنے قریبی کچھ لوگوں کو دعوت دے دی۔

اپنے آفس میں بیٹھا اس کا پی اے حیرانی سے یک ٹک سکرین پر آئے میسج کو دیکھ رہا تھا۔

"سر یہ کوئی پرینک تو نہیں ہیں۔؟"پیغام اس کے موبائل پر موصول ہوا تو وہ اپنی مسکراہٹ ضبط نہیں کر سکا۔ زین نے بغور اسے دیکھا۔

"نہیں۔" لکھ کر بھیجا اور زین کو دیکھا۔

"کیا۔۔؟"وہ سر کے اشارے سے پوچھ رہا تھا۔

"کچھ نہیں۔۔رِھاف کو کچھ کہا تو نہیں؟"زین نے پوچھا۔

"کیا؟؟"ابراھیم نے نا سمجھی سے اس کو دیکھا۔

"میرا مطلب۔۔تم دونوں ٹھیک ہو؟"

"ہاں۔۔ہم ٹھیک ہے۔"وہ یک دم مسکرا کر بولا تو زین کے دل کو تسلی ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں اس کی شادی کل کسی سے بھی کرواسکتا تھا مگر میں نے تمہیں چنا اس کا مطلب جانتے ہو نا؟"زین کے کہنے پر اس نے سر ہلایا۔

"جانتا ہوں۔"

"اس کو کبھی اگر کوئی تکلیف ہوئی تو میں اس تکلیف کا بدلہ سود سمیت لوں گا ابراھیم۔۔وہ مجھے بہن کم بیٹی زیادہ لگتی ہے اس لیے اس کے معاملے میں کوئی کوتاہی میں برداشت نہیں کروں گا۔۔"ابراھیم نے پہلی دفعہ اس کو اتنا سنجیدہ دیکھا تھا۔

"میں جانتا ہوں میرے بھائی اس لیے فکر مت کرو۔۔"اس نے جیسے اسے تسلی دی تھی۔

"وہ ضدی ہے۔۔اپنی باتیں کسی سے نہیں کہتی۔۔کوئی تکلیف،کوئی مسئلہ وہ کبھی کسی کے ساتھ شیئر نہیں کرتی۔۔اور کبھی کبھی وہ اپنے خول میں اتنا بند ہو جاتی ہے کہ کوئی عام بات بھی کرلے تو وہ اس پر چڑھ دوڑتی ہے۔اور میں یہ تمہیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ یہ تمہارے ساتھ بھی ہو گا۔۔مگر تم اس کے ساتھ نرمی سے رہنا کیونکہ وہ تم سے بہت چھوٹی ہے۔۔"وہ بولتے بولتے چپ ہوا تو ابراھیم اس کی اتنی ساری ہدایات پر ہلکا سا مسکرایا۔زین اس وقت

رھاف کے متعلق ہدایات اِسے ایسے دے رہا تھا جیسے ڈاکٹر اکثر دوائی کے متعلق دیتے ہیں۔

"ہاں جانتا ہوں.....بے فکر رہو۔۔میں اس کے ساتھ نرم رہوں گا ہمیشہ۔۔"

"ہاں۔۔اس کے ساتھ نرم رہنا بس۔۔"وہ بولا تو ابراھیم نے ایک ہاتھ سینے پر رکھ کر اسے مطمئن کر دیا تھا۔

"چلو اندر چلتے ہے۔۔"ابراھیم کے کہنے پر وہ اس کے ساتھ اٹھا اور اندر کی جانب بڑھا۔اندر الگ ہی ماحول تھا۔خواتین اپنے خوش گپوں میں مصروف۔۔اور نبیلہ جو رات کو روتے ہوئے نہیں تھک رہی تھیں اب ان کے چہرے سے مسکراہٹ جدا نہیں ہو رہی تھی۔

ابراھیم کی نظریں گلابی جوڑے میں ملبوس لڑکی پر پڑیں۔۔بے اختیار اس کا سانس اٹکا،گلے میں گلٹی سی ابھری۔۔بلاشبہ وہ خوبصورت تھی۔مگر اس وقت سفیرہ کے ساتھ جڑ کر بیٹھی اس کے چہرے پر پریشانی صاف محسوس کی جا سکتی تھی لیکن اس نے اس سے نظریں

ہٹالی۔اور جا کر میرا کے ساتھ بیٹھ گیا۔اب وہ اس کے بلکل سامنے بیٹھا تھا۔۔ابراھیم سے توجہ ہٹا کر اگر ان دونوں کے قریب جاؤ تو سفیرہ کہہ رہی ہے۔

"تم خوش ہو؟"

"میں مطمئن ہوں۔۔"اس نے اداسی سے کہا۔

"مطمئن ہو تو اداسی کیوں ہے چہرے پر؟"

"اداس نہیں ہوں۔۔بس اپنی ہتھیلیوں کو دیکھتی ہوں تو وہ فیصلہ یاد آجاتا ہے جو میں نے لیا تھا اپنے لئے۔۔کیا میں اتنی بے وقوف ہوں کہ اس کو سمجھ نہیں سکی۔۔وہ میرے لئے کیا پلین کر رہا تھا اور میں اس کے نام کی مہندی لگائے بیٹھی تھی۔۔کیا عورتیں اتنی بے وقوف ہوتی ہیں؟"وہ جیسے واقعی جاننا چاہتی تھی۔۔سفیرہ نے ترحم سے اسے دیکھا۔۔۔وہ سمجھ سکتی تھی اس وقت اس کی کیا حالت ہوگی۔اس کے ساتھ جو کچھ ہوا تھا اگر کسی اور کے ساتھ ہوتا تو اب تک شاید دکھ اور تکلیف سے کچھ بول نہ پاتا یا کسی کونے میں پڑا رہتا مگر وہ کس بہادری سے یہاں بیٹھی ان سب کا ساتھ دے رہی تھی۔اس کے ساتھ دھوکہ ہوا تھا۔۔

شادی کے دن اپنے خاندان کے مرد نے اس کو زلیل کیا تھا۔۔ کیا وہ اتنی بے وقعت تھی اپنے خاندان کے لئے؟ یا ہر عورت ہی ایک مرد کی نظر میں اتنی بے وقعت ہوتی ہے؟

"رِھاف۔۔ خود کو تکلیف مت دو سوچ سوچ کر۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اور تم بے وقوف تو بلکل بھی نہیں ہو۔۔" ان جملوں کے علاوہ کوئی اور تسلی بھرے جملے اس کے پاس نہیں تھے۔

"انشاءاللہ۔۔" اس نے سفیرہ کے جواب پر بے ساختہ کہا اور ابراھیم کی طرف دیکھا جو نبیلہ بیگم کی طرف جھکا ان کی بات سن رہا تھا۔

"اماں ولیمہ کل رات کو ہو گا۔" زین کے یک دم کہنے پر سب نے چپ ہو کر اسے دیکھا۔ رِھاف نے حیرانگی سے ابراھیم کی طرف دیکھا۔

"ولیمے کی کیا ضرورت۔۔ شادی تو ہو گئی۔" سب سے پہلے بولی بھی وہی تھی۔ نبیلہ نے ایک نظر اس پر ڈالی جیسے اسے خاموش رہنے کو کہا ہو مگر وہ زین کو دیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا مطلب رِہاف۔۔ابراھیم کو اپنے سرکل میں بتانا ہو گا اور ولیمہ ضروری ہے۔"زین کے کہنے پر اسے چپ ہونا پڑا۔

"رِہاف۔۔ولیمے کا ڈریس۔؟"یک دم سفیرہ کے پوچھنے پر رِہاف نے میرا کو دیکھا جو مسکرا رہی تھی۔

"ارے ابراھیم اسے لے جائے گا شاپنگ کے لیے۔۔"میرا کے کہنے پر ابراھیم نے سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔"ابراھیم کے فوراً سر ہلانے پر میرا نے اسے حیران ہو کر دیکھا۔وہ اتنا تابعدار کب سے ہو گیا۔؟مگر وہ آخر اور کر بھی کیا سکتا تھا۔۔شاپنگ پر تو اسے ہی لیکر جانا تھا۔وہاں بیٹھے سب کتنی دیر باتیں کرتے رہے۔ابراھیم نے وہاں بیٹھے ہوئے اس پر دوبارہ نظر نہیں ڈالی تھی۔۔دوپہر کے کھانے کے بعد وہ لوگ چلے گئے کیونکہ کل کی تیاری کرنی تھی اور قریبی لوگوں کو اطلاع دینی تھی۔ان کے جانے کے بعد ابراھیم کمرے میں آیا تو وہ وہاں بیڈ پر بیٹھی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا ولیمہ ضروری ہے؟"ابراھیم آکر بیڈ پر بیٹھا تھا اپنا لیپ ٹاپ بیگ اٹھانے کیلیے۔

"جی۔۔ میرے سرکل میں بھی تو بتانا ہے۔۔اور میری فیملی کو بھی۔۔"اس نے رِھاف کو براہ راست دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کی فیملی؟"وہ حیران ہوئی۔۔زین نے کبھی زکر نہیں کیا۔

"جی۔۔ میری فیملی۔۔ میرے ننھیال اور ددھیال والے۔۔"وہ بولتا ہوا سائیڈ ٹیبل سے اپنا لیپ ٹاپ اٹھاتا اپنے کام میں لگ گیا جب یک دم اسے مڑ کر دیکھا۔"میں ابھی کچھ دیر میں یہ میٹینگ ختم کروں گا۔۔۔ پھر آپ کو لے جاؤں گا شاپنگ کے لئے۔۔"کہتے ساتھ وہ پھر سے اپنے کام میں لگ گیا جب کہ وہ اٹھ کر واش روم کی طرف چلی گئی۔

وہ دونوں اس وقت کئی دکانیں دیکھ چکے تھے مگر رِھاف کو کپڑے کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔اس نے کبھی اپنے لئے ایسے کپڑے نہیں لیے تھے اور نہ اس کا کوئی ایسا تجربہ تھا۔۔ ابراھیم نے ایک نظر اسے دیکھا جو تھکی تھکی سی شاپس میں کپڑوں کو دیکھ رہی تھی مگر سمجھ

کوئی نہیں آرہی تھی۔بے اختیار اس کے بازوں میں اپنا ہاتھ ڈال کر وہ اسے ایک شاپ لے گیا۔۔وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو ایک سیلز وومین ان کی جانب متوجہ ہوئی۔

"سر۔۔کوئی خدمت کر سکتے ہے ہم؟"وہ ایک چالیس سالہ عورت تھی جو ابراھیم کے سامنے کھڑی پوچھ رہی تھی۔

"ولیمے کے لئے ڈریس چاہیے۔۔"ابراھیم بولا تو انہوں نے رِھاف کو مسکرا کر دیکھا۔

"یہ آپ کی مسز ہیں؟"ان کے پوچھنے پر ابراھیم نے سر ہلایا تو وہ دونوں کو دیکھ کر مسکرائی۔

"میں آپ کو کچھ ڈریسز دیکھاتی ہوں۔"کہتے ساتھ وہ جانے لگی پھر بے اختیار رکی۔"مسز؟"وہ یک دم رکی۔

"ابراھیم۔۔"ابراھیم کے کہنے پر وہ سر ہلا کر رِھاف کو دیکھنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مسز ابراھیم آپ کا پسندیدہ رنگ کون سا ہیں؟اور آپ کو کس طرح کا ڈریس چاہیے۔۔"ان کے اس قدر شائستگی سے پوچھنے پر رِھاف نے ایک نظر ابراھیم کو دیکھا جو اب ایک صوفے پر جا بیٹھا موبائل استعمال کر رہا تھا۔

"میرا پسندیدہ رنگ جامنی ہے... لائلک کلر۔۔۔اور مجھے فراکس پسند ہیں۔"شائستگی سے کہہ کر وہ مسکرائی۔ابراھیم جھکے سر کے ساتھ نجانے کیوں مسکرایا تھا۔

کچھ دیر بعد وہی عورت کئی چند ہلکے جامنی رنگ کے سوٹ اسے دیکھا رہی تھی۔اسے ایک بھی پسند نہیں آرہا تھا۔بے اختیار ابراھیم کی نظر ایک لائلیک سوٹ پر پڑی جو رِھاف اور اس عورت کی نظر سے دور تھا۔وہ وہاں گیا اور وہ سوٹ اٹھایا۔لائلک سوٹ جس پر کام ہوا تھا۔وہ اتنا خوبصورت تھا کہ ابراھیم دیکھتا رہ گیا۔بے اختیار رِھاف کی نظر بھی اس پر پڑی تو نظروں میں ستائش ابھری ابراھیم نے اس کی نظروں میں ابھرتی ستائش دیکھی۔۔

"یہ پیک کر دیں۔"ابراھیم نے اس عورت کو دیکھا اور سوٹ ان کو دیا۔

ڈریس کے علاوہ اسے کچھ نہیں چاہیے تھا کیونکہ باقی جیولری اور جوتے وغیرہ سفیرہ نے کہا تھا کہ وہ لے آئے گی اس لئے جلدی سے آکر گاڑی میں آ بیٹھی کیونکہ گرمی بہت زیادہ تھی۔۔۔ابراھیم ابھی دکان میں تھا پیمینٹ وغیرہ کے لئے۔یک دم اس کی طرف والے شیشے پر دستک ہوئی۔کوئی بچہ تھا جس کے ہاتھ میں بھورا لفافہ تھا۔اس نے شیشہ نیچے کیا اور اس سے لفافہ لیا۔

"کس نے دیا ہیں۔؟"اس نے لفافے کو دیکھ کر پشتو میں پوچھا اور یک دم خوف پورے جسم میں دوڑ گیا۔

"وہ سامنے ایک آدمی تھا۔"بچے نے جس جانب اشارہ کیا اس نے وہاں دیکھا مگر وہاں ایک بوڑھا آدمی بیٹھا تھا۔

"چلو جاؤ۔۔"اس کو جانے کا کہتی شیشہ چڑھاتی وہ لفافہ کھولنے لگی۔اس میں ابراھیم اور اس کی بارات کے دن والی تصویر تھی جس کے کونے پر ایک جملہ لکھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھ پر اس کو فوقیت دینے کی سزا تم بھگتو گی۔۔"اس کی نظر دوبارہ باہر پڑی تو ابراھیم کو دیکھا جو گاڑی کی طرف آرہا تھا اس کے ہاتھ میں بیگز تھے۔اس نے وہ کاغذ اور تصویر کو پھاڑا اور شیشہ کھول کر باہر پھینک دیا۔ہاتھوں میں واضح کپکپاہٹ تھی مگر اس نے ان پر قابو پا لیا۔۔ابراھیم نے اسے حیرانی سے دیکھا تھا مگر اپنی حیرانی ظاہر نہ کرتے ہوئے سامان پیچھے رکھتا آگے آیا اور گاڑی سٹارٹ کر کے گھر کی جانب موڑ گیا۔اور وہ سارے رستے خیالوں میں کھوئی رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لائلک رنگ کے اسی سوٹ میں سٹیج پر ابراھیم کے ہمراہ بیٹھی رِھاف خوبصورت لگ رہی تھی،بلکہ صرف وہ نہیں ابراھیم بھی خوبصورت لگ رہا تھا یوں جیسے وہ دونوں ایک دوسرے کو مکمل کر رہے تھے۔ہال میں لوگوں کا شور تھا۔جبکہ دھیمے دھیمے بجتا میوزک،گانوں کے شوقین لوگوں کو سرور بخش رہا تھا۔ہال میں کرسیوں پر بیٹھے لوگوں میں نبیلہ کے ساتھ زرمینہ بھی بیٹھی تھی جو کچھ دیر پہلے رِھاف سے مل کر سٹیج سے نیچے آگئے تھے۔اس کی

نظروں نے سفیرہ کو ڈھونڈنا شروع کیا جو اسے ایک عورت کے ساتھ بیٹھی نظر آئی۔اس نے اپنی نظریں اسی پر گاڑھ دی۔ مگر وہ دیکھ ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

ابراھیم کی کوئی رشتہ دار تھی وہ خاتون جس کے ساتھ سفیرہ بیٹھی تھی۔اسے اپنے آپ پر نظروں کا حصار محسوس ہوا تو وہ سمجھ گئی یہ رِھاف کی پتتی نظریں ہیں۔اس نے رخ اس کی جانب پھیرا تو سر کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا۔وہ اس عورت کو "کچھ دیر میں آتی ہوں" کہہ کر اٹھ آئی اور سٹیج کی طرف آئی۔

"کیا ہوا۔۔؟؟"اس نے قریب آکر پوچھا۔

"میرے گردن کے پیچھے ٹیگ لگا ہے اسے ہٹاؤ نہیں تو مر جاؤ گی۔"اس کے کہنے پر سفیرہ کو ہنسی آئی۔۔

"پارلر والوں نے نہیں ہٹایا کیا۔؟یا تم ہٹا دیتی۔"وہ قریب آکر اس کا دوپٹہ ہٹانے کی کوشش کرنے لگی۔ابراھیم حیرانی سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہارا دوپٹہ ہے یار ہٹ نہیں رہا ٹیگ۔"سفیرہ نے جھنجھلا کر کہا تو اس نے گہری سانس لی۔

"مجھے نہیں پتہ کچھ کرو۔"اس کے کہنے پر سفیرہ پھر سے کوشش کرنے لگی۔ مگر ناممکن لگ رہا تھا۔

"ہوا؟"اس کے پوچھنے پر سفیرہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"کچھ دیر ہے بس برداشت کرلو۔۔اور دیکھو اب تو لوگ بھی متوجہ ہو چکے ہے۔"سفیرہ کے کہنے پر اس نے سامنے نظر ڈالی تو کچھ عورتیں ادھر ہی دیکھ رہیں تھیں۔اس نے کوفت سے سر جھٹکا اور خود کو آرام دہ کرنے لگی۔ سفیرہ نیچے آکر پھر سے اسی آنٹی کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟"ابراھیم کے پوچھنے پر اس نے سر ہلایا۔

"جی سب ٹھیک ہے۔۔"مگر اسکے کہتے کے ساتھ ہی ابراہیم نے ایک جھٹکے سے اسکی گردن میں ہاتھ ڈال کر ٹیگ کھینچا تھا۔یک دم تکلیف کا احساس دور ہوا تھا۔جب تک رھاف نے اسکی طرف مڑ کر دیکھا تب تک وہ ٹیگ نیچے پھینکتا اپنے کف لنکس درست کرتے سامنے

سے آتی میرا کو دیکھنے میں مصروف ہو چکا تھا۔ میرا آئی اور اسے ابراھیم کی فیملی سے ملانے لگی جو اس کا دھیان تھا وہ ان سے اچھے سے ملی جبکہ ابراھیم کا چہرہ سپاٹ تھا ان کے سامنے۔۔ پھر وہ اس کی ننھیال والوں سے ملی جو اس سے بہت محبت سے ملے۔ اس سے مل کر وہ سب سٹیج سے اتر گئے تو اسے دروازے سے زین اندر داخل ہوتا دکھائی دیا۔۔ اس کی نظر اس پر پڑی تو خوشگوار لہر پورے بدن میں دوڑ گئی۔ وہ ان کے قریب آیا۔ پہلے ابراھیم کو گلے لگایا پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار دیا۔

"کیسے ہو دونوں۔؟" اس کے سوال پر ابراھیم نے سر ہلایا۔۔

"بلکل ٹھیک۔۔ آپ کیسے ہیں؟" وہ مسکرائی تھی۔

"تمہیں خوش دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں۔" وہ دل سے بولا۔

"زین لالہ۔۔ آپ تو بلکل ایسے بول رہے ہیں جیسے میرے ابا ہیں آپ۔۔" وہ یکدم سنجیدگی سے بولی تو ابراھیم کو اپنی مسکراہٹ ضبط کرنی مشکل لگی۔

"رِھاف۔۔" زین نے اس کو آنکھوں آنکھوں ہی میں ڈپٹا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سچ کہہ رہی ہوں لالہ۔"وہ اب کی بار ہلکا سا مسکرائی تھی۔

"یہ بہت زیادہ بولتی ہے۔"ابراھیم کے کہنے پر زین نے اسے گھورا۔

"تم سے نہیں بولے گی۔"زین اس کے کان کے پاس جھک کر بولا اور پھر اس سے دور ہوا۔

رِھاف نے حیرت سے دونوں کو دیکھا۔

"دیکھتے ہے۔۔"ابراھیم نے اونچی آواز میں اِدھر اُدھر نگاہ گھماتے کہا۔

"لالہ آپ کو زر مینہ بلا رہی ہے۔۔"رِھاف کے یکدم کہنے پر زین نے نیچے بیٹھی نبیلہ کے ساتھ زر مینہ کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ کر اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہی تھی۔وہ اسے دیکھتے ہوئے سٹیج سے اترا۔

کچھ دیر میں کھانا کھا کر لوگ رخصت ہونا شروع ہوئے تو رِھاف کی فیملی بھی اس کو خیر آباد کہتی گھر کی طرف نکل گئی۔اور پھر کچھ دیر بعد ابراھیم نے بھی جب اپنے دوستوں اور کولیگز کو خیر آباد کہا تو وہ تینوں بھی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔۔

گھر پہنچ کر وہ سیدھا اپنے کمرے کی جانب اوپر گئی تھی جبکہ ابراھیم میرا کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ان کو دوائی کھلا کر پانی کا جگ بھر کر دیا اور اپنے کمرے میں آیا۔واشروم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔وہ یقیناً واشروم میں تھی۔ابراھیم نے اپنی گھڑی اتاری اور ٹیبل پر رکھی پھر بیڈ پر بیٹھ گیا۔چند لمحوں بعد وہ باہر نکلی تو اس کو بیڈ پر بیٹھے دیکھا جس نے چہرے کے آگے لیپ ٹاپ رکھا تھا۔۔وہ بھی اسے نظر انداز کرتی اپنے بال کنگھی کرنے کے لیے آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی۔اس کے بال اب کندھوں سے نیچے کمر تک آتے تھے۔۔پھر وہ ہاٹھی اور ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی۔۔ابراھیم کن اکھیوں سے اس پر نظر ڈال لیتا تھا۔ڈریسنگ روم سے باہر آئی تو اس کے ہاتھ میں اپنے سامان کا بیگ تھا۔اس نے وہ کھولا اور پھر سے ڈریسنگ روم جا کر وہاں سے کئی ہینگر نکالے اور اس میں اپنے کپڑے سیٹ کرنے لگی۔بال ابھی تک گیلے اور کھلے ہوئے تھے۔چند سیکنڈز بعد وہ باہر آئی تو اس کے ہاتھ میں سکین کیئر کا سامان تھا۔اس نے آئینے کے ساتھ دراز کھولے اور

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہاں سے ابراھیم کی جتنی چیزیں تھیں وہ ہٹائی اور اپنا سامان رکھنے لگی۔ ابراھیم اس کی ہر حرکت کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا، ہونٹوں پر ہلکی مسکراہٹ تھی۔۔ وہ کتنے حق سے ہر چیز میں اپنی جگہ بنا رہی تھی وہ مسکرانے کے علاوہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ اپنا سامان وہ رکھ چکی تو جو سامان ابراھیم کا تھا وہ اس نے اٹھایا اور دوسرے دراز کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اب وہاں وہ اس کا سامان ترتیب سے رکھنے لگی۔

"مجھے دیکھنے کے بجائے اپنے کام پر فوکس کریں۔" وہ جانتی تھی وہ اسے دیکھ رہا ہے اور اب وہ کنفیوژ ہونے لگی تھی اس لئے اسے ٹوک گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کام پر فوکس کرنا اب مشکل ہے۔" اس کی آواز دھیمی تھی اس لئے وہ سن نہ سکی اور اپنے کام میں مصروف رہی۔ کچھ دیر میں ہی وہ دونوں دراز ٹھیک کر چکی تھی تو اپنے بال جو سوکھ چکے تھے چھٹیاں میں باندھنے لگی۔ پھر اس نے اپنا دراز کھولا اور اس میں سے لوشن نکالا۔ پھر جب وہ اپنے ہاتھوں پر لوشن لگا رہی تھی تو ہتھیلیوں پر وہی نام نظر آیا۔ اس کے گلے میں کچھ اٹک گیا مگر نظر انداز کرتی وہ اپنی جگہ کی طرف آئی اور خود پر کمفرٹر ڈال کر

دوسری طرف رخ کر کے اپنی طرف کا لیمپ آف کر کے آنکھیں بند کر گئی۔ ابراھیم نے اس کی پشت دیکھی اور پھر کچھ سوچتے ہوئے اپنی طرف کا لیمپ بھی آف کر دیا۔ اب صرف اس کے چہرے پر لیپ ٹاپ کی روشنی پڑھ رہی تھی۔۔ وہ آدھا گھنٹہ اور کام کرتا رہا پھر تھک کر اس نے لیپ ٹاپ بند کیا اور سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر بیڈ پر دراز ہو گیا۔ کچھ پل وہ اسے دیکھتا رہا۔۔ اتنے قریبی رشتے میں بندھے ہونے کے باوجود بھی وہ دونوں کتنے دور تھے۔۔ وہ چند ساعتیں اور ساتھ لیٹے وجود کے بارے میں سوچتا رہا مگر نجانے کب اس کو نیند نے آلیا اور وہ سو گیا۔

صبح اس کی آنکھ تب کھلی جب ڈریسنگ روم کا دروازہ کھلا۔ اس نے بیڈ کو دیکھا تو وہ خالی تھا۔ آنکھیں مسلتا وہ اٹھا تو چند پل سوچنے میں لگے اور پھر ذہن بیدار ہوا۔۔ بیڈ سے اتر کر وہ کپڑے لینے ڈریسنگ روم گیا تو وہ وہیں کھڑی تھی۔۔ اپنی طرف کی الماری کھولے وہ شاید اپنے لیے کپڑے نکال رہی تھی مگر اب وہ کسی خیال میں گم لگتی تھی۔۔ دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں پیوست کئے وہ نجانے کس جہاں میں تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایسے کیوں کھڑی ہیں؟کوئی مسئلہ ہے؟"وہ اپنے کپڑے نکالے پوچھ رہا تھا جب رِھاف خیالوں سے نکلی۔

"نہیں۔۔نہیں سب ٹھیک ہے۔"سنجیدگی سے بولتی وہ وہاں سے نکلنے لگی تھی جب اس کی آواز پر رکی۔

"ہاتھوں کی مٹھی کھولیں....ناخون ہتھیلی پر لگ سکتے ہیں...."وہ مڑی اور اس کو دیکھا مگر اس کی نظریں اس کے ہاتھوں پر تھی۔رِھاف ہاتھ کھول نہ سکی۔بس اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔

"رِھاف۔۔مٹھی کھولیں...."وہ اس کے قریب آکر اس کے ہاتھ کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔۔مگر اس نے اتنی سختی سے ہاتھ باندھے تھے کہ وہ اپنی کوشش چھوڑ کر اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔وہ اسے اس وقت اتنی سنجیدہ لگی کہ ابراھیم کو نجانے کیوں اس سے خوف آیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پلیز ہاتھوں کو کھولو۔۔ کیا ہو گیا ہے؟؟"وہ جیسے التجا کر رہا تھا۔ مگر رِحاف اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔۔ وہ دونوں وہاں کھڑے رہے۔۔ اس کے بعد ابراھیم نے کچھ نہیں کہا بس اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔۔ اس کی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے وہ جیسے اس کے اندر کے حالات جاننا چاہتا تھا مگر وہ ناکام ہوا۔۔ وہ اتنی آسانی سے کسی کو خود کو پڑھنے نہیں دے سکتی۔ اور پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ کھول کر پہلو میں گرائے۔۔ ابراھیم گہرا سانس لے کر رہ گیا اور اس کے دونوں ہاتھ دیکھنے کے لیے پکڑے کہ نقصان نہ کر چکی ہو وہ مگر اس کے ہتھیلیوں پر حمزہ کا نام دیکھ کر اس کے گلے میں گلٹی سی ابھری اور ماتھے کی رگیں تن گئی۔۔ مگر اس نے ضبط کیا۔

"کیا اس لیے ہاتھوں کو۔۔۔"اس نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

"ہتھیلیوں کو دیکھتی ہوں تو اس گھٹیا انسان کا چہرہ سامنے آتا ہے اور مجھے اس کے چہرے سے نفرت ہے۔۔ اس کا دھوکہ یاد آجاتا ہے۔۔ اس کی توہین یاد آجاتی ہے اور اپنی بے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وقوفی۔۔جو اس کو اپنا بخت سمجھ کر قبول کیا تھا۔"وہ اب ہاتھوں کو نہیں دیکھ رہی تھی اس کی نظریں اب ابراھیم پر تھی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"وہ تمہارا نصیب نہیں تھا۔۔۔"اس کے پاس کچھ اور تھا ہی نہیں کہنے کو۔

"ہاں۔۔آپ تھے میرا نصیب۔۔"وہ بے اختیار بولی تو ابراھیم نے سر ہلایا۔

"ہاں۔۔اس لئے اب ان ہتھیلیوں کو دیکھ دیکھ کر اپنا خون مت جلاو۔"وہ اس کا گال تھپتھپا کر واش روم چلا گیا جب کہ وہ ساکت سی اپنے گال پر اس کے ہاتھ کا لمس محسوس کرنے لگی۔۔کیسا لمس تھا وہ؟؟اتنا مہربان۔۔اور اس کی آنکھیں۔۔کتنی نرمی تھی ان میں۔۔بے اختیار اس کا دل دھڑکا۔۔اپنے لئے کسی کی آنکھوں میں اتنی نرمی اس نے شاید ہی کبھی دیکھی تھی۔۔۔نجانے کون سا جزبہ تھا۔۔۔۔کچھ لمحوں بعد وہ اس ٹرانس سے نکلی تو جلدی سے کمرے سے نکل آئی اور نیچے میرا کے پاس آئی۔۔ان کو کمرے میں نہ پا کر وہ کچن آئی۔

"اسلام علیکم آنٹی۔۔"سلام کرتی وہ ان کے قریب آئی جو ناشتہ بنا رہی تھی۔

"وعلیکم اسلام۔۔کیسی ہو؟"انہوں نے چولہا آہستہ کر کے اس کا سر چوما۔

"ٹھیک ہوں۔۔ آپ کیسی ہے؟ میں کچھ مدد کروں؟"ان کے پاس کھڑے ہو کر اس نے پوچھا تو میرا مسکرائیں۔

"اب ایک دن کی دلہن سے میں ناشتہ بنواؤنگی؟ اتنی بھی ظالم ساس نہیں ہوں۔۔"ان کے مسکرا کر کہنے پر وہ بھی مسکرائی۔

"اب اگر پہلے دن میں نے ناشتہ بنالیا تو اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ظالم ساس ہے۔"وہ چائے تھرمس میں ڈال کر باہر ٹیبل پر رکھ کر کہہ رہی تھی۔

"تم نہ مانو۔۔ لوگ تو یہی کہیں گے کہ پہلے دن کی دلہن سے ناشتے بنوا رہی ہے میرا۔۔"وہ کچن سے بولی تو رِہاف کو مسکراہٹ ضبط کرنی مشکل لگی۔۔ وہ دونوں ماں بیٹا اتنے اچھے سے پیش آرہے تھے کہ اپنے ساتھ ہوا واقعہ وہ یکسر بھول گئی۔

"لوگوں کو چھوڑیں آپ کو مجھ پر بھروسہ ہی نہیں۔۔"وہ اب شرارتاً بولی۔

"آپ کو لگتا ہے میں آپ کے کچن پر بری بہوؤں کی طرح قبضہ کرلوں گی۔۔ وہ ہوتی ہیں نہ کچھ عورتیں جو کمانڈ ہاتھ سے جانے نہیں دیتیں۔۔"یہ بات کہتے ہوئے اسے صرف ناہید

تائی یاد آئیں تھیں کیونکہ وہی ایسی خاتون تھی جو کمانڈ ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھیں۔۔ حمزہ کو انکار کرنے کے لئے یہ وجہ بھی اس کے دماغ میں آئی تھی۔۔

"استغفراللہ۔۔ میری بلا سے پورا گھر سنبھالو۔۔ اور میں تو خوش ہوں اب میری بھی بہو ہے جس سے گھر میں رونق آگئی ہے۔۔ اب جو میرا کچن اور گھر سمبھالے گی۔" انہوں نے خلوص سے کہا تو رِھاف نے ان سے طشتری لے لی جس میں ناشتے کا سامان تھا اور مسکرا کر ٹیبل پر رکھا۔

"ہاں اب حصہ دار آگیا ہے آجائیں۔۔ آپ کے ساتھ اب میں دوپہر کا کھانا کھایا کروں گی۔۔ آپ کا بیٹا نہیں کھاتا تو میں ہوں نا۔" وہ بیٹھتے ہوئے مسکرا کر بولی تو میرا بھی ساتھ میں مسکرائیں۔ سیڑھیوں سے اترتا ابراھیم حیران ہوا۔ اسے کیسے پتہ اس کے دوپہر کے نہ کھانے کے عادت کا۔

"تمہیں کیسے پتہ ابراھیم کی اس عادت کا؟" میرا نے ابراھیم کے دل کا سوال کیا تھا اس لئے وہ وہی کھڑا اس کے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زین لالہ نے ایک دفعہ امی کو بتایا تھا جب امی نے ان کو لنچ دیا تھا ابراھیم کے لئے تو انہوں نے منع کیا کہ وہ دوپہر کا کھانا نہیں کھاتا۔۔"ابراھیم سارے جواب میں اس کے منہ سے صرف اپنا نام سننے پر رک گیا تھا۔۔اس نے پہلی دفعہ اس کا نام لیا تھا۔۔اسے پہلی بار اپنا نام خوبصورت لگا۔۔اس کے ذہن میں بے اختیار آیا مگر پھر وہ زینے پھلانگتا ان کے سامنے آیا۔سلام کیا اور اس کے ساتھ والی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ماں کا حال دریافت کیا اور خاموشی سے ناشتہ کرنے لگا۔۔ساتھ میں موبائل پر کچھ دیکھ بھی رہا تھا۔

"ابراھیم بند کرو اس موبائل کو اور ناشتہ کرو۔۔"میرا نے اس کو ڈپٹا مگر اس نے کوئی توجہ نہیں دی۔۔رِھاف نے رخ موڑ کر اسے دیکھا جو سوٹ میں ملبوس تھا۔۔بال نفاست سے جیل سے جمے ہوئے تھے۔۔اور دائیں بازو پر گھڑی پہنی ہوئی تھی۔۔سب سے الگ جو چیز اسے بنا رہی تھی وہ چشمہ تھا۔۔اس نے چشمہ پہنا تھا۔۔رِھاف کو اتنا اندازہ تو تھا کہ وہ نظر کا چشمہ تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رِھاف بیٹے اس کا موبائل لے کر دو مجھے۔۔"میرا کے یکدم کہنے پر اس نے ابراھیم کو دیکھا۔

اس نے بے اختیار اس کے ہاتھ سے موبائل لیا اور میرا کو دے دیا جو ابراھیم کو دیکھ کر مسکرائی۔

"اب تمہاری بیوی ہی سیدھا کرے گی تمہیں۔۔"وہ بولی اور کرسی کھینچتی وہاں سے اٹھ گئی۔ رِھاف ٹیبل پر اس کے ساتھ بیٹھی تھی اور وہ اب آرام سے ناشتہ کر رہا تھا مگر رِھاف کے گلے سے نوالہ تک نہیں اتر رہا تھا۔کچھ لمحوں بعد جب وہ فارغ ہوا تو اٹھ کھڑا ہوا اور اسے دیکھا۔

"میری امی سے موبائل لادیں میں اوپر جا کر برش کر کے آتا ہوں۔"وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا اور چلا گیا۔۔وہ جوس کا گلاس غٹاغٹ پی گئی اور میرا کے کمرے کی طرف چلی گئی۔ دروازہ ناک کر کے وہ اندر داخل ہوئی۔

"آنٹی۔۔ابراھیم کو فون چاہیئے۔۔"اس نے ان کو دیکھ کر کہا جو دوپٹہ اسکارف کی طرح اوڑھے شاید نوافل پڑھنے کی تیاری میں لگتی تھیں۔

"وہ سائیڈ ٹیبل پر پڑا ہے بیٹے۔۔"انہوں نے مسکرا کر کہا اور جائے نماز بچھا دیا۔رِھاف سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھاتی وہاں سے نکل آئی۔۔لاونج میں آئی تو وہ آفس بیگ ہاتھ میں پکڑے کھڑا تھا۔

اس نے موبائل اس کے آگے کیا تو ابراھیم نے لے لیا اور ایک بھرپور نظر اس پر ڈالی جو سفید شلوار قمیض میں کھلے بالوں کے ساتھ بنا میک اپ کئے بھی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔ یا شاید اسے ہی ایسی لگ رہی تھی؟

"خدا حافظ۔۔"وہ ایک مسکراتی نظر اس پر ڈالتا وہاں سے نکل گیا جبکہ وہ وہاں کئی منٹ کھڑی رہی تھی۔۔

وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔زندگی نے جو یوٹرن لیا تھا وہ حد سے زیادہ حیران کن تھا مگر وہ حیران نہیں ہوئی تھی۔۔وہ زندگی میں پہلی دفعہ کسی تبدیلی سے اتنی نارمل تھی۔۔اس کے لئے کہیں ایڈجسٹ ہونا دنیا کا مشکل ترین کام تھا مگر یہاں اسے کسی بھی ایڈجسٹمنٹ کی ضرورت پیش نہیں آئی۔۔یوں لگا جیسے وہ برسوں سے یہاں رہ رہی ہو۔۔اس نے لاونج میں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

قدم رکھے اور وہاں ایک صوفے پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔۔کچھ دیر وہ سوچتی رہی۔۔

بارات والے دن کے بارے میں،زاویار کے بارے میں،اس کی فیملی کے بارے میں،خیال کی رو بھٹکی تو اسے حمزہ یاد آیا اور اس کا پورا جسم خوف زدہ ہو گیا۔۔ولیمے کی شاپنگ والے دن جو چٹ اسے ملی تھی وہ یاد آئی۔۔زاویار کے بعد کیا ابراھیم کے ساتھ بھی کچھ ہو جائے گا؟

اور اس خیال کے آتے ہی اس کا دل بے اختیار رکا۔۔اپنے لئے نہیں بلکہ میرا کے لئے۔۔

وہ ان کا اکلوتا بیٹا تھا۔۔اس نے خود کو کوسا۔۔کیا ضرورت تھی اس سے شادی کرنے کی؟

مگر پھر ماں اور زین لالہ کا چہرہ ذہن میں آیا تو دل کے کسی کونے کو تقویت پہنچی وہ دونوں خوش تھے یہ خیال ہی خوش کرنے کو کافی تھا۔

"رِھاف بیٹے کیا سوچ رہی ہو؟"اس کے خیالوں میں خلل میرا کے آواز نے ڈالا۔

"کچھ نہیں۔۔بس ایسے ہی۔"اس نے ان کے لیے بیٹھنے کی جگہ اپنے ساتھ بنائی تو وہ بیٹھ گئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا چیز پریشان کر رہی ہے؟"اس کے ذہن میں صبح ابراھیم کے ساتھ ہونے والی باتیں گونجی۔۔یہ ماں بیٹا دونوں ایک جیسے تھے۔

"کچھ نہیں پریشان کر رہا میں بلکل ٹھیک ہوں۔"اس نے انہیں مطمئن کیا تو وہ مسکرائی۔۔ چند لمحے وہ ان کے ساتھ اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگی مگر پھر اس نے یکدم پوچھا۔

"آنٹی۔۔اگر کوئی آپ جو نقصان دینا چاہے تو کیا وہ دے سکتا ہے؟"میرا نے چند لمحے اس کا چہرہ کو جا۔

"اگر وہ نقصان تمہارے نصیب میں لکھا ہے تو وہ تمہیں پہنچے گا اور اگر نہیں تو کسی کی ہمت نہیں کہ وہ اللہ کے کاموں میں ہاتھ ڈالے۔"وہ سنجیدہ تھیں۔

"مطلب ہمیں جو تکلیف ملتی ہے وہ ہمارے حصے میں لکھی ہوتی ہے۔"

"بے شک۔۔وہ پہلے سے لکھی ہوتی ہے۔"ان کا جواب سیدھا تھا۔رِھاف کے دل سے بوجھ ہٹا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آنٹی آپ کو پتہ ہے۔۔۔"وہ یک دم ان کی طرف مڑتی بولی تو انہوں نے اسے مسکرا کر بات جاری رکھنے کو کہا۔"میں اپنے فارغ وقت میں کتابیں پڑھتی تھی۔۔وہ فینٹسی والی کتابیں مجھے حد سے زیادہ پسند تھی جن میں ایک آدمی کسی خوبصورت دوشیزہ کا دیوانہ ہو جاتا۔۔اسے ڈراتا۔۔اسے اپنے ہونے کا احساس دلاتا اور اس سے پیار کرتا۔۔"وہ بول رہی تھی اور میرا اسے سن رہی تھی۔یہ پہلی دفعہ تھا جب وہ کسی کے سامنے اتنا کھل کر بول رہی تھی۔۔ورنہ وہ سفیرہ سے بھی اس طرح باتیں نہیں کرتی تھی۔

"میں سوچتی تھی یہ لڑکی کتنی خوش قسمت ہے جو یہ آدمی اس کے پیچھے پاگلوں کی طرح پڑا ہے اس کو کہیں بھی اکیلے نہیں جانے دیتا بنا اسے بتائے اس کا خیال کرتا ہے۔۔اس کی پرواہ کرتا ہے۔۔اس کی ڈھال بنتا ہے۔۔بنا اسے بتائے ہر وہ چیز فراہم کرتا ہے جسے اس کی ضرورت ہے۔۔وہ چھپ چھپ کر اسے دیکھتا ہے۔۔ کتنی خوبصورت فینٹسی ہے نہ۔۔میں سوچتی تھی کہ کوئی ایسا آدمی میرے لئے یہ سب کرے گا تو مجھے کتنا اچھا لگے گا۔۔مگر۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مگر ایسا نہیں ہوتا۔۔"اس نے آخری باتیں آہستہ آواز میں کہیں تھی مگر میرا نے حرف با حرف سنی تھی۔

"مگر وہ خیال اچھا نہیں ہوتا وہ وبالِ جان ہوتا ہے۔"میرا کے کہنے پر اس کا سانس اٹکا۔

"تم نے سنا نہیں کہ فینٹسی جب زندگی پر لاگو ہو جائے تو بہت بد صورت لگتی ہے۔"انہوں نے جیسے ایک جملے میں بات ختم کر دی۔۔

"ہے نج۔۔"اس نے ان کو دیکھتے ہوئے کہا تو انہوں نے گردن ہلا کر تصدیق کی۔

"کیا تم نے ایسا کچھ ایکسپیرئنس کیا ہے؟"ان کے سوال پر رِھاف نے ناں میں جلدی سے سر ہلایا۔

"بس یونیورسٹی میں ایک دفعہ کسی نے دو تین دن پیچھا کیا تھا اور مجھے بہت برا لگا تھا۔۔ پھر میں نے اس کی شکایت کی تو سدھر گیا۔"اس نے مسکرا کر بات سمیٹی تو میرا نے سمجھ کر سر ہلایا۔ مگر میرا کی باتیں.....وہ اسکے ذہن میں گردش کرنے لگیں۔

دوپہر کا ایک بج رہا تھا جب اس کا پی اے اندر آیا۔ ابراھیم کچھ دیر پہلے ایک میٹینگ اٹینڈ کر کے آیا تھا اور اب آرام سے بیٹھا اپنا کام کر رہا تھا مگر مجال ہے جو اس کا پی اے اسے آرام سے بیٹھنے دیں۔

"اب کیا ہوا امجد۔۔" ایک تو صبح جب وہ آفس آیا تو اس کے اسسٹنٹس اسے ایسے گھور رہے تھے جیسے شادی کر کے تو اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہو۔

"سر آپ کے والد ملنے آئیں ہیں آپ سے۔۔" وہ بے اختیار سیدھا ہوا۔ اسے اس وقت زاہد خان کے آنے کی توقع نہیں تھی۔ اسکے چہرے کے تاثرات سخت ہوئے تھے۔

"بھیج دو انہیں۔" کہہ کر لیپ ٹاپ کو بند کیا اور ان کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ انگلیوں کو باہم پھنسائے نگاہیں دروازے پر جمائیں۔ چند لمحوں بعد ایک چہرہ نمودار ہوا جس پر ہلکی ہلکی جھریاں تھی۔۔ ان کا قد لمبا تھا جیسے ابراھیم کا۔۔ سفید کاٹن کا شلوار قمیض پہنے وہ اب اس کے سامنے بیٹھ رہا تھا۔

"کیسے ہو؟"سلام کے بعد ان کے سوال پر اس نے بس سر ہلانے پر اکتفا کیا اور فون اٹھایا۔

"چائے یا کافی؟"فون کان سے لگایا ہوا تھا۔

"قہوہ۔۔"ان کے مسکرا کر بتانے پر ابراھیم نے دوسری طرف ایک کپ کافی اور ایک کپ قہوہ لانے کو کہا۔

"کیسے آنا ہوا؟"اس نے دونوں ہاتھ باہم ملائے ان کو دیکھتے پوچھا۔

"کیا اپنے بیٹے سے ایسے ہی ملنے نہیں آسکتا؟"وہ جیسے ناراض ہوئے تھے اس کے سوال پر۔

"آپ نہیں آتے کبھی اس طرح نہ۔۔"وہ بھی انہی کے انداز میں بولا۔ گہرے سرد تاثرات لیے۔

"شادی اتنی اچانک کیسے کی؟"وہ اس کی شادی میں نہیں آئے تھے۔

”کیوں اگر وقت پر بتا کر کرتا تو آپ آجاتے؟“ان کا سوال وہ نظر انداز کرتے ہوئے اس نے اپنے ازلی لہجہ میں پوچھا۔

"شہر سے باہر گیا تھا۔۔حازق لوگ تو آئے تھے نہ"انہوں نے اپنے بیٹے اور بیوی کا کہا۔اور اسکے طنز کو نظر انداز کر گیے۔

"جی۔۔۔"اس کے پاس جیسے الفاظ باقی نہیں تھے۔اسی اثناء میں دروازہ کھول کر چائے آئی تو کچھ کہتا زاہد خاموش ہوا۔ابراھیم نے قہوہ ان کی طرف بڑھایا اور کافی خود پینے لگا۔لڑکا باہر نکل گیا تو اس نے زاہد کو دیکھا۔

"زین کی بہن ہے وہ؟"ان کے سوال پر اس نے سر ہلایا۔

"جی۔۔اس کی بہن ہے۔"

"کیسی ہے؟"انہوں نے بے اختیار پوچھا تو کافی کا کپ ہونٹوں سے لگاتے لگاتے وہ رکا اور انکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مطلب.... مطلب عمر کیا ہے؟ کتنا پڑھی لکھی ہے؟ مزاج کیسے ہیں اسکے؟ اچھی ہے تم لوگوں کے ساتھ یا نہیں اور.... دکھتی کیسی ہے؟" انہوں نے اب کی بار واضح کر کے پوچھا۔

"اچھی ہے ہر لحاظ سے....." اس نے پانچ لفظوں میں ہی بات ختم کر دی۔ وہ باپ کے ساتھ زیادہ قریب نہیں تھا مگر بات رِھاف کی ہو رہی تھی تو اس کے ہونٹ صرف ایک لمحہ کیلیے خود بخود مسکرائے تھے۔ انہوں نے اسکے مزاج بغور دیکھے اور پھر شرارت سے پوچھنے لگے۔

"کیا تمہارے دل میں اس کو دیکھ کر حمزہ بابا (مشہور پشتو شاعر) کے اشعار گونج اٹھتے ہے؟ وہ کیا ہے۔۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے سوچنے کی اداکاری کی جیسے وہ دونوں برسوں سے قریب رہے ہوں۔ وہ اس سے بے تکلف ہو رہے تھے۔

"جی وہی آپ کی پسندیدہ نظم۔۔" اس نے تائید کی تو زاہد خان قہقہہ لگا گئے۔۔ وہ ان کے سامنے بس ہلکہ سا مسکرا ہی سکا اور وہ بھی بڑی مشکل سے۔ اپنی تیس سالہ زندگی میں وہ باپ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کے سامنے پہلی دفعہ اتنا کھل کر مسکرا رہا تھا۔اور ایک پل کیلیے وہ اپنے آپ پر خود حیران ہو رہا تھا۔

"لائے دہ سپین مخ خالونہ شمارم از گارنہ یم۔۔

پریگدہ البتہ بہ دہ سپو گمی پہ لورے بیا کڑم۔۔"زاہد خان گنگنائے۔یہ ایک پشتو کے مشہور شاعر حمزہ بابا کا کلام ہے جنہوں نے اپنی محبوب بیوی کے بارے میں گایا تھا جس کا مطلب ہے کہ ("میں اُس سفید چہرے کے تل گنتا ہوں، مگر تھکتا نہیں۔۔۔ہاں مگر میں چاندنی کی روشنی میں پھر اُس کو یاد کرتا ہوں۔۔۔")

"تمہیں اس طرح خوش دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے ابراھیم...."انہوں نے دل سے کہا تو ابراھیم نے سر ہلایا۔

"شکریہ۔۔"

"ہمیشہ اسی طرح خوش رہو۔۔"انہوں نے دل سے دعا دی تو اس نے دل ہی دل میں سوچا کہ زندگی کس قدر عجیب ہو سکتی ہے۔جو لوگ آپ کی ذات کے ٹکڑے کرتے ہیں وہی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لوگ آپ کی خوشیوں میں شامل ہو رہے ہوتے ہیں اور آپ اس بارے میں کچھ بھی نہیں کر سکتے سوائے اس بُرے وقت کو بھولنے کی کوشش کرنے کے۔ اور زاہد خان اٹھ کھڑے ہوئے۔

"مجھے پہنچنا ہے ایک ضروری کام کے لئے ورنہ میں رک جاتا تمہارے ساتھ۔۔ لیکن انشاء اللہ تمہارے گھر آؤں گا اپنی بیٹی سے ملنے۔۔۔" وہ جاتے ہوئے ے کہہ رہے اور ابراھیم ان کے ساتھ جاتا ہوا سر ہلا رہا تھا۔۔ دروازے کے قریب پہنچ کر ابراھیم نے ان کو خدا حافظ کہا اور ان کو رخصت کیا۔۔ اپنے آفس واپس آتے ہوئے اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھی تک قائم تھی۔۔

مگر وہ مسکرات زخمی تھی.....ایسے جیسے اسے خنجر سے کاٹا گیا ہو....

.. ———— . . ————..

وہ اس وقت کچن میں کھڑی اپنے لئے چائے بنا رہی تھی جب میرا اندر آئی۔

"کیا کر رہی ہو رِھاف بیٹے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"چائے بنا رہی تھی اپنے لئے۔۔ آپ پئیں گی؟"چائے کو اپنے لیے کپ میں ڈالتے ہوئے ان کو بھی پیشکش کی۔

"نہیں بیٹے۔۔ میں رات کے وقت چائے نہیں پیتی۔۔ اور یہ ابراھیم ابھی تک نہیں آیا؟" انہوں نے سہولت سے انکار کرتے ہوئے ابراھیم کا پوچھا۔

"نہیں۔۔ ابھی تک نہیں آئے۔"چائے کا سپ لیتے ہوئے وہ بولی۔

"رات کے دس بج رہے ہیں اتنا لیٹ تو وہ کبھی نہیں آیا۔۔ اللہ خیر کرے۔"

"کوئی کام آ گیا ہو گا انہیں۔"رِھاف نے ان کو مطمئن کرنا چاہا۔

"ہاں۔۔۔ چلو میں سونے جا رہی ہوں اگر وہ آیا تو بتا دینا اسے۔۔"انہوں نے مسکرا کر اسے دیکھتے کہا اور کچن سے نکل گئی۔۔ ان کے پیچھے پیچھے وہ بھی نکلی اور اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔ اندر آ کر وہ بیڈ پر بیٹھی اور موبائل جو سفیرہ نے اسے ولیمے والے دن لا کر دیا تھا اس میں تصویریں دیکھنے لگی۔۔۔ اس کی اور ابراھیم کی بارات والی تصویریں جو شاید سفیرہ نے لی تھیں جس میں وہ دونوں سپاٹ چہروں کے ساتھ سٹیج پر بیٹھے تھے۔۔ اس کے

بعد ولیمے کی تصویریں تھی جس میں کسی نہ کسی تصویر میں وہ دونوں مسکرائے تھے۔۔وہ نجانے کتنی دیر موبائل پر ان تصویروں کو دیکھتی رہی تھی۔۔موبائل میں صرف شادی کی تصویریں نہیں تھی۔۔اس کے بچپن کی تصویریں،نبیلہ کے ساتھ تصویریں،زین کی شادی والے دن کی تصویریں۔۔نجانے کتنی دیر وہ دیکھتی رہی اگر کمرے کا دروازہ نہ کھلتا اور وہ اسے دیکھ نہ لیتی جو تھکا تھکا سا اندر آیا تھا۔ابراھیم نے ایک نظر بیڈ پر بیٹھی مخلوق پر ڈالی اور لمحوں میں جیسے ساری تھکن اتر گئی مگر ظاہر نہیں ہونے دیا۔اس نے سلام کیا اور سیدھا واشروم چلا گیا۔۔آدھے گھنٹے بعد جب باہر نکلا تو گول گلے والی شرٹ کے ساتھ ٹراؤزر میں ملبوس تھا،بال بکھرے ہوئے تھے جن سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔وہ ڈریسنگ روم گیا وہاں سے جائے نماز اٹھایا اور کمرے میں آکر نماز پڑھنے لگا۔وہ اتنے پر سکون انداز میں نماز پڑھ رہا تھا کہ رِھاف کا دل کیا وہ اسے دیکھتی رہی۔وہ اس کی ایک ایک حرکت پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔کچھ دیر میں جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو جائے نماز سمیٹا اور اسے دیکھا۔

"کھانا کھایا آپ نے؟"

"جی میں نے اور آنٹی نے کھالیا تھا۔۔وہ آپ کا پوچھ رہی تھی۔"اس نے بات مکمل کر کے گھڑی کو دیکھا جو بارہ بجانے کے قریب تھی۔

"اچھا۔۔لاسٹ منٹ ایک میٹینگ آگئی تھی اس میں مصروف تھا اور فون کرنے کا ٹائم نہیں ملا۔۔پھر راستے میں گاڑی خراب ہو گئی تو اس وجہ سے اتنا لیٹ ہو گیا۔۔"اس نے اتنی لمبی وضاحت آج تک شاید اپنے باپ کو بھی نہیں دی ہو گی۔مگر جب بات کے اختتام پر رِھاف نے گھڑی کو دیکھا تو وہ کچھ شرمندہ ہو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا۔۔"اس کے اتنی لمبے وضاحت پر وہ بس یہی کہہ سکی۔وہ سر ہلاتا جائے نماز رکھتا ڈریسنگ روم سے باہر آیا اور پھر کمرے سے نکل کر نیچے آیا۔میرا کے کمرے پر دستک دیے بنا وہ اندر داخل ہوا تو وہ سو رہی تھی۔۔دل بے اختیار برا ہوا۔۔اگر وہ جاگی ہوتی تو اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتی کیونکہ وہ اکیلے رات کا کھانا کھانے کا عادی نہیں تھا مگر اب اسے اکیلے ہی کھانا تھا کیونکہ بیگم صاحبہ کے آنے کے امکانات تو بلکل نہیں تھے۔

وہ کچن آیا تو مائکرو ویو میں اپنے لئے پہلے بریانی گرم کی پھر چکن کا سالن۔۔روٹی اٹھا کر وہ بیٹھا کھانا کھانے لگا جب کچن کے دروازے پر وہ نمودار ہوئی۔۔اس نے گھر کے عام سے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور دوپٹہ دونوں شانوں پر پھیلا ہوا تھا،بال کندھوں پر تھے۔۔

"چائے پیئں گے؟"نوالہ چباتا منہ بے اختیار رک گیا اور چہرہ موڑ کر اسے دیکھا مگر اس کی طرف اس کی پیٹھ تھی وہ اس کا چہرہ دیکھنے سے قاصر رہا۔

"میں کافی پیتا ہوں۔۔"بے اختیار منہ سے نکلا تو وہ چہرہ موڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"تو پھر اپنے لئے خود بنائیں کافی۔۔میں چائے بنا رہی تھی اپنے لیے تو اس لیے آپ سے پوچھا...."سنجیدگی سے کہہ کر وہ کچن سے چلی گئی جب کہ اس نے خود پر ہزار بار لعنت بھیجی۔۔کیا ہو جاتا اگر آج وہ چائے پی لیتا۔۔

اب بریانی بھی مزہ نہیں دے رہی تھی اس لئے کھانے کو فریج میں رکھتا وہ کچن سے نکلا اور اپنے کمرے میں آیا۔وہ اب سکین کیئر کر رہی تھی اور ساتھ میں چائے کے گھونٹ بھی

لے رہی تھی۔ ابراھیم جا کر بیڈ پر بیٹھا اور لیپ ٹاپ کھول لیا دل کام کرنے کا ہر گز نہیں تھا مگر وہ اب اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

شیشے میں اس کو دیکھتی ہوئی وہ خود کو کوس رہی تھی۔ کیا ضرورت تھی چائے پوچھنے کی؟؟ میں کافی پیتا ہوں۔ دل ہی دل میں وہ اس کی بات دہرا رہی تھی اور کڑھ رہی تھی۔ پھر اس کو لیپ ٹاپ پر جھکا دیکھا۔ اس کو اپنے لیپ ٹاپ سے ہی شادی کرنی چاہیئے تھی ہر وقت اس کو گود میں رکھا ہوتا ہے۔۔ وہ جو انجانے میں خود کے ساتھ لڑ رہی تھی مگر نظریں اس پر تھی۔۔ وہ اس کی نظروں سے باخبر تھا مگر اس کے ذہن میں کیا چل رہا تھا اس سے بے خبر۔۔

"اہمم۔" اس نے گلا کھنکارتے ہوئے جیسے اسے خیالوں سے نکالا تھا اور وہ جلدی سے نظریں ہٹا گئی۔ (لعنت ہو رِھاف سوچتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا کرو۔۔ کیا سوچتا ہو گا تمہارے بارے میں۔۔۔) خود کو کوستی وہ اب ہاتھوں پر لوشن لگا رہی تھی جس کے بعد وہ اٹھی اور اپنی طرف آ کر لیمپ آف کر کے لیٹ گئی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کی یونیورسٹی کب شروع ہو گی؟"کچھ دیر بعد اسے سمجھ نہ آیا کہ کیا بات کریں تو جو منہ میں آیا بول لیا۔وہ جو سونے کی تیاری میں تھی یک دم رخ موڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"میرا مطلب ہے پڑھائی تو نہیں چھوڑنی نہ۔۔"اس نے بات سنبھال لی۔۔وہ بے اختیار اٹھی اور بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا لگا کر بیٹھ گئی جیسے وہ بیٹھا تھا۔۔

"میں نے مائیگریشن کے لئے فارمز جمع کروائے تھے۔۔کیونکہ ظاہر سی بات تھی شادی کے بعد مجھے اسلام آباد شفٹ ہونا تھا اور پھر مجھے وہاں ایڈمیشن لینا تھا۔۔"وہ اس کی بات غور سے سن رہا تھا مگر کچھ تھا جو اسے برا لگ رہا تھا۔"لیکن اب میں یہاں ہوں تو میں فارمز واپس لے لوں گی مگر چھٹیوں کے لئے درخواست کروں گی۔۔"بات مکمل کر کے اس نے ہلکا سا رخ موڑ کر ابراھیم کو دیکھا۔

"اچھا۔۔۔مگر چھٹیاں کیوں؟"ساری بات تو سمجھ میں آچکی تھی مگر چھٹیوں والی بات سر کے اوپر سے گزری تھی۔

رِھاف نے اسے ایسے دیکھا جیسے اس کا دماغ چل گیا ہو۔

"کیونکہ مجھے آرام کرنا ہے۔"اس سے معقول جواب وہ اسے نہیں دے سکتی تھی۔۔

"چلیں جیسے آپ کی مرضی۔۔"وہ بھی راضی ہو گیا۔۔اب اگر وہ آرام کرنا چاہتی ہے تو اس میں وہ کیا کہہ سکتا ہے۔۔وہ سوچتا ہوا سر ہلانے لگا۔چند پل وہ دونوں ایسے ہی ایک دوسرے کے بجائے سامنے دیکھتے رہے۔

"زندگی بھی بعض دفعہ بہت عجیب کھیل کھیلتی ہے۔۔"یکبارگی رِھاف کے کہنے پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔"جس چیز کے بارے میں ہم نے گمان تک نہیں کیا ہوتا وہ چیزیں ہو جاتی ہیں اور ہم کچھ نہیں کر پاتے۔"وہ جیسے کسی اور جہاں میں پہنچی تھی مگر بول اس سے رہی تھی۔

"آئی ایگری۔۔"اس نے سر ہلایا۔۔

"اب دیکھیں ہمیں۔۔۔"وہ اس کی جانب مڑی۔۔۔"نہ میں آپ کو اچھے سے جانتی ہوں نہ آپ مجھے جانتے ہے مگر دیکھیں ہم دونوں کے درمیان کتنا گہرا رشتہ بن گیا ہے۔۔ایسا ہوتا ہے بھلا؟"وہ جیسے واقعی جاننا چاہتی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو جان لیتے ہیں ایک دوسرے کے بارے میں۔۔"اس نے جیسے حل پیش کیا۔

"کیسے جانیں گے؟؟اگر کسی کے ساتھ وقت گزارو گے تو ہی اس شخص کے بارے میں جانو گے اب ایسا تھوڑی ہوتا ہے۔۔چلو جان لیتے ہے ایک دوسرے کے بارے میں۔۔"وہ خود نگہیان لڑکی جو بمشکل کسی سے بولتی تھی اس کے سامنے بیٹھی اسے سمجھا رہی تھی کہ کسی کو ایسے نہیں جانا جاتا۔

"آپ کو جاننا کیا ہے میرے بارے میں؟"وہ یکدم بولا تو وہ چپ ہوئی۔اسے کیا جاننا تھا اسے سمجھ نہیں آیا۔وہ اس کو چپ دیکھ کر خود بھی چند لمحے چپ رہا مگر پھر بولا۔

"چلیں آج سے ہم ہر رات ایک گیم کھیلیں گے جس میں ہم ہر رات ایک دوسرے سے تین تین سوال کریں گے اور ان کے جواب دیں گے۔۔ایسے ایک دوسرے کو جان لے گے۔۔"اس کے کہنے پر وہ چند لمحے سوچنے والے انداز میں اسے دیکھتی رہی پھر بولی۔

"کیسے سوال؟؟"

"جیسے۔۔آپ کا پسندیدہ شہر کون سا ہے یا ناپسندیدہ شہر۔۔"وہ بولا تو اس نے سر ہلایا۔

"پہلا سوال میرا ہو گا۔" وہ بولی تو ابراھیم ہلکا سا مسکرایا۔ اس نے اس کی مسکراہٹ سے نظریں پھیر لی اور سیدھے بیٹھ گئی۔

"آپ کا پسندیدہ رنگ؟" اس نے لمحہ بھر کو رُک کر اُس کی طرف دیکھا۔

"شہد رنگ۔۔" وہ اس کی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

ابراھیم کو یاد تھا اس دن جب وہ دونوں ولیمے کا جوڑا لینے گئے تھے۔ اور دکان کے اندر جب وہ اس عورت کے ساتھ کھڑی تھی تو شیشے سے چھن کر آتی دھوپ بلکل اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔۔ خاص طور پہ آنکھوں پر جس کو اس نے بعد میں ہاتھ سے ڈھک بھی دیے تھے۔۔ مگر ابراھیم کو اس کی آنکھوں کے بدلتے رنگ یاد تھے۔۔ کیونکہ جوں ہی سورج کی کرنیں اس کی آنکھوں پر پڑیں، وہ عام شہد رنگ نہیں رہیں۔ وہ جیسے زندہ ہو گئیں ایک پل امبر، اگلے ہی پل ہیزل کی چمک، پھر کہیں اندر سنہرا پگھلتا ہوا سا نور۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں روشنی قطرہ قطرہ اتر کر تیر رہی ہو، جیسے شہد میں سورج گھل گیا ہو۔ وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہنوز اس کی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا جب رِھاف نے سر ہلایا جیسے اسے کہا ہو اب تمہاری باری۔

"آپ کا پسندیدہ رنگ؟؟"ابراھیم کے سوال پر اس نے بنا سوچے سمجھے کہا۔۔

"لائلک۔۔ہلکا جامنی۔۔"

"آپ کا پسندیدہ کھانا؟؟"وہ اپنے چہرے پر آئی لٹ کو کان کے پیچھے کرتے پوچھ رہی تھی۔

"وائٹ چکن۔۔"وہ مسکرا کر بولا۔

"اور آپ کا؟؟"وہ بے اختیار ہنسی۔

"سیم آپ کی طرح۔۔وائٹ چکن۔۔"اس کے جواب پر وہ مسکراہٹ دبا نہیں سکا۔

"ہمارے درمیان پہلی کامن چیز۔۔"رِھاف نے اس کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو اس نے سر ہلایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پسندیدہ شہر؟؟"رِھاف کے پوچھنے پر اس نے کچھ دیر سوچا۔۔ کراچی،لاہور،اسلام آباد، راولپنڈی،ملتان،سکھر،کوئٹہ۔۔ کئی ایسے شہر زہن میں آئے مگر پسندیدہ کون سا تھا اسے سمجھ نہیں آیا۔۔وہ تقریباً ہر شہر دیکھ چکا تھا۔۔اگر ملک کے بارے میں پوچھتی تو سیدھا کہہ دیتا مگر اسے اپنے ملک کے ہر شہر سے پیار تھا۔۔ پھر زہن پر زور دیا تو اس نے سوچا کہ ایسا کون سا شہر ہے جس میں اسے حد درجہ سکون ملے گا اور جہاں وہ خود کو آزاد سمجھتا ہے۔۔ پھر بے اختیار مسکرایا۔

"پشاور۔۔"اس کے جواب پر رِھاف کا منہ بنا۔

"وقت تو اتنا لے لیا سوچنے کے لئے مجھے لگا پتہ نہیں کون سے شہر کو چنیں گے۔۔"اس کی بات پر وہ قہقہہ لگانے پر مجبور ہو گیا۔۔وہ ٹھہر کر اسے ہنستا دیکھتی رہی جب وہ بولا۔۔

"پشاور میرا گھر ہے اور اپنا گھر ہر فرد کا پسندیدہ ہوتا ہے۔۔"اس کے جواب پر اس نے سر ہلایا اور اس کے چہرے سے نظریں ہٹائی۔

"آپ کا؟؟"وہ اب اس سے پوچھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لاہور۔۔"اس نے ایک لمحے کی توقف کئے بغیر کہا۔۔وہ حیران ہوا۔

"کیوں؟"

"لاہور کا تاریخی آرکیٹیکچر،بادشاہی مسجد،وہاں کے میوزیم،وہاں کے پرانے مقان،وہاں کے سٹریٹ فوڈز۔۔۔کس کو لاہور نہیں پسند ہو گا؟؟؟"کہتے ہوئے وہ جیسے پشاور نہیں لاہور میں ہی کہیں تھی۔۔ابراھیم اسے بس دیکھے جا رہا تھا۔

"سب سے زیادہ کیا پسند ہے وہاں؟"وہ اگر اس کے ساتھ بول رہی ہے تو وہ بات کو طول دے گا۔

"اندرونِ لاہور۔۔۔"

"کیوں اندرونِ لاہور میں ایسی کیا خاص بات ہے جو پورے لاہور میں نہیں ہے؟"

"پورے لاہور میں اندرون نہیں ہے نا!"اور اس کی بات پر وہ گردن جھکا کر ہنس دیا۔

"کیا آپ لاہور کبھی نہیں گئیں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دوبار گئی ہوں۔۔ پہلی بار تو یاد بھی نہیں بہت چھوٹی تھی۔۔ہاں دوسری بار تب گئی تھی جب بارہ سال کی تھی۔۔ میرے چاچو رہتے ہیں ناوہاں۔۔"اس نے کہا تو ابراھیم نے سر ہلایا۔

"دوسری بار جب گئی تھی اس سفر کے بارے میں کچھ نہیں یاد؟"اس کے سوال پر رِھاف نے گردن نہ میں ہلائی۔

"یاد ہے۔۔ مگر اتنا نہیں۔۔ بس ایسے ہی جیسے انسان خواب دیکھتا ہے نہ۔۔ ٹکڑوں ٹکڑوں میں۔۔اسی طرح یاد ہے باقی نہیں یاد۔۔" کہتے ہوئے اسے جیسے کچھ یاد نہ رہ جانے پر افسوس ہوا تھا۔

"خیر ہے۔۔اگر کبھی موقع ملا تو اب چلی جائیے گا۔۔"وہ اسے کہہ نہیں سکا کہ میں لے چلو گا.... نہیں بلکہ صرف میں ہی لے چلونگا۔

"ہاں۔۔اگر موقع ملا تو انشاءاللہ۔۔"وہ آخر میں بے ساختہ مسکرائی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے لگتا ہے سوال پورے ہو چکے ہیں باقی کل کے لئے۔۔اب سونا چاہئے۔"ابراھیم نے گھڑی پر نظر ڈالی جو اب رات کا ایک بجا رہی تھی۔

اس کے کہنے پر رِھاف نے بھی سر ہلایا اور سونے کے لئے لیٹ گئی۔۔ابراھیم نے اپنی طرف کا لیمپ آف کیا اور کمفرٹر خود پر ڈال کر لیٹ گیا۔۔

. . ———————. . ———————. .

یہ وقت غروبِ آفتاب کا تھا۔اگست کا مہینہ ختم ہو چکا تھا اور ستمبر کے اوائل دن تھے۔اس دن وہ نبیلہ کے گھر جانے کا ارادہ کئے ہوئے تھی مگر میر انے اسے ابراھیم کے ساتھ جانے کو کہا تو اس لئے وہ اب اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔کچھ دیر میں گھر کا بڑا دروازہ کھلا اور اس کی گاڑی اندر آئی تو وہ جو باہر بیٹھی تھی اس کو دیکھنے لگی جو گاڑی سے اتر کر اسی کی طرف آرہا تھا۔ وہ سفید پینٹ شرٹ میں ملبوس تھا،بال ویسے ہی ماتھے پر سیٹ تھے جیسے وہ رکھنے کا عادی تھا۔اب وہ بلکل اس کے سامنے کھڑا تھا جبکہ وہ کرسی پر براجمان تھی۔

"میں آپ کا انتظار کر رہی تھی۔"بر وقت منہ سے نکلا۔

"امی نے بتادیا ہے۔۔میں فریش ہو جاؤں پھر چلتے ہے۔"وہ ہلکا سا مسکرایا اور اس کے پاس سے گزر گیا۔وہ چند لمحوں بعد اس کے پیچھے گئی مگر وہ واشروم میں تھا۔اس نے اپنا پرس اٹھایا اور موبائل فون پھر خود کو ایک نظر شیشے میں دیکھا۔۔اس نے سرخ رنگ کا جوڑا پہنا تھا جس پر موتیوں کا کام ہو رکھا تھا۔۔اس کا دامن اس کے ٹخنوں تک آرہا تھا،اس نے اس کے ساتھ کھلی شلوار پہنی تھی اور ساتھ میں سفید ہیل۔۔آدھے بال کیچر میں بندھے تھے باقی کھلے ہوئے تھے۔۔میک اپ کے نام پر مسکارا،آئی لائنر اور لپ گلوس لگا رکھا تھا۔خود پر بھرپور نظر ڈالتی وہ نیچے آگئی۔۔میرا اپنے کمرے میں تھیں،وہ ان کے کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر اندر داخل ہوئی تو وہ باہر آتیں دکھائی دی۔

"ابراھیم آگیا؟"وہ مسکرا کر اسے پوچھ رہی تھیں۔

"جی۔۔"ان کو راستہ دیتی رِھاف بھی ان کے پیچھے باہر آئی۔

"آپ بھی ساتھ چلتیں،امی کو اچھا لگتا۔۔"اس نے انہیں پیشکش کی۔

"نہیں بیٹے۔۔تم لوگ جاؤ۔۔یہاں گھر کو دیکھنے والا بھی تو کوئی ہونا چاہیئے نہ۔"انہوں نے ہولے سے اس کا چہرہ تھپتپایا تو وہ مسکرا کر رہ گئی۔

"رِھاف۔۔چلیں؟"وہ اس کے پیچھے کھڑے ہو کر بولا تو مڑی اور سر ہلایا مگر وہ ٹھٹھک کر رک گئی۔وہ سفید شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا اور پیروں میں وہی پشاوری چپل۔۔۔اس نے زین کی مہندی والے دن اسی شلوار قمیض میں دیکھا تھا اور اس کے بعد آج۔۔ورنہ وہ شرٹس اور پینٹ پہنتا تھا۔۔اس کو دیکھتے ہوئے رِھاف کو یہ سمجھنے میں مسئلہ ہوا کہ وہ روز ہی اتنا پیارا لگتا تھا یا صرف اسے آج ہی لگ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اہمم۔"اس نے گلہ تر کرتے ہوئے اسے اس کے خیالوں سے نکالا۔

"ہاں چلیں۔۔خدا حافظ میرا آنٹی۔۔"اس کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے۔۔کیا ضرورت ہے اسے دیکھنے کی۔خود کو کوستی اس نے میرا کو خدا حافظ کیا اور گاڑی کے قریب آئی تو اس نے گاڑی کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا۔اس نے زرا سا رخ موڑ کر اسے دیکھا جو دروازہ

کھولے کھڑا تھا۔۔ مگر پھر سر جھٹکتی بیٹھ گئی۔اس کے بیٹھتے ہی وہ بھی اپنی نشست پر آ کر بیٹھا اور پھر وہ گاڑی سٹارٹ کر کے گھر سے نکل گئے۔

"راستے میں مجھے بیکری سے کیک لینا ہے۔"وہ لوگ مین روڈ پر تھے جب ابراھیم کو اس کی آواز سنائی دی۔

"اوکے۔۔"اس نے سر ہلایا اور توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز کر دی۔۔رِھاف چند لمحے بیٹھی رہی مگر پھر اس نے جھکتے ہوئے اپنے جوتے اتارے۔۔ابراھیم حیرانگی سے اس کی حرکت دیکھ رہا تھا۔جوتے اتار کر خود کو سیٹ کرتی وہ گاڑی میں آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔۔

ابراھیم نے چہرہ شیشے کی جانب موڑ کر اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔۔وہ اس سے بے خبر اب ہاتھ بڑھا کر میوزک آن کر چکی تھی۔۔گاڑی میں ہلکی ہلکی موسیقی گونج رہی تھی جس کے ساتھ وہ ہلکے آواز کے ساتھ گنگنا بھی رہی تھی۔۔

"تو سے من جو لاگا ملی زندگی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

محبت تو ایک جاویدہ زندگی ہے۔۔"ابراھیم نے ان جملوں پر رھاف کے چہرے کی طرف دیکھا۔۔ گلوکار جیسے اس کے دل کی باتوں کو زبان دے رہا تھا۔

"یہاں رکیں۔"وہ بے اختیار بولی تو اس نے گاڑی روک دی جہاں قطار در قطار بیکری شاپس تھی۔۔

"میرے ساتھ اندر نہیں چلیں گے؟"وہ گاڑی سے اتر کر بولی تو وہ سر ہلاتا اس کے پیچھے باہر نکل آیا۔شاپ کے اندر داخل ہو کر سلام کیا اور پر جلدی سے ایک کیک کی جانب اشارہ کیا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ والا کیک چاہیئے۔۔"اس کے اشارہ کرنے پر شاپ کیپر نے وہی کیک نکالا اور اس کو دیکھا۔

"کچھ لکھوانا ہے؟"وہ مہذب لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"جی۔۔ہیپی فورٹی فور لکھ دیں اس پر۔۔"وہ سنجیدگی سے بولی تو ابراھیم نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"امی کی سالگرہ ہے۔"ابراھیم کو دیکھ کر اس نے کہا تو اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔اسی پل دوسرا آدمی بل لے آیا تو اس نے پرس میں ہاتھ ڈالا مگر اس سے پہلے ہی ابراھیم اپنا کارڈ انہیں دے چکا تھا۔

"میں کروں گی پیمینٹ۔۔میری امی کے لئے ہے یہ۔"وہ بے اختیار بولی تو ابراھیم ہلکا سا اس کی طرف جھکا۔وہ اس کے سینے تک آتی تھی۔۔اس وقت رِھاف کو لگا کہ یا تو وہ زیادہ لمبا تھا یا وہ بہت چھوٹی قد والی تھی۔

"میری سالگرہ پر میرے لئے کیک آپ لے لینا تو حساب برابر ہو جائے گا۔"وہ کچھ کہہ نہ سکی بس منہ بنا لیا۔

"آپ کا آرڈر۔۔"شاپ کیپر کے کہنے پر رھاف نے ان سے کیک کا پیک لیا اور باہر نکل آئی۔گاڑی کی طرف آئی تو اس نے موبائل دوسرے ہاتھ میں منتقل کرنا چاہا تاکہ دروازہ کھول سکے مگر اس سے پہلے ہی ایک ہاتھ اس کے پیچھے سے آیا اور دروازہ کھول لیا اس کے لئے۔۔اس کے بیٹھتے ہی وہ بھی بیٹھا اور اب ان کا اگلا پڑاؤ رھاف کا گھر تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کا سب سے ناپسندیدہ شہر کون سا ہے؟"ابراھیم کے یک دم سوال پر وہ رخ موڑ کر اسے دیکھنے لگی۔"اس رات کے بعد ہم نے اپنا کھیل نہیں کھیلا اس لئے پوچھ رہا ہوں۔۔" اس نے جیسے صفائی دی تھی۔

"اسلام آباد۔۔"وہ اطمینان سے بولی۔۔

"اور وہی آپ کی شادی ہونے والی تھی۔۔"اس نے نجانے کس جزبے کے تحت کہا تھا۔ کچھ چبھتا ہوا سا تھا اسکے لہجہ میں۔

"اس لیے تو وہ ناپسندیدہ ہے۔۔۔۔"ابراہیم لاجواب ہوا تھا۔۔۔اسکے جواب نے اسے چند پل کے لیے تو بلکل ہی خاموش کر دیا۔اور ایک عجیب سی مسرت کا احساس اسکے گرد لپٹنے لگا تھا۔تو اسکا مطلب وہ حمزہ کو پسند نہیں کرتی تھی؟یا اسکے گھر والوں کو؟وہ طہ نہ کر سکا۔

"اب آپ کی باری۔۔آپ کا ناپسندیدہ شہر؟"وہ اب پھر سے آلتی پالتی مار کر بیٹھی تھی رخ اس کی جانب تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اسلام آباد....." رھاف نے حیرت سے چہرہ موڑ کر اسکی طرف دیکھا۔ جواباً وہ بھی مسکرا کر اسکی طرف چہرہ موڑے بولا تھا۔

"ہمارے درمیان دوسری کامن چیز!"

"لیکن کیوں؟" وہ جیسے اب بھی اسکی اسلام آباد سے ناپسندیدگی کی وجہ سمجھ نہیں سکی تھی۔

"اسلام آباد نے مجھ سے میری ایک عزیز چیز چھیننے کی کوشش کی تھی۔ تب سے بُرا لگتا ہے۔" رھاف سر ہلا گئی۔ اس نے بات کو طول نہ دیا نہ ہی گہرائی میں گئی۔ ہونگے ابراہیم کے کوئی واسطے.....

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا۔۔۔ناپسندیدہ سیر و تفریح کا شہر یا کوئی ملک؟؟" رِھاف نے ابراھیم کو دیکھتے پوچھا۔ وہی ایک اور سوال بھی کر رہی تھی اور ابراہیم نے اسے کرنے دیا۔

"سوئٹزرلینڈ کا شہر برن۔۔" وہ بولا تو رِھاف کا منہ بن گیا۔۔(برن سوئٹزرلینڈ میں واقع شہر ہے جو سویٹزرلینڈ کا دارالحکومت ہے۔۔۔)برن ایک چھوٹا سا شہر ہے۔جہاں پتھریلی گلیاں ہیں اور ایک الگ سی خاموشی۔۔، جیسے وقت خود بھی وہاں آہستہ چلتا ہو۔ وہاں پر سڑکوں پہ

زیادہ رش نہیں ہوتا، لوگ پر سکون اور ترتیب سے چلتے ہیں۔ چاروں طرف پرانی عمارتیں اور ہلکی سی ٹھنڈک ہوتی ہے، جیسے ہوا بھی وہاں مہذب ہو۔ دریائے آرے کے کنارے کھڑے ہو کر شہر کو دیکھیں تو سب کچھ بہت صاف، بہت ترتیب اور بہت خاموش لگتا ہے۔ شہر چھوٹا ہے مگر واقعی بے حد خوبصورت، جیسے کسی پرانی کہانی کا محفوظ کیا ہوا حصہ۔

"کیا ہوا؟" وہ حیران ہوا۔

"سوئٹزرلینڈ کا دارالحکومت میرا فیورٹ ہے۔۔" اس کے کہنے پر ابراھیم کے لب اوہ میں سکڑے۔ "چلیں خیر ہر کسی کی پسند الگ ہوتی ہے۔۔۔ اور اب آپ پوچھے۔۔ یہ آخری ہے کیونکہ ہم گھر کے نزدیک ہیں۔" اس نے کہتے ہوئے اس کو سامنے دیکھنے کا اشارہ کیا تو ابراھیم نے سر ہلایا۔

"ناپسندیدہ سیر و تفریح کے علاقے؟" اس نے سوال میں ردوبدل کی۔

"پہاڑ۔۔" وہ بولی تو ابراھیم کو حیرت کا جھٹکا لگا۔۔ بھلا پہاڑ کسے ناپسند ہوتے ہے؟

"پہاڑ۔۔۔ آپ کو پہاڑ نہیں پسند؟"وہ جیسے شاک میں تھا۔ پھر بھی اس حیرت پر مسکرانے سے خود کو روک نہ پایا تھا۔

"ہاں۔۔اور گاڑی موڑیں ہم پہنچ چکے ہے۔"وہ یک لفظی جواب دے کر اسے گاڑی کو گلی میں موڑنے کا کہہ رہی تھی۔

ابراھیم نے بنا کچھ بولے گاڑی موڑدی اور اس کے گھر کے سامنے روک دی۔ وہ جب تک جوتے پہن رہی تھی تب تک وہ اتر کر اس کے لئے دروازہ کھول چکا تھا۔ وہ گاڑی سے نیچے اتری کیک کا پیک اٹھایا اور پھر اس کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔

شام کا وقت قریب تھا۔۔ گھر میں خاموشی تھی۔۔وہ قدم قدم چلتی گھر کے اندرونی دروازے سے اندر داخل ہوئی تو کچن سے کھٹ پھٹ کی آوازیں آرہی تھی۔۔وہ اندر گئی تو نبیلہ رخ موڑے سنک کے آگے کھڑی تھیں۔ وہ ان کے قریب گئی اور پیچھے سے ان کے گلے لگی۔۔ کتنا سکون تھا یہاں۔۔۔اس نے آنکھیں بند کر کے محسوس کیا تھا جب وہ مسکرائی۔

"سلام دعا کرنا بھول گئی ہو کیا؟"ان کے ڈپٹ کر کہنے پر وہ مسکرائی۔

"اسلام علیکم۔۔"ابراھیم جو لاونج میں کھڑا تھا سلام کیا تو وہ دونوں ماں بیٹی الگ ہوئیں۔

"کیسے ہو ابراھیم بیٹے۔"نبیلہ اس کے قریب آئی تو وہ ان کے آگے جھکا۔۔انہوں نے اس کے سر پر پیار کیا۔

"بلکل ٹھیک ٹھاک۔۔آپ کیسی ہیں؟"وہ اب ان کی خیر خیریت دریافت کر رہا تھا۔

"بیٹے اور بیٹی کو دیکھ لیا تو اب بلکل ٹھیک ہو گئی ہوں۔"

"رِھاف۔۔جاؤ جا کر چائے بناؤ۔۔"انہوں نے ابراھیم کو لاونج میں بٹھایا اور رِھاف کو کہا جس کا منہ بن گیا۔

"امی۔۔مہمان ہوں میں۔۔"

"رِھاف۔۔"انہوں نے اسے آنکھیں دکھائی تو چار وناچار اسے اٹھنا پڑا۔۔کچن میں کھڑی وہ چائے بنا رہی تھی جب اس نے زین کی آواز سنی۔وہ بھی آگیا تھا مطلب چائے اب زیادہ بنے گی۔۔کچھ دیر میں چائے بن گئی تو وہ چھان کر طشتری میں لا کر انہیں سرو کرنے لگی۔

"کیسی ہو رِھاف بچے؟"زین نے اس سے چائے کا کپ لیتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

"اپنے گھر میں مہمان کے طور پر آئی ہوں مگر دیکھیں امی نے کچن میں گھسا دیا۔۔تو اب آپ بتائیں کیسی ہوں زین لالہ۔۔؟"

"افسوس ہو رہا ہے تمہارے لئے.."حالانکہ اس کا چہرہ بتا رہا تھا اسے انگوٹھے برابر بھی افسوس نہیں ہو رہا تھا۔

وہ زین کے ساتھ بیٹھی اور اس سے بات کرنے لگی جب کہ ابراھیم نبیلہ کے ساتھ بیٹھا تھا۔وہ دونوں بہن بھائی اس کے سامنے تھے۔

"میرا دوست کیسا ہے؟"وہ دھیمی آواز میں پوچھ رہا تھا ابراھیم چاہ کر بھی نہیں سن پا رہا تھا۔

"آپ کا دوست اچھا ہے۔۔ مگر ان کی شادی کا آئیڈیا بہت برا ہے۔۔"وہ منہ بنا کر بولی۔

"کیوں؟ کچھ کہا ہے اس نے تمہیں؟"وہ یک دم سیدھا ہوا۔

"مجھے کوئی کچھ کہہ سکتا ہے؟"وہ اپنے سینے پر انگلی رکھ کر پوچھ رہی تھی تو زین کو اسے دیکھ کر واقعی ایسا لگا کہ کوئی اسے کچھ کہہ نہیں سکتا۔

"تم بہت تیز ہو گئی ہو۔۔"وہ مسکرا کر بولا۔

"آپ کو اب پتہ چلا ہے؟"

"نہیں میں تو بہت پہلے سے باخبر تھا۔"وہ مسکرایا تھا۔ابراھیم ان دونوں کو دیکھتے ہوئے اب باقاعدہ کڑھ رہا تھا۔

"آپ کی بیوی کیسی ہے؟ نظر نہیں آ رہی۔۔"اسے یکدم زرمینہ یاد آئی تو اس نے پوچھا۔

"ٹھیک ٹھاک ہے۔۔میں آرہا تھا تو وہ کھانا بنا رہی تھی۔۔اب وہ تمہاری طرح پھوہڑ تو نہیں جسے چائے کے علاوہ کچھ بنانا نہیں آتا ہو۔۔"اس نے اسے چھیڑا تو رِھاف نے اس کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

"امی دیکھیں زین لالہ طعنہ دے رہے ہیں مجھے۔۔"اس نے باقاعدہ منہ بن گیا تھا۔

"میری بیوی کو تنگ مت کرو زین۔۔"ان دونوں بہن بھائی کو کھس پس کرتا دیکھ کر وہ بھی ان دونوں کے بیچ بول پڑا اور وہ بھی اس قدر خوش اخلاقی سے بی تکلف ہوتے ہوئے کہ وہاں بیٹھے سب ایک پل کو حیرت میں آگئے۔

"تمہاری بیوی جھوٹ بول رہی ہے میں تو بس ایک بات کر رہا تھا۔"زین اسے مسکراتی نظروں سے دیکھتا سیدھا مکر گیا۔

"جھوٹ آپ بول رہے ہیں زین لالہ۔۔"وہ زین کو دیکھ کر بولی تو نبیلہ مسکرائیں۔بھائی بہن کی لڑائی میں پہلی دفعہ ان کے بجائے کوئی تیسرا آیا تھا۔

"میں تمہارے بھلے کی بات کر رہا تھا۔۔"زین نے ابراھیم کو اشارۃً بات سمجھانی چاہی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو بات سمجھاتے نا۔۔طعنے کیوں دیئے؟.... کیا کہا اس نے؟"وہ اب رِھاف سے ٹھیک ٹھاک انداز میں پوچھ رہا تھا۔زین کہیں پس منظر میں چلا گیا۔۔

"کہہ رہے تھے میں پھوہڑ ہوں۔۔۔اور ان کی..."وہ بات مکمل کرتی کہ اندر آتی زرمینہ کے سلام پر رک گئی۔

"آجاؤ زرمینہ بچے۔۔"نبیلہ نے اسے اپنے پاس بلایا تو رِھاف نے منہ بنا کر زین کو دیکھا اور ابراھیم نے آنکھوں کے اشارے سے زین کو کچا چبایا تھا جبکہ وہ مسکراہٹ ضبط کیے ان دونوں کے درمیان کسی کباب میں ہڈی کی طرح لگ رہا تھا۔

ابراھیم کو نبیلہ نے کھانے کے لئے روک لیا تھا۔۔وہ وہاں بیٹھا رِھاف کا کوئی اور ہی ورژن دیکھ رہا تھا۔وہ مسکرا رہی تھی۔۔قہقہے لگا رہی تھی اور سب کے ساتھ ہنسی مزاق کر رہی تھی۔۔ان کی کسی نہ کسی بات میں وہ بھی شامل ہو جاتا مگر زیادہ تر وہ اور زین کے ساتھ ہی موجود تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"وہ دونوں لاونج میں بیٹھے تھے جب زین نے اس سے سوال کیا۔۔۔نبیلہ اور زرمینہ کھانا لانے کی تیاری کر رہیں تھیں اور رِھاف کچن میں ان کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔۔

"ہاں۔۔مجھے کیا ہونا ہے؟"وہ حیران ہوا۔

"ایسے ہی پوچھ رہا تھا۔۔"ابراہیم نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں بس بابا آئے تھے کچھ دنوں پہلے آفس میں۔"ذین یک دم سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

”خیریت؟“اس نے یک لفظی سوال کیا۔

”وہی ملنے کے بہانے اور خوشیوں کی دعائیں۔“اسکے یک لفظی سوال کے مقابلے میں اسکا جواب لمبا تھا۔زین ابراہیم کے چہرے پر پڑنے والی ازیت باخوبی دیکھ سکتا تھا۔

"تم اب زندگی میں بے حد آگے بڑھ چکے ہو ابراہیم۔ اتنا آگے کہ تمھیں ان سے متعلق اپنے ماضی کی کسی یاد کو یاد رکھنے کی ضرورت ہر گز نہیں ہے۔ اگر اب وہ نارمل ہیں تو تم بھی نارمل....."

"کیا نارمل یار؟ اور کیسے ہو جاؤں میں نارمل؟؟!....." وہ زین کی بات کاٹتے ہوئے یک دم تیزی سے بولا تھا۔ "جو کچھ ہوا اسے میں جان بوجھ کر یاد رکھے ہوئے تھوڑی ہوں! میرا قصور نہیں ہے اگر میں اپنا ماضی بھلا نہیں پا رہا اور میرا قصور یہ بھی ہر گز نہیں ہے کہ اب میں باقی سب کی طرح نارمل نہیں ہو پا رہا وہ اس لیے زین کہ باقی سب کے ساتھ کبھی ابنارمل چیزیں نہیں ہوئیں..... میرے ساتھ ہوئی ہیں اور جو ہوئی ہیں وہ بس میں ہی جانتا ہوں۔" آخری جملہ بولتے وقت وہ جیسے کسی ٹرانس میں جا چکا تھا۔ زین نے عجیب کشمکش میں مبتلا ہوئے کچھ کہنا چاہا مگر الفاظ ہی نہ ملے۔ عورتیں ایک دوسرے کو تسلی دینے کیلیے کوئی نہ کوئی دلاسہ دے ہی دیتیں ہیں لیکن مرد ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ انہیں پتہ ہے کہ نہ تو وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

خود اتنے بیوقوف ہیں کہ دلاسہ پر بھروسہ رکھیں اور نہ ہی سامنے والا اتنا کمزور مرد ہے کہ دلاسہ سے سنبھل جائے مگر.....

مگر یہی ان کی سب سے بڑی بھول ہوتی ہے۔ دلاسوں پر بھروسہ انسان کو کمزور نہیں بناتا بلکہ اللہ کے مزید قریب کر دیتا ہے اور کچھ لوگ جو دلاسوں کو عورت کی کمزوریاں سمجھتے ہیں وہ یہ بات کبھی نہیں سمجھ سکتے.... لیکن ابراہیم خان ان لوگوں میں سے نہیں تھا۔

"مجھے کوئی دلاسہ دو زین۔ دلاسہ دو کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ایک دن آئے گا جب میں بھی نارمل بی ہیو کرونگا اور میری بھی ایک خوش حال فیملی ہوگی۔" اس نے دھیمے لہجہ میں زین سے کہا تھا۔ زین نے آج سے پہلے اسے اتنا کھلتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"خوش حال فیملی ہمیشہ کیلیے نہیں ملتی ابراہیم! آزمائشیں انسان کی قسمت کے ہر موڑ پر لکھی ہیں۔ اچھے وقت کا ایک ساتھی ہے بُرا وقت.... جو ہمیشہ اچھے وقت کے بعد آتا ہے ۔ تو کیا ہر بار بُرا وقت آنے پر تم ابنارمل ہو جاؤں گے؟" زین کے سنجیدگی سے پوچھنے پر ابراہیم لاجواب ہوا تھا۔ وہ کچھ کہہ نہیں سکا تھا کچھ کہنے کو بچا ہی نہیں تھا۔

"تو پھر...." بے حد ہلکی آواز میں پوچھا گیا۔ زرا سی آس کے ساتھ....

"تمھیں خود کو سنبھلانا آنا چاہیے ابراہیم۔ بُرے وقت کو سر پر سوار نہیں کرنا بلکہ اسے یہ بتانا ہے کہ تم کتنے مضبوط ہو۔ اتنے مضبوط ہو کہ وہ چاہے چتنی بار ہی تمھاری زندگی میں کیوں نہ آجائے تم ہمیشہ اس سے لڑ سکتے ہو۔" زین نے مسکرا کر اس کا ہاتھ دبایا تو وہ مسکرا کر رہ گیا اور سر ہلایا جب۔۔

"اگر آپ دونوں کا ہو گیا ہو تو کھانے کی ٹیبل پر تشریف لے آئیں۔" رِھاف جو ہاتھ میں کھانے کی طشتری لئے باہر آئی تھی ان دونوں کے ہاتھوں کو ایک ساتھ دیکھ کر رتی بھر بھی حیران نہیں ہوئی تھی مگر طنز کرنا نہیں بھولی۔ "نئی نئی شادی ہوئی ہے آپ دونوں کی ایسی حرکتوں سے باز آجائیں اب۔!" اسکا اشارہ ان کے ہاتھ پکڑنے کی طرف تھا۔ اور پھر وہ اٹھ کر چلی گئی۔ جبکہ پیچھے ابراہیم اور زین نے تیزی سے ایک دوسرے سے اپنا ہاتھ الگ کیا تھا۔

"چلو چلتے ہے ورں۔ تمہاری بیوی ہمیں کچا چبا جائے گی۔" زین ہنستے ہوئے اٹھ کر بولا۔

"وہ کوئی آدم خور تھوڑی ہے۔۔" اس نے جیسے برا منایا تھا۔

"جب اسے غصہ آئے گا تب پوچھوں گا تم سے ابھی تم نئے نویلے ہو اس کے لیے اس لیے لحاظ کر رہی ہے۔ بیٹا میں بھی دیکھتا ہوں کہ یہ لحاظ کتنے دنوں تک چلتا ہے۔" زین نے اندر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں اسے غصہ ہی نہیں دلاؤ گا۔۔" اس نے جیسے مسئلہ ہی حل کر دیا تھا۔

"اسے غصہ دلایا نہیں جاتا.....اسے غصہ خود بخود آجاتا ہے۔"

"زین لالہ بس کر دیں۔۔ عورتوں کی طرح غیبتیں کرنا بند کریں۔" اپنے آگے سے آتی آواز پر زین اچھل گیا جب کے ابراھیم محفوظ سا مسکرایا۔۔۔ چند لمحوں بعد سب بیٹھ کر کھانا کھانے لگے ساتھ میں باتیں بھی جاری تھی۔ اتنا سکون دہ گھر کا ماحول اور ہر فرد اتنا نرم مزاج.... محبت بانٹنے والا۔ ابراہیم کے دل نے ایک بے اختیار دعا کی تھی کہ ایک دن اسکے اپنے گھر پر بھی ایسی ہی رونق لگ جائے اور جواباً اسکے دل نے رھاف کا نام لیا تھا تو ابراہیم زرا سا مسکرا کر رہ گیا۔ ہاں اب رھاف اسکی زندگی میں آگئی تھی تو زندگی کا یہ ایڈونچر خطرناک سے کسی حد تک مزہ دار بھی ہونے لگا تھا۔۔ کھانے کے بعد قہوہ کا دور چلا جسے

زر مینہ نے بنایا۔ وہ قہوہ پی رہا تھا جب زر مینہ کے رِھاف سے کیے گئے سوال پر ان کی طرف متوجہ ہوا۔

"رِھاف۔۔ تم ٹھہر رہی ہو یا گھر جاؤ گی؟" اس نے ابراھیم کو دیکھا جس کی نظریں کہہ رہی تھیں۔۔ تمہاری مرضی... مگر اسکا دل..... اُف! بھلا اسکی زبان رھاف کیسے سمجھے!

"آج رات رک رہی ہوں۔۔ پھر منڈے سے یونی بھی شروع ہو گی اور آنا مشکل ہو گا۔۔" اس نے جواب دیا تو سب نے سر ہلایا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ "میں اب اجازت چاہوں گا۔" اس کے اٹھتے ہی سب اس کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ نبیلہ نے اسے سر پر پیار دیا تو زین نے اس کو ہاتھ سے آگے چلنے کا اشارہ کیا جیسے کہہ رہا ہو۔۔ میں تمہارے ساتھ دروازے تک جانے کا شرف بخشوں گا۔

اس نے ایک نظر رِھاف پر ڈالی جیسے کہنا چاہتا ہو کہ یہ شرف زین کی جگہ تم بخش دو پلیز .... رھاف اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔ پھر وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔ جواباً وہ بھی مسکرائی اور "خدا حافظ۔۔" کہا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اللہ کے امان میں جاؤ بیٹے۔۔"نبیلہ اگر نہ بولتی تو شاید وہ وہی کھڑا اسے دیکھتا رہتا۔وہ سر ہلاتا وہاں سے نکلا اور گھر کے باہر کھڑے اپنی گاڑی کی طرف آیا۔

"دل نہیں کر رہا تھا کیا؟"زین کے شرارتاً کہنے پر اس نے کچھ نہیں کہا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔گاڑی سٹارٹ کی تو زین نے کھڑکی کے ساتھ ہاتھ رکھے۔

"مجھے نہیں پتہ تھا۔۔شادی کے بعد بیوی کو میکے چھوڑ کر اکیلے گھر جانا اتنا مشکل ہوتا ہو گا۔۔"وہ حیرانگی سے بڑبڑایا تھا۔۔وہ واقعی حیران تھا۔

"کچھ وقت پہلے کوئی کہہ رہا تھا۔۔میں تو شادی ہی نہیں کروں گا۔۔"زین نے اسے اسی کے الفاظ لوٹائیں تو وہ خجل سا ہوا۔

"معاف کر دیں بھائی۔۔"بس ہاتھ جوڑنے کی کسر رہ گئی تھی زین کے سامنے۔

"چلو جاؤ۔۔خدا حافظ۔۔"زین نے ہاتھ ہٹا کر اسے کہا اور اس کے ساتھ ہاتھ پنجے کی صورت ملاتے اسے رخصت کیا۔اور اسکی حالت پر ہنسنا نہیں بھولا تھا۔

اس دن موسم ابر آلود تھا، ہوا میں ایک عجب سی نمی اور خاموشی گھلی ہوئی تھی۔ آسمان پر بادلوں نے چادر تان رکھی تھی۔۔شام کا وقت تھا۔۔رِھاف اپنے کمرے میں شیشے کے سامنے کھڑی آہستہ آہستہ تیار ہو رہی تھی جب زرمینہ اندر آئی اور اسے دیکھ کر رک گئی۔۔ اس نے ہلکے نیلے رنگ کے کھلے پائنچوں والے شلوار (جس کے پائنچوں پر کام ہوا تھا) کے ساتھ پیروں سے زرا اوپر تک آتا کرتا پہنا تھا۔۔بال سیدھے کر کے آگے والے پیچھے کیچر سے بندھے تھے جبکہ باقی کندھوں پر ڈالے تھے اور چہرے پر ہلکا ہلکا میک اپ تھا۔۔کانوں میں درمیانے سائز کے جھمکے جھول رہے تھے۔۔اور گلے میں ہلکا پھلکا نیکلس جس کے ساتھ ایک انگھوٹھی سیدھے ہاتھ میں پہنی تھی۔۔

"اچھی لگ رہی ہو رِھاف۔۔"زرمینہ رہ نہ سکی اور مسکرا کر بولی۔۔رِھاف شیشے کے سامنے سے ہٹتے ہوئے اسے دیکھ کر مسکرائی اور بیڈ کی طرف آ کر اپنا دوپٹہ اٹھایا جس کے بارڈرز پر

ویسا ہی کام ہوا تھا جس طرح قمیض پر ہوا تھا اور دوسری طرف سرخ رنگ کا چھوٹا بیگ اٹھایا۔۔ آج کے دن وہ اپنے گھر واپس جا رہی تھی۔۔

"ابراھیم کب تک آئے گا؟" وہ زرمینہ کے ساتھ باہر آئی تو کچن سے نبیلہ نے پوچھا۔

"آنے والے ہے۔۔" اس نے اپنے بالوں کی لٹیں کان کے پیچھے اڑستے ہوئے کہا۔۔

"زین لالہ کہاں ہیں۔"

"باہر گئے ہیں آنے والے ہوں گے۔۔" زرمینہ کہتے ہوئے کچن چلی گئی تو اس نے اپنا موبائل اٹھایا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"رِھاف۔۔ تمہاری ناہید سے کوئی بات ہوئی ہے؟" نبیلہ کے سوال پر وہ ان کی طرف دیکھنے لگی۔۔

"میری ان سے کوئی بات کیوں ہوگی؟ دماغ خراب ہے میرا جو ان سے بات کروں گی؟" اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔ بارات والا دن آنکھوں کے سامنے گھوم گیا تھا۔۔

"نہیں میں بس پوچھ رہی تھی۔۔"

"نہیں۔۔میں تو پہلے بھی ان سے بات نہیں کرتی تھی تو اب کیوں کروں گی۔۔"موبائل رکھتی وہ اٹھی کیونکہ باہر سے ابراھیم اور زین کی باتوں کی آوازیں آرہی تھیں۔۔اس نے لاونج کا دروازہ کھولا اور باہر آئی تو وہ زین کے ساتھ اندر آرہے تھے۔۔

وہ چند لمحوں کے لئے اس سے نظریں نہ ہٹا سکی۔۔وہ گہرے نیلے رنگ کے کاٹن کے شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔۔بال جیل سے سیٹ تھے اور پیروں میں پشاوری چپل تھی۔۔

"اسلام علیکم۔"اس کے سلام کرنے پر وہ خیالوں سے نکلی اور سر کے خم سے جواب دے کر وہ ساتھ اندر آئے۔۔نبیلہ کچن سے نکل کر ابراھیم کے پاس آکر اس سے ملیں تو وہ ان کے سامنے جھک گیا۔۔اور رِھاف کو لگا جیسے اس کے جھکنے پر اس کا دل اس کے سامنے جھک گیا ہو۔۔ماں باپ کا احترام کرنے والا فرد دل کے قریب ترین ہوتا ہے یہ اسے آج پتہ چلا تھا۔۔

"کھانے تک رک جاتے ابراھیم بچے۔۔"وہ کچھ دیر بیٹھے تھے پھر جانے کے لئے اٹھے تو نبیلہ نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر وہ سہولت سے ٹال گیا۔۔

"اگلی دفعہ ضرور رکیں گے۔۔"رِھاف اس کے بائیں جانب کھڑی مسکرا کر انہیں دیکھ رہی تھی۔زین اور زرمینہ ساتھ کھڑے تھے۔۔

"چلیں۔۔؟"ابراھیم اس کی طرف مڑ کر پوچھنے لگا تو وہ اس نے سر ہلا کر اپنی چادر اچھے سے اوڑھی اور نبیلہ سے مل کر اس کے ساتھ نکل آئی۔۔ابراھیم نے اس کے لئے دروازہ کھولا تو وہ مسکرا کر آگے بیٹھ گئی۔۔وہ دوسری طرف آ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا اور گاڑی اپنی منزل کی اور بڑھ گئی۔۔

"یہ گھر کا راستہ تو نہیں ہے۔۔"اس نے گاڑی کہیں اور مڑتے دیکھی پوچھ بیٹھی۔۔

"ہاں۔۔شاپنگ پر لے کر جا رہا ہوں آپ کو۔۔"وہ ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کر کے تھوڑا سا اس کی طرف مڑ کر بولا تو اس نے سر ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ویسے میرے پاس کافی کپڑے ہے۔۔"اس نے کھسے اتارے اور آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔

"میری طرف سے تو نہیں ہیں۔"اس نے گاڑی روکتے ہوئے کہا۔

"اپنی امی کے کہنے پر شاپنگ کروا رہے ہونگے۔۔ تب مانتی جب خود خیال آتا۔۔"اس نے نجانے کس جزبے کے تحت کہا تھا مگر اترتے ہوئے کہہ گئی۔۔

"اب میں اتنا بچہ بھی نہیں ہوں کہ اپنی امی کے کہنے پر اپنی بیوی کو شاپنگ کرواؤں۔"وہ اس کی طرف آکر اس کے ساتھ چلنے لگا۔۔

"میں بہت مہنگی ہوں۔۔ پیسے زیادہ ہو گئے ہیں کیا آپ کے پاس؟"وہ اس کو چھیڑ گئی۔۔وہ مسکرا کر رہ گیا۔۔

"آپ پر خرچا کرنے کا دل کر رہا ہے سو کر رہا ہوں۔۔۔"وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہہ گیا تو رِھاف کا چہرہ سرخ ہو گیا۔۔شاپ کے اندر داخل ہو کر اس نے اپنے حساب سے کئی ڈریسز لئے۔۔اسی شاپ میں اپنے لئے دوسری طرف بنے کارنر میں جہاں مختلف پرفیومز

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

لگے تھے وہ بھی لیے۔وہاں سے نکل کر وہ دوسری شاپ گئی وہاں بھی اپنے لئے کئی چیزیں لیں۔ابراھیم نے اس کے پیچھے بل ادا کرتا گیا۔اور جس انداز سے وہ شاپنگ کر رہی تھی ابراھیم کو اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کیوں خود کو مہنگا کہہ رہی تھی۔۔رِھاف نے ایک شاپ کے اندر قدم رکھا تو اپنے پیچھے نظر دوڑائیں جہاں ابراھیم کے ہاتھ میں دس گیارہ شاپنگ بیگز تو تھے ہی۔۔اس کے ہاتھ مکمل بند تھے۔۔اس نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔اسی شاپ سے اس نے اپنے لئے جوتے لئے اور پھر جیولری کے آگے کھڑی ہو گئی۔۔وہاں سے اس نے اپنے لئے بالوں کا ایک کیچر اٹھایا اور جو پھول کی شکل والا جامنی رنگ کا کیچر اس کے اپنے بالوں میں لگا تھا وہ اس نے نکال کر ابراھیم کے کالر میں لگا دیا۔۔اس نے کچھ نہیں کہا بس مسکرا کر سر جھٹک کر رہ گیا۔۔پھر وہ دونوں جتنی دیر گھومتے رہے تھے اس کے کالر میں وہ کیچر اٹکا رہا تھا۔۔

"ہو گئی شاپنگ..؟"ابراھیم نے بل ادا کیا تو وہ اسی کے ساتھ کھڑی تھی۔۔چہرے سے لگ رہا تھا وہ تھکی ہوئی ہے۔

"ہاں..."اس نے سر ہلا کر جواب دیا۔

"بھوک لگی ہے؟؟کچھ کھاؤ گی؟"وہ دونوں اب گاڑی کی طرف جا رہے تھے۔

"نہیں۔۔گھر میں آنٹی کے ساتھ کھالوں گی۔۔"اس نے اپنے لئے گاڑی کا دروازہ کھولا اور ساتھ میں ابراھیم سے شاپنگ بیگز بھی لے لئے تاکہ پیچھے رکھ دے مگر اس نے سارے شاپنگ بیگز خود رکھے اور اس کو آگے بٹھا کر گاڑی گھر کی طرف موڑ دی۔۔گاڑی مین روڈ پر رواں دواں تھی جب رِھاف رخ موڑ کر اسے دیکھنے لگی۔۔

"زین لالہ کہتے تھے آپ غصے والے ہیں۔"نجانے کس جزبے کے تحت منہ سے نکلا تھا۔وہ حیران ہوا تھا۔۔

"واقعی..؟وہ میرے بارے میں ایسا کہتا تھا...؟"

"تو کیا آپ غصے والے نہیں ہیں؟"اس کو اپنے سوال کا جواب چاہیئے تھا۔

"آپ کو لگتا ہوں..؟"اس نے الٹا سوال کیا

"کیا..؟"وہ نا سمجھی۔

"غصے والا.."اس نے نظریں سڑک پر کر دی گھر قریب آچکا تھا۔

"نہیں..."اس نے صاف گوئی سے کہا اور رخ سیدھا موڑ لیا جبکہ وہ اندر تک سرشار ہوا تھا۔اس کے بعد دونوں میں سے کوئی نہیں بولا تو رِھاف نے گاڑی میں میوزک لگایا۔۔لتا منگیشکر کی آواز گاڑی میں گونج رہی تھی۔

"آپ کی منزل ہوں میں۔۔میری منزل آپ ہیں۔۔

کیوں میں طوفان سے ڈروں۔۔میرا ساحل آپ ہیں۔۔"

ابراھیم کی نظروں نے اس کا چہرہ دیکھا جس پر شہد رنگ آنکھیں بند تھی اور پشت سیٹ سے لگا رکھی تھی۔۔

آپ کی نظروں نے سمجھا پیار کے قابل مجھے۔۔

دل کی اے دھڑکن ٹھہر جا..مل گئی منزل مجھے۔۔"

اس نے آنکھیں کھول کر آنکھوں کا رخ موڑا ابراھیم کو دیکھا تھا اور تب تک دیکھتی رہی جب گاڑی ایک جھٹکے سے رکی اور وہ خیالوں سے جاگی۔۔

"آپ اندر جائیں میں یہ سب لے آؤں گا۔۔"ابراھیم نے پیچھے کا دروازہ کھولا اور اسے اندر بھیجنے کا کہا تو وہ بھی بلا چوں چراں کیے مان گئی اور اندر چلی آئی۔۔

"اسلام علیکم آنٹی۔۔ کیسی ہیں آپ۔۔؟"لاونج میں بیٹھی میرا کے گلے لگ کر وہ ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی جبکہ ابراھیم اس کے شاپنگ بیگ اوپر لے گیا تھا۔۔۔

"وعلیکم السلام۔۔ ٹھیک ہوں۔۔ میری بیٹی کیسی ہے؟"انہوں نے اس کا سر چوما۔۔

"بلکل ٹھیک۔۔ نہیں یہ دے دیں۔۔ آنٹی کی ہیں یہ چیزیں۔۔"اس نے میرا کو بھی جواب دیا اور اوپر سامان لے جاتے ابراھیم کو بھی روکا جو آخری شاپنگ بیگز اوپر لے کر جا رہا تھا جبکہ وہ اس نے میرا آنتی کے لئے لی تھی۔۔

"میرے لئے لینے کی کیا ضرورت تھی میرے پاس بہت سارے ہیں جوڑے۔"وہ خفا ہوئی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرے پاس بھی تو ہیں۔۔ مگر آپ کا بیٹا دلا رہا تھا تو لے لی۔۔۔ مفت کی چیزوں کو انکار نہیں کرتے اور تب تو بلکل نہیں جب کوئی اپنے دل اور محبت کے ساتھ دے رہا ہو۔۔"اس نے ان کے سامنے ساری چیزیں رکھ کر کہا تو وہ مسکرا کر رہ گئی۔

"کھانا کھایا تم لوگوں نے..؟"انہوں نے اپنی چیزیں دوسری طرف کر کے پوچھا۔

"نہیں۔۔ آپ کے ساتھ جو کھانا تھا۔۔"رِھاف مسکرا کر بولی تو وہ مسکرا کر رہ گئیں۔

"چلو جاؤ فریش ہو جاؤ مل کر کھائیں گے پھر۔۔"انہوں نے اسے اٹھا کر کہا تو وہ اٹھ کر اوپر آئی اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو دیکھا ابراھیم شاور لیکر واشروم سے باہر آیا تھا۔۔

"کھانا کھانا ہے؟"اس نے اس کی سیاہ آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔۔ آپ فریش ہو جائیں تو چلتے ہے نیچے۔۔"ابراھیم کے کہنے کے ساتھ وہ اندر گئی تو تقریباً دس منٹ بعد وہ باہر آئی۔۔ وہ ٹراوزر شرٹ میں ملبوس تھا جبکہ رِھاف نے سفید رنگ کا لان کا جوڑا پہنا تھا۔۔ اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو دیکھتا رہا۔

"کیا ہوا..؟"رِھاف اس کی نظروں سے لال پیلی ہونے لگی تو جلدی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں.."اس نے سر نفی میں ہلا کر اس کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو شوق سے دیکھا۔

"پھر آپ کی نظریں میرے چہرے کا طواف کیوں کر رہی ہیں...؟"اس نے ابراھیم کے گیلے بالوں کو اپنے ہاتھ سے پیشانی پر پھیلائے تو اس کی گلٹی ابھری۔۔

"میری مرضی چاہے میری نظریں کسی کے بھی چہرے کا طواف کریں.."وہ بے اختیار بولا۔۔

"واقعی...؟کسی کا بھی طواف کر سکتی ہیں ابراھیم صاحب..؟"اسے برا لگا تھا۔۔اس کے چہرے پر واضح تھا۔

"ویسے کر تو سکتی ہے مگر میری نظریں بہت ایماندار ہے۔۔خیانت نہیں کرتی۔۔"اس نے اس کو کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کیا اور اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے ٹکا کر گہری سانس لی۔۔رِھاف کا سانس سینے میں اٹک گیا تھا۔۔

"میری زندگی میں آپ سے پہلے، آپ کے بعد، آپ کے سوا اور کوئی نہیں۔۔ کوئی آ ہی نہیں سکتا۔۔۔ آپ کی نظریں مجھے کہیں اور دیکھنے نہیں دیتی۔۔ آپ کی آنکھیں مجھے سحر زدہ کر دیتی ہے۔۔ میں چاہ کر بھی نظر نہیں موڑ سکتا۔۔"رِھاف کو لگا اگر وہ اسی طرح سنتی رہی تو ڈھے جائے گی۔۔۔ جبکہ وہ اسے ویسے پکڑے ہوئے تھا۔۔۔

"آنٹی انتظار کر رہی ہو گی۔۔۔"وہ جو اس کی طرف سے کچھ اچھا سننے کی توقع کیے ہوئے تھا اس کی اتنی جزبات سے عاری بات پر دل ڈوب گیا۔۔ مگر مسکرا کر اس سے تھوڑا دور ہوا اور اسے دیکھا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"واقعی امی انتظار کر رہی ہونگی۔۔ چلیں؟"

"ہاں۔۔۔"اٹکی ہوئی سانس کے ساتھ وہ دروازے کی جانب بھاگی جب کہ ابراھیم نے اپنی مسکراہٹ اس بار ضبط نہیں کی تھی۔۔

تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات....

تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے...؟؟

"رِھاف؟؟"اپنے پیچھے سے آتی آواز پر وہ چونک کر مڑی۔۔وہاں لیلی کھڑی حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا؟؟دیدے پھاڑ کر کیوں دیکھ رہی ہو مجھے؟"اسے لیلی کا خود کو اس طرح حیرت سے دیکھنا ایک آنکھ نہ بھایا۔وہ اپنے گھر سے واپس آچکی تھی اور اب وہ یونیورسٹی آگئی تھی۔۔مائیگریشن فارمز اس نے واپس لے لئے تھے۔۔پوری بات اس نے کلئر کر دی تھی جس کی وجہ سے اس کے مائیگریشن فارمز اسے واپس دیے جا چکے تھے۔

"تمہاری شادی نہیں ہونے والی تھی؟"وہ اس کے ساتھ آکر بیٹھی تو اس نے اپنی پانی کی بوتل کا ڈھکن کھولا۔اف اب اسے کہانی سناؤ۔۔وہ کوفت کا شکار ہوئی۔صبح سے کئی ایسی نظروں نے اسے دیکھا تھا۔

"وہاں نہیں ہوئی۔۔"اس نے بوتل کا ڈھکن بند کرتے کہا۔

"کیا مطلب؟پھر کہاں ہوئی؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ابراھیم کے ساتھ۔۔"لیلی بے ہوش ہوتے ہوتے بچی۔

"ابراھیم کون ہے؟"

"لالہ کے دوست ہے۔۔"اب یہ جیسے اسے اشارہ تھا کہ باقی کچھ نہ ہی پوچھو۔۔

"اچھا۔۔تم نے وہ اسائنمنٹ بنائی ہے جو میم ثمرہ نے دی ہے؟"وہ اب اس سے اسائنمنٹ اور پڑھائی کا پوچھنے لگی تھی۔۔جس پر اس نے کئی جواب غائب دماغی سے دیے تو کئی کے جواب بلکل دیے ہی نہیں۔

"لیلی میرا سر درد کر رہا ہے اور میں جا رہی ہوں۔"اس کا اب واقعی سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ۔۔"وہ اٹھی اور وہاں سے نکل آئی۔یونیورسٹی کے کاریڈورز میں کئی سٹوڈنٹس نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔۔مگر کسی کہ ہمت نہیں تھی کہ اس سے سوال کر سکے۔۔وہ نکلنے لگی تو کوئی لڑکی جو کالج سٹوڈنٹ لگ رہی تھی اس کے پاس آئی۔

"آپ رِھاف بنت مراد ہے؟"وہ رک گئی۔

"جی۔۔کوئی کام ہے؟"وہ حیران ہوئی۔۔اس نے پہلی دفعہ اس بچی کو دیکھا تھا تو یہ اس کا پورا نام کیسے جانتی تھی۔

"یہ آپ کا پارسل ہے۔۔مجھے کوریئر والے نے دیا ہے کہ آپ کو دے دوں۔۔"رِھاف کا وجود لمحے کے ہزارویں حصے میں ساکت ہوا۔۔چہرے سے سارا خون نچڑ گیا۔

"کون سے کوریئر سروس نے دیا؟"جب ہوش میں آئی تو ہونٹوں سے الفاظ نکلے۔

"بائیک پر بیٹھا لڑکا تھا کہہ رہا تھا کوریئر سروس سے رِھاف بنت مراد کے لئے آیا ہے پھر آپ کا حلیہ بھی بتایا اس نے تو اس لیے میں آپ کو پہچان گئی۔باقی نہیں پتہ۔"وہ لڑکی سادگی سے کہہ رہی تھی۔

"کب دیا؟"

"ابھی کچھ دیر پہلے۔۔"کہتے ساتھ وہ لڑکی وہاں سے چلی گئی اور وہ کھڑی رہ گئی اپنی جگہ سے ہل نہ سکی۔۔خوف نے جیسے سارے وجود کو جکڑ لیا تھا۔اس نے دھیرے دھیرے وہ پارسل کھولا۔۔ہاتھ کانپ رہے تھے اور چہرہ سفید تھا۔

پارسل کھلا تو اس میں تصویریں تھی۔۔وہ کسی کی کلایاں تھی جس پر بار بار بلیڈ سے وار کر کے زخمی کیا گیا تھا اور اب ان کا رنگ جامنی ہو گیا تھا۔۔یوں جیسے خون جم گیا ہو۔۔اسے لگا اگر وہ اس تصویروں کو دیکھتی رہے گی تو ابھی ڈھے جائیگی۔اس لئے ان کو پھاڑتی وہاں رکھے ایک ڈسٹ بین میں ڈال کر یونیورسٹی کے ساتھ کھڑے رکشے میں آ بیٹھی۔۔

"کہاں جانا ہے آپ کو؟"پشتو میں پوچھتے ڈرائیور کو اس نے کچھ نہیں کہا۔۔

"بی بی آپ کو کہا جانا ہے؟"دوسری بار پوچھنے پر اس نے اسے ایڈریس سمجھایا۔۔پورا راستہ وہ غائب دماغ رہی۔۔اس کے زہن میں دھماکے ہو رہے تھے۔زہن میں وہ کلایاں بار بار آ رہی تھیں اور دل تھا کے بند ہوا جا رہا تھا۔رکشہ رکا تو وہ خیالوں سے جاگی اور نیچے اتری۔۔کرایہ دے کر وہ اندر داخل ہوئی تو لاونج میں میرا بیٹھی تھی۔

"اسلام علیکم۔۔"ان کو سلام کرتی وہ جانے لگی جب ان کی آواز پر رکی۔

"تم ٹھیک ہو بیٹے؟"انہوں نے پیار سے پوچھا تو رِھاف کے گلے میں آنسوؤں کا گولہ اٹکا۔آہ!کاش وہ انہیں اپنی پریشانی بتا سکتی۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔بس سونا چاہتی ہوں۔۔تھک گئی ہوں۔۔"اس نے کس مشکل سے یہ جملے کہے تھے وہی جانتی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے جاؤ۔۔"انہوں نے مسکرا کر کہا اور وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔۔بیگ رکھ کر وہ بیڈ پر لیٹ کر ہچکیوں کے ساتھ رونے لگی۔۔اس کے ساتھ سب کچھ ٹھیک کیوں نہیں ہو جاتا؟؟وہ کب تک اس انجانے بندے کو جھیلتی رہی گی؟کب تک اس کے آئے ان خرافات کو سہے گی؟؟مشکلات آخر کم ہونے کے بجائے بڑھ کیوں رہی تھیں اس کے ساتھ؟ کیا وہ کبھی نارمل زندگی نہیں گزار سکے گی؟آنکھوں سے نکلتے آنسو تکیے میں جزب ہو رہے تھے۔۔سر میں ہوتے درد کو محسوس کر کے اس کا دل کیا کہیں سے چھلانگ لگا لے۔۔اوپر سے گلے میں ہوتے درد کو بیان کرنا حد سے سوا تھا۔مگر نجانے کیوں اسے امید تھی کہ کسی دن وہ اس سب سے چھٹکارا پا لے گی۔۔ایک امید تھی جس کا سرا اس نے تھاما ہوا تھا۔۔اگر زندگی میں کچھ ٹھکانے پر نہیں تھا تو اس کے ہاتھ میں یہ امید تھی کہ کسی دن وہ ان سب سے نکل جائے گی۔۔وہ اسی خیالوں اور آنسوؤں کے درمیان کب سوئی اسے اندازہ نہیں ہوا

تھا۔ آنکھیں تب کھلی جب کسی کے ہاتھ اس کو اپنے اوپر محسوس ہوئے۔۔اس نے آنکھ کھولی تو سمجھ نہیں آیا وہ کہاں ہے۔۔وہ جہاں تھی وہاں اسے اندھیرا نظر آیا۔۔ گھپ اندھیرا۔۔ پھر اپنے اوپر جھکے چہرے کو دیکھا۔۔اس کا دل رک گیا۔

"کیا کر رہے ہیں آپ؟"وہ اٹھ بیٹھی۔۔

"تمہیں سردی لگ رہی تھی اس لئے کمفرٹر اوڑھا رہا تھا۔"اس نے آرام سے جواب دیا تھا۔۔وہ جب واپس آیا تو سات بج رہے تھے۔۔میر انے اسے بتایا کہ رِھاف کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا مگر کمرہ اے سی کی وجہ سے حد سے زیادہ ٹھنڈا تھا اور وہ خود پر بنا کچھ ڈالے لیٹی تھی۔۔وہ اس کے قریب آیا اور کمفرٹر اڑھانے لگا جب اس کا چہرہ دیکھا۔وہاں مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان تھے۔۔وہ روتے ہوئے سوئی تھی؟وہ اسی خیال میں تھا جب اس کی آنکھ کھلی۔۔چند لمحے اسے دیکھتی رہی اور پھر یکدم اٹھ بیٹھی۔

"واقعی میری فکر تھی یا آپ کی نیت خراب ہو گئی تھی۔"وہ اتنی تلخی سے کہہ رہی تھی کہ ابراھیم کے جواب دیتے لب رک گئے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اپنے دماغ سے یہ خرافات نکال دیں اور آئندہ بولنے سے پہلے سو دفعہ سوچنا کیونکہ اگلی دفعہ میں لحاظ نہیں کروں گا۔" وہ کہنا نہیں چاہتا تھا مگر وہ اسے حقارت کی نظروں سے دیکھ رہی تھی تو وہ خود کو روک نہ پایا۔

"آپ کچھ نہیں کر سکتے۔" وہ غصے میں تھی ابھی بھی۔ یوں جیسے لڑنا چاہ رہی ہو۔۔

"اوہ اچھا۔۔ واقعی۔۔؟" وہ وہی کھڑے کھڑے بولا تو رِہاف کی زبان کو لقوہ لگا۔

"آپ فلحال یہاں سے چلیں جائیں۔۔ مجھے آپ کی شکل بھی نہیں دیکھنی۔۔" وہ دروازے کی طرف اشارہ کرتی بولی تو ابراھیم ایک پل کو بے یقینی سے رک گیا۔۔ اسی کے گھر کے کمرے میں اسی کو وہاں سے دفعان کر رہی تھی۔۔ وہ بنا کچھ کہے وہاں سے نکل آیا اور نیچے آیا تو نبیلہ کو کچن میں پایا۔۔

"کیا کر رہی ہیں امی؟" اس کے سوال پر وہ اس کی طرف مڑی۔

"کھانا بنا رہی ہوں۔۔ رِہاف کو اٹھایا؟" ان کے سوال پر ابراھیم نے سر نفی میں ہلایا۔

"وہ آج کھانا نہیں کھائے گی۔۔"

"کیوں؟"ان کو فکر ہوئی۔

"پتہ نہیں۔۔"بے نیازی سے بولتا وہ باہر آیا اور ڈائنگ ٹیبل پر کھانا لائے جانے کا انتظار کرنے لگا۔۔مگر وہ جانتا تھا میرا اس کے پیچھے آئے گی۔

"تم دونوں کے بیچ سب ٹھیک ہے؟"وہ اس کے پاس آکر سامنے والی کرسی پر بیٹھی۔

"جی امی سب ٹھیک ہے۔"ہاتھوں کو باہم ملاتے اس نے جواب دیا۔میرا نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"لیکن کچھ ٹھیک لگ کیوں نہیں رہا؟وہ جب یونیورسٹی سے آئی تو اس کا چہرہ سفید تھا۔۔ایسا لگ رہا تھا وہ ڈری ہوئی ہے۔۔"انہوں نے اسے تفصیل بتائی تو وہ چونک سا گیا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے امی آپ بس زیادہ سوچ رہی ہیں۔"اس نے ماں کو ٹالنا چاہا۔۔

Clubb of Quality Content

"میں زیادہ سوچ رہی ہوں یا تم بات کو چھپانا چاہ رہے ہو؟"وہ میرا تھی وہ اسے جانتی تھیں۔ وہ قریبی تھی اور چہروں پر لکھیں الفاظ قریبی لوگوں کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

"میں نے اسے کچھ نہیں کہا امی۔۔اسے اپنی کوئی پریشانی ہوگی۔۔میں پوچھ لوں گا اس سے اور اگر میرے بس میں ہوا تو اس کے مسائل حل کر دوں گا۔۔"وہ اب جیسے جان چھڑانا چاہتا تھا۔

"دیکھو ابراھیم۔۔رشتے دو طرف سے نبھائے جاتے ہیں۔کوئی بھی شخص جب کسی بھی انسان کی ہر جائز ناجائز بات کو مانتا چلا جاتا ہے تو دوسرا شخص اس کا ناجائز فائدہ اٹھانا شروع کر دیتا ہے۔۔اس لئے مجھے بتاؤ شاید میں کوئی حل بتا سکوں۔"انہوں نے سمجھانے والے انداز میں اس کے دونوں ہاتھ تھامتے کہا۔

"امی وہ میرا فائدہ نہیں اٹھاتی۔۔وہ بس تھوڑی عجیب ہے۔۔مگر فکر نہیں کریں میرے ساتھ بلکل فٹ ہے۔۔"اس نے جیسے ماں کو دلاسا دیا تھا اور وہ مان بھی گئی تھی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا چلو کھانا کھاؤ اور اگر وہ رات کو اٹھی تو اس کے لیے میں رکھ دوں گی تم اسے دے دینا۔" وہ بولیں تو اس نے سر ہلایا اور کھانا کھانے لگا۔۔ وہ کافی رات تک وہاں بیٹھا رہا تھا مگر گھڑی نے جب ایک بجایا تو وہ اٹھا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اوپر آیا تو کمرے کی بتی گل تھی۔۔ اس نے اسے دیکھا جو کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ ابراھیم نے اسے نظر انداز کیا اور واشروم کی جانب بڑھ گیا۔ کچھ لمحوں بعد جب باہر آیا تو فریش لگ رہا تھا۔۔

"امی نے آپ کے لئے نیچے کھانا رکھا ہے کھا لیجئے گا۔" کہتا وہ اپنی طرف آ کر لیٹا اور لیمپ بند کر دیا۔ وہ کچھ نہیں بولی۔۔ اپنے مطالعے میں غرق تھی۔۔ کچھ دیر بعد جب اسے لگا وہ سو گیا ہے تو وہ اٹھی اور نیچے آئی۔۔ کھانا نکالا تو ٹینڈے گوشت بنے تھے۔۔ اس کا منہ بن گیا اور کھانا ویسے ہی ڈھک کر اوپر آئی اور وہی بیٹھ کر پڑھنے لگی۔ مگر اگلے لمحے وہ حیران ہوئی جب وہ رخ موڑ کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔۔

"کھانا کیوں نہیں کھایا آپ نے؟" وہ جواب مانگ رہا تھا۔ نہ غصہ تھا نہ ترش لہجہ۔۔

"میری مرضی۔۔" کہہ کر پھر سے رخ موڑ گئی۔ وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔ اور سائڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھایا کچھ دیر اس پر انگلیاں چلاتا رہا۔ رِھاف نے ایک چور نظر اس پر ڈالی جو اپنے موبائل پر مصروف ہو گیا تھا۔ اس نے سر جھٹک کر اپنا پسندیدہ مشغلہ پھر سے شروع کیا۔ دونوں کے درمیان تقریباً آدھے گھنٹے کوئی کچھ نہیں بولا اور پھر ابراھیم کے موبائل پر کال آنے لگی۔ وہ کال اٹھا کر کسی سے بات کرتے ہوئے باہر نکلا اور جب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ریسٹورنٹ کے کچھ ڈبے تھے جس میں یقیناً کھانا تھا۔ وہ اس کے قریب آیا اور ٹیبل پر اس کے آگے چیزیں رکھ کر اپنی جگہ پر دوبارہ لیٹ گیا۔ وہ حیرت سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔۔ کیا تھا یہ آدمی؟؟

اس اس نے آنکھوں پر بازو رکھ کر سونے کی کوشش کی مگر اس کی نظریں اسی پر تھیں وہ جانتا تھا۔۔

Clubb of Quality Content

تھوڑی دیر بعد جب اسے لگا کہ ابراہیم سو گیا ہے تو وہ اٹھ کر دبے قدموں سے وہ ڈبے نکالتی کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ ابراہیم نے بازوں آنکھوں سے ہٹا کر اس کی جاتی پشت کو گہری مسکراہٹ سے دیکھا تھا۔۔

۔۔۔

"ناشتہ کروگی بچے؟"انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار سے پوچھا تو اس کا دل کیا ابھی یہاں رو دے۔۔یہ دونوں ماں بیٹا اتنے اچھے تھے اس کے ساتھ اور کل رات اس نے اس کے ساتھ کیا کیا تھا؟؟اسے بے اختیار خود پر ترس آیا۔۔کیا ہر دفعہ اپنی وجہ سے وہ مخلص لوگوں کو کھوتی جائے گی۔۔اور اب تو اسے اپنے پسندیدہ چیزوں سے بھی خوف آنے لگا تھا کیونکہ جب وہ اسے ملتے تھے وہ اسے کھو دیتی تھی۔۔

"رِھاف بچے؟؟ٹھیک ہو؟"میرانے اس کا کندھا ہلایا تو وہ خیالوں سے جاگی۔۔

"جی۔۔جی۔۔ٹھیک ہوں!"وہ بوقت مسکرائی۔"ابھی نہیں کچھ دیر میں ناشتہ کرلوں گی۔۔ابھی جوس پی لوں گی۔۔"وہ اٹھی اور کچن کے فریج سے اپنے لئے گلاس میں جوس ڈالنے لگی۔

"آنٹی آپ کے خیال میں امید کیا ہے؟"ذہن میں ابھرتے سوال کو وہ آخر کار زبان پر لے آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امید انسان کے پاس واحد ہتھیار ہے،واحد روشنی ہے جس کے ذریعے وہ اپنی ساری زندگی گزار سکتا ہے۔۔"انہوں نے لاونج سے اونچی آواز میں کہا۔

"کیسے؟؟"اس نے کریدنا چاہا۔

"دیکھو بچے۔۔جب ہم کسی بہت بڑی مشکل یا مصیبت میں ہوتے ہیں یا ہمیں کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو ہمیں یہ امید ہوتی ہے کہ کوئی راہ نکل آئے گی اور ہم اس سے نکل جائیں گے۔۔امید انسان کا سہارا ہے۔۔امید انسان کا اللہ پر توکل ظاہر کرتی ہے۔۔امید یہ ظاہر کرتی ہے کہ ایک انسان اس مصیبت اور مشکل میں اللہ پر توکل کئے کتنی دیر امید پر قائم ہے۔۔امید ایک توکل ہے اللہ پر، بھروسہ ہے ہمارا اس زات پر جو کسی نہ کسی طرح، کبھی نہ کبھی ہمیں راستہ دکھادے گا اور اس مشکلوں سے نکال لے گا۔۔"ان کا جواب اتنا خوبصورت تھا کہ وہ کچھ دیر بول نہ سکی۔۔

"کیا کسی مسئلے سے نکلنے کا راستہ ہمیشہ ہوتا ہے؟"وہ گلاس ہاتھ میں لئے باہر آئی اور ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"راستہ ہمیشہ ہوتا ہے بس تلاش کرنا ہوتا ہے۔۔"ان کا جواب سیدھا تھا۔

"اور اگر تلاش کرنے پر بھی آپ کو ہر طرف اندھیرا نظر آئے اور کوئی راستہ نہ ملے؟"

"کیا تم نے نہیں سنا بچے کہ ڈھونڈنے پر تو خدا بھی مل جاتا ہے۔۔"انہوں نے جیسے اس کا ہر سوال رد کر دیا تھا۔

"کیا ایک لڑکی۔۔"وہ کچھ کہتے کہتے چپ ہوئی۔۔

"کیا؟؟؟"انہوں نے اسے کریدا۔

"میرا مطلب اگر کسی لڑکی کے ساتھ کوئی مسئلہ ہو یا اسے کوئی پریشان کر رہا ہو یہاں تک کہ اس کے دماغی حالت کو ٹریگر کر لے تو اسے اپنا بدلہ تو لینا چاہئے نا؟"وہ نجانے کیا پوچھنا چاہ رہی تھی۔۔مگر اس کے سوال پر وہ مسکرائی۔

"ہاں۔۔ہر لڑکی کو اپنے آپ کا بدلہ لینا چاہئے۔۔اپنے ساتھ ہوئی زیادتی پر کسی لڑکی کو چپ نہیں رہنا چاہئے ورنہ یہ دنیا پھر اسے ساری زندگی کے لئے خاموش کر دیتی ہے۔ہم عورتوں

کو اپنی بقاء کے لئے لڑنا چاہئے اور خود کو بچانا چاہیے۔۔چاہے اس کے لئے ہمیں کچھ بھی کرنا پڑے۔۔"وہ جیسے اس کے دماغ کی گرہیں کھول رہی تھی۔

"عورتیں بہت بے وقوف ہوتی ہے نہ میرا آنٹی؟"وہ بظاہر مسکرا رہی تھی مگر دل میں جھکڑ چل رہے تھے۔

"نہیں۔۔کس نے کہا عورتیں بے وقوف ہوتی ہیں؟عورتیں بے وقوف نہیں ہوتی۔۔ عورتیں مخلص اور وفادار ہوتی ہیں مگر ان کے لیے جن سے وہ محبت کرتی ہیں۔۔لیکن کچھ عورتوں کو دو میٹھے بول دو تو وہ تمہاری طرف مڑ جائے گی اور پھر وہ تم پر ہی انحصار کریں گی اور وہ اس لئے ہوتا ہے کہ انہیں کبھی وہ محبت اپنے گھر کے مردوں سے نہیں ملی ہوتی اس لئے وہ کسی کی بھی میٹھے بولوں میں آجاتی ہیں۔۔"وہ بہت سنجیدگی سے بتا رہی تھی۔"مگر تم جانتی ہو عورتوں کی سائیکی سمجھنا بھی بہت مشکل ہوتا ہے۔۔انہیں ہمیشہ اپنی مرضی کرنی ہوتی ہے۔۔ہمیشہ اپنی بات منوانی ہوتی ہے۔۔کچھ لوگ سمجھتے ہیں عورتیں بے وقوف ہوتی ہیں کچھ سمجھتے ہے پتھر ہوتی ہیں۔۔کچھ سمجھتے ہے عورتوں کے پاس دل نہیں ہوتا اور

کچھ عورتوں کو شکار سمجھتے ہیں۔یہاں تک کہ کچھ لوگ تو سمجھتے ہیں عورتوں کے پاس بار بار جاؤ گے اسے اپنی یاد دلاؤ گے تو وہ ڈھیلی پڑ جائیں گی۔۔ نہیں ایسا نہیں ہوتا بچے۔۔۔ عورتیں اپنی مرضی کی مالک ہوتی ہیں۔وہ چاہے تو تمہاری طرف آئے گی اور نہ چاہے تو تم پر تھوکے گی بھی نہیں۔۔۔اور اس سب سے ظاہر ہوتا ہے کے عورت بے وقوف نہیں ہوتی۔۔"

بات کے اختتام پر انہوں نے رِھاف کو دیکھا جو ان کی باتوں پر سر ہلا رہی تھی۔

"آپ کی باتیں بہت خوبصورت ہیں۔۔آپ پیارا بولتی ہیں،بندے کا دل کرتا ہے کہ بس سنتا رہے..."وہ مسکرا کر بولی تو میرا ساتھ میں مسکرائیں۔

"ابراھیم بھی یہی کہتا ہے۔۔"انہوں نے اسی مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو اس نے ہلکا سا ہلایا۔۔پھر وہ دونوں وہاں بیٹھی کئی دیر گفتگو کرتی رہی تھیں جب کچھ دیر میں ظہر کی اذان ہونے لگی تو ان دونوں کو وقت گزرنے کا احساس ہوا۔۔اس کے بعد وہ دونوں جا کر نماز پڑھنے کیلیے اٹھ گئیں۔

اسلام آباد کے ایک کالونی کے اندر اپنے گھر میں بیٹھے اظہر خان کا پارہ ساتویں آسمان کو چھو رہا تھا کیونکہ انکے بھائی کے بیٹے نے ان کے ساتھ بزنس کی جو ڈیل کی تھی وہ ختم کر دی تھی جس کی وجہ سے انہیں کروڑوں کا نقصان ہو گیا تھا۔

"بابا آپ ریلیکس رہے۔" حمزہ نے ان کو بٹھانے کی کوشش کی تھی۔ احمد ایک صوفے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا جبکہ ناہید اپنے شوہر کو اتنے غصے میں دیکھ کر ڈر سے کانپ رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"خاک ریلیکس رہوں۔۔ لاکھوں کا نہیں کروڑوں کا نقصان ہوا ہے۔" انہوں نے حمزہ کو خود سے دور کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔ حمزہ بے اختیار دور ہوا تھا۔

"وہ آج کا پیدا ہوا بچہ مجھے بتائے گا کہ ڈیل نہیں کرنی۔۔"

"دیکھیں آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی آپ بیٹھ جائیں۔" ناہید بے اختیار ان کے قریب ہو کر بولی۔

"تم سب چلے جاؤ اکیلا چھوڑ دو مجھے۔"وہ ایک خطرناک نظر سب پر ڈالتا ان کو دفعان کرتا ہوا بولا اور ان کے کہنے کی دیر تھی وہ سب نکل گئے۔ کچھ دیر وہ وہاں صوفے پر بیٹھے اور پھر اپنا موبائل نکال لیا۔۔ کال لاگ میں جا کر انہوں نے کال ملائی۔۔

لاہور کی ایک کمپنی میں اپنے آفس میں بیٹھے شخص کا موبائل بجا تو اس نے ایک نظر ڈالی اور ہلکا سا طنزیہ مسکرایا۔

"جی کہیئے۔۔"وہ موبائل کان کے ساتھ لگا کر بولا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس ڈیل کو کینسل کرنے کی۔۔ تمہارے باپ کے ساتھ کیا تھا میں نے وہ معاہدہ۔۔ تم کس کھیت کی مولی اٹھ کر ہم بھائیوں کے بیچ معاہدے ختم کرو گے؟؟"وہ بول نہیں رہے تھے پھنکار رہے تھے۔۔ غصہ تھا جو کم نہیں ہو رہا تھا۔۔ اس نے تفصیل سے بات سنی اور پھر سرمئی آنکھوں میں طنزیہ مسکراہٹ ابھری۔

"آپ کی بھی تو ہمت ہوئی تھی ہمارے گھر کی عزت کو رسوا کرنے کی۔۔ کیا مراد خان آپ کے بھائی نہیں تھے؟؟"اس کا لہجہ سرد تھا۔رھاف کے معاملے میں اسکا لہجہ سخت ہی ہونا چاہیے تھا۔

"گھر کے معاملے آفس کے معاہدوں تک کیوں پہنچا رہے ہو تم؟؟"اب وہ زہر اگل رہے تھے۔۔

"آپ نکاح نامہ کی جگہ جائیداد کے کاغذات لاسکتے ہیں چاچو اور میں آفس میں گھر کا معملہ نہیں لاسکتا.....کم از کم اس بحث کو تو آپ رہنے ہی دیں...."وہ کہتے ہوئے نخوت سے سر جھٹک گیا۔

"معاہدہ کیوں ختم کیا؟"

"کیونکہ میری مرضی۔۔"وہ محفوظ ہو کر بتا رہا تھا جب اس کا سیکرٹری داخل ہوا۔

"تم میری بات سنو جواد۔۔معاہدہ ختم مت کرو۔۔ میرا کروڑوں کا نقصان ہو جائے گا۔۔" وہ جیسے اب التجا کر رہے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میری بلا سے سڑک پر آجائیں آپ۔۔" کہتے ساتھ اس نے کھٹاک سے فون بند کر دیا اور سامنے کھڑے اپنے سیکرٹری کو دیکھا۔

"کام ہوا؟؟" وہی نرمی سے ڈھلا سپاٹ چہرہ۔۔

"جی۔۔ کام ہو گیا ہے سر۔۔" سامنے والا مسکرایا تھا جس کے ساتھ اس کے ہونٹوں کے کونے پر بھی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔ یہ مسکراہٹ خالص تھی۔

"تم جا سکتے ہو۔۔" اس کو کہہ کر وہ اپنی کرسی کے ساتھ ٹیک لگا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آنٹی؟؟" وہ دوپہر کے وقت جب اپنے کمرے میں گئی تھی تو اب شام کے وقت باہر نکلی تھی اور نیچے آئی تو میرا کو نہ پایا۔

"جی بچے کیا ہوا؟" ان کے کمرے سے آواز آئی تو وہ وہاں چلی آئی۔

"ابراھیم ابھی تک نہیں آئے۔۔حالانکہ وہ تو اس وقت تک آجاتے ہیں۔"وہ ان کو دیکھ کر پوچھ رہی تھی اس کے بارے میں یا بتا رہی تھی وہ سمجھ نہیں سکی مگر ان کے چہرے پر حیرت تھی۔۔

"تمہیں اس نے نہیں بتایا؟"اپنا دوپٹہ سہی کرتیں میرا نے حیرت سے پوچھا۔

"کیا نہیں بتایا؟"اس کے اندر کہیں خطرے کی گھنٹی بجی۔

"اس کی آج فلائٹ تھی۔۔وہ دبئی چلا گیا۔۔دو دن بعد آجائے گا ایک میٹینگ تھی اس کی۔۔"اسے لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔۔وہ دبئی چلا گیا۔۔اسے بتائے بغیر۔۔۔خیر بتاتا بھی کیوں؟؟میں اس کی کونسی محبوب بیوی ہوں جو جانے سے پہلے اطلاع کرتا۔۔اس کا دل کچھ اور بد ظن ہوا۔۔مگر پھر وہ کیا تھا؟؟کچھ دن پہلے والے لمحات یاد کر کے دل بھر آیا۔۔

"آپ چائے پئیں گی؟"اب بات کو کسی اور طرف نکالنا تھا تو اس نے یہی راہ سوچی۔۔

"کیوں نہیں۔۔جاؤ بنا کر لاؤ مل کر پیتے ہیں۔"انہوں نے شفقت سے کہا تو وہ جا کر دو کپ چائے لے کر آئی۔

یہ لیں آپ کی چائے۔۔"ان کے آگے چائے کا کپ رکھتی وہ ان کے ساتھ دائیں جانب بیٹھی اور چائے کا ایک گھونٹ لیا۔اے سی نے کمرے کو ٹھنڈا رکھا تھا جس کی وجہ سے چائے پینے میں مزہ آرہا تھا۔

"تم دونوں کے بیچ کچھ ہوا ہے؟"یکدم میرا کے سوال پر وہ ان کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"نہیں کچھ نہیں ہوا۔۔"وہ ہلکا سا مسکرائی۔۔

"تو کیا اس نے تمہیں کچھ کہا ہے؟"

"نہیں آنٹی۔۔وہ مجھے کچھ کیوں کہے گے؟"

"تو کیا تم نے اسے کچھ کہا ہے؟"اب وہ حیرت زدہ ہوئی۔۔کیا انہیں اپنی منہ سے بتاتی کہ اس نے اسے کیا کہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں۔۔"وہ انکار کر ہی نہیں سکی۔"اس دن جب میری طبیعت خراب تھی۔۔میں ان پر غصہ ہوئی تھی۔کسی اور کا غصہ ان پر نکل گیا تھا۔۔"وہ سر جھکائے اپنے ہاتھوں کو دیکھتی بتا رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں۔۔چھوٹے موٹے جھگڑے ہوتے ہیں۔جب واپس آئے گا اسے منا لینا۔۔"انہوں نے مسکرا کر کہا تو وہ اپنے آپ سے شرمندہ سی ہوئی۔۔ہاں وہ اس کے اتنا قریب نہیں تھی مگر انسیت تو تھی اور کبھی کبھی اچھا بھی لگ جاتا تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔"وہ کچھ اور کہہ نہ سکی۔۔

"مجھے کچھ اور بھی بتانا ہے بچے۔۔"انہوں نے کہا تو وہ ان کو دیکھنے لگی۔

جی بتائیں۔۔"وہ ہمہ تن گوش ہوئی۔۔

"آج میں تمہیں کچھ باتیں بتاؤں گی۔۔کچھ حقیقتیں۔۔"انہوں نے چائے کا گھونٹ لیتے مسکرا کر کہا۔وہ ہر بات مسکرا کر بتاتی تھیں۔رِھاف نے اگر اپنی ماں کے بعد خود کو کسی کے شفقت کے حصار میں پایا تھا تو وہ میرا ہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کا بیٹا مجھے کیوں نہیں بتا رہا۔۔انہوں نے سب آپ کے اوپر کیوں ڈالا۔"وہ نجانے کیوں تلخ ہو گئی۔

"میں اس کی ماں نہیں ہوں رِھاف بچے۔۔"ان کے کہنے کی دیر تھی کہ رِھاف کا لبوں تک جاتا کپ والا ہاتھ ساکت ہو گیا۔لب بے یقینی سے کھل گئے۔اور وہ ٹکر ٹکر اس عورت کا چہرہ دیکھنے لگی۔

کیا.....؟؟کیا مطلب؟"اسے اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی۔

"میں اس کی خالہ ہوں۔۔"رِھاف ابھی بھی ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔"میں تمہیں شروع سے بتاتی ہوں۔"انہوں نے کہتے ساتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ رکھا اور اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہنے لگیں۔

(کئی سال پہلے۔۔)

حیات اکبر خان کی دو بیٹیاں اور دو بیٹے تھے اور خود وہ بزنس مین تھے۔زنیرا حیات ماں باپ کی سب سے بڑی بیٹی تھی اس کے بعد میرا حیات تھیں جو زنیرا سے ایک سال چھوٹی تھی اور

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ان کے بعد دو بھائی تھے دانیال اور زاریان، جو کہ جڑواں تھے۔ اور وہ دونوں زنیرا سے سات سال چھوٹے تھے جبکہ میرا سے چھ سال۔

زنیرا سب سے بڑی تھی اس لئے اس کی شادی سب سے پہلے ہوئی تھی۔ اس کی شادی پر حیات اکبر نے اس کو کئی تحفے دیئے جس میں وہ گھر بھی تھا جس میں آج کل ابراھیم رہتا ہے۔ حیات اکبر نے بیوی کے انتقال کے بعد اپنی اولاد کو جو بھی ان کے بس میں تھا دیا تھا۔ ہر بچے کو ان کے حصے کی جائداد انہوں نے بہت پہلے سے ان کو دے دی تھی۔ ان کی زندگی بہت اچھی گزر رہی تھی طوفان تو تب آیا جب میرا نے زنیرا کو کسی آدمی کے ساتھ ہوٹل میں دیکھا۔

اس نے زنیرا کو سمجھایا مگر وہ سمجھنے والے دائرے سے باہر نکل چکی تھی۔ اگر میرا اسے سمجھاتی تو وہ الٹا اسی کو ڈانٹ دیتی اس لئے میرا نے اسے سمجھانا ہی چھوڑ دیا۔ وہ اپنی پڑھائی میں مصروف ہو گئی اور زنیرا اپنی عیاشیوں میں۔۔ زنیرا کا شوہر وفادار تھا۔ حیات اکبر کو اپنے داماد پر فخر تھا مگر وہ اپنی بیٹی کے کارناموں سے ناواقف تھے۔ اور اس سب میں جو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وجود سب سے زیادہ نظر انداز ہوا تھا وہ ڈھائی سالہ ابراھیم تھا۔ حیات اکبر صاحب اپنے دونوں بیٹوں پر توجہ زیادہ دیتے تھے کیونکہ وہ دونوں بھی چھوٹے تھے۔

اور پھر اصل قیامت تب ٹوٹی تھی جب رات کے کسی پہر حیات اکبر صاحب کو ابراھیم کے باپ کی طرف سے کال موصول ہوئی۔ زنیرا صبح کی نکلی گھر نہیں پہنچی تھی۔ اور ابراھیم کی حالت غیر ہو چکی تھی۔ حیات اکبر اور میرا جلدی سے اس کے گھر چلے گئے تو زاہد خان (ابراھیم کا باپ) سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھے تھے۔

تب وہاں بیٹھ کر میرا نے سچ بتانے کا فیصلہ کیا اور جیسے جیسے وہ بتاتی گئی حیات اکبر صاحب کی حالت غیر ہوتی گئی کیونکہ انہوں نے سب سے زیادہ جس اولاد سے محبت کی تھی وہ زنیرا حیات تھی۔۔ ان کی پہلی بیٹی ان کی کل متاع۔۔ ان کو جیسے یقین نہیں آرہا تھا ان کی سب سے لاڈلی بیٹی ان کی عزت کو خاک میں ملا چکی ہے۔ میرا نے کسی طرح سے ابراھیم کو اپنے ساتھ سلا دیا تھا مگر صبح ہوتے ہی زاہد کو ایک کوریئر سروس سے خلع کے کاغذات ملے تھے اور

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہاں اکبر صاحب ڈھے گئے تھے۔ زاہد الگ پریشان تھا۔ جب کے ابراھیم نے رو رو کر خود کو ہلکان کر دیا تھا۔

زاہد نے اس کو کئی دفعہ کالز کیں مگر ہر دفعہ موبائل بند ملتا۔ اگلا اجالا بھی شام میں ڈھل چکا تھا مگر زنیرا کا کوئی اتہ پتہ نہیں تھا۔ وہ جا چکی تھی کبھی واپس نہ آنے کے لئے۔

شام کے پہر زاہد کو ایک وکیل کی طرف سے کال آئی جو چاہتے تھے کہ وہ ان خلع کے بھیجے گئے کاغزات پر دستخط کر لیں۔ حیات اکبر صاحب نے اس کو دیکھتے ہوئے سر ہلا کر اسے اجازت دے دی اور تب اس نے وہ کاغذات اٹھا کر اپنا نام ہمیشہ کے لئے زنیرا کے نام سے ہٹا دیا تھا۔۔ اس کے بعد وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ کر اپنی ہر چیز سمیٹی اور اس گھر سے جانے کی تیاری کرنے لگے۔

حیات اکبر صاحب بھرے دل کے ساتھ اسے دیکھتے رہے۔ انہوں نے زاہد کو ہمشیہ اپنا بڑا بیٹا مانا تھا۔ میرا نے کبھی سوچا نہیں تھا زندگی یک دم سے ایسے پلٹا کھائی گی۔ زندگی کبھی کبھی یوں کروٹ بدلتی ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔

لمحوں میں وہ فیصلے طے پا جاتے ہیں جن کے بارے میں برسوں ہم نے گمان تک نہیں کیا ہوتا، اور سب کچھ اتنی تیزی سے بدلتا ہے کہ انسان بس حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ میرا بھی ایسا ہی محسوس کر رہی تھی۔ ابراھیم اس کی گود میں تھا جب زاہد نیچے آیا اور ابراھیم اس کی گود سے لے لیا۔ وہ یک ٹک انہیں دیکھتی رہی۔ ابراھیم سے اس کی محبت غیر مشروط تھی۔۔ وہ اسے اپنا بیٹا لگتا تھا۔۔ مگر پھر لمحوں میں وہ دونوں باپ بیٹا وہاں سے نکل گئے اور حیات اکبر صاحب نے گھر کو تالہ لگا لیا ایسے جیسے وہاں ان کی زنیرا نام کی کوئی بیٹی رہی ہی نہ ہو۔

وقت اپنے رفتار کے ساتھ گزرتا گیا۔ ابراھیم چار کا سال تھا جب میرا کی شادی ہوئی۔ اکبر حیات نے کبھی زنیرا کو ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ وہ جانتے تھے اگر زنیرا گئی ہے تو واپس نہیں آئے گی کیونکہ جو چھوڑ جاتے ہیں وہ مڑ کر دوبارہ نہیں دیکھتے۔

زندگی اپنی ڈگر پر واپس آ گئی تھی۔ مگر زنیرا کا چھوڑا ہوا خلا کبھی پر نہیں ہو سکا تھا۔ کچھ لوگوں کے چھوڑے ہوئے خلا کبھی پر نہیں ہوتے۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ابراھیم سکول جانے لگا تھا،دانیال اور زاریان بھی بڑے ہو گئے تھے جبکہ اکبر حیات اب بہت کمزور ہو گئے تھے۔ میرا کا شوہر ان کے ساتھ کام کرتا تھا اور ساتھ میں دانیال اور زاریان کو بھی سکھانے کی کوشش کرتا تھا۔ اور وہ دونوں کافی اچھے تھے سیکھنے میں اس لئے ان کو سمجھانے میں کوئی مشکل نہیں پیش آتی تھی۔

میرا کی شادی کو دو سال ہونے والے تھے مگر اس کی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اس نے کئی جگہوں پر اپنا علاج کروایا مگر بے سود۔ انہی دنوں دانیال اور زاریان کالج جانے لگے۔

ابراھیم اپنے باپ کے ساتھ ان سے ملنے آتا جو اب دوسری شادی کر چکے تھے۔ ایک دن جب حیات اکبر اور جہانگیر (میرا کا شوہر۔) ایک میٹینگ سے رات کے پہر گھر آ رہے تھے تو ان کی گاڑی خطرناک حادثے کا شکار ہو گئی اور وہ دونوں اسی وقت اس جہاں سے کوچ کر گئے۔

وہ دن حیات خاندان کے لئے قیامت کا دن تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میرا نے اس دن سے زیادہ تکلیف کبھی اپنی زندگی میں محسوس نہیں کی تھی۔ تب بھی نہیں جب زنیرا گئی تھی۔ باپ اور شوہر کو ایک ساتھ ایک ہی وقت میں کھونا عذاب تھا۔ دانیال اور زاریان نے خود کو مضبوط ظاہر کرنے کی کوشش کی مگر اپنی بہن کو دیکھ کر وہ دونوں بھی روئے تھے۔ زندگی یکدم سایہ نہ دینے والا شجر بن گئی تھی، شجر سر پر کھڑا تھا مگر سایہ نہیں تھا۔ کہتے ہے نہ کچھ واقعات انسان کے ساتھ ایسے ہو جاتے ہے کہ وہ ٹوٹ جاتا ہے کبھی نہ جڑنے کے لئے۔۔۔ میرا کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔۔

کئی دن وہ ہاسپٹل میں رہی تھیں۔ کبھی اس کے ساتھ دانیال ہوتا تو کبھی زاریان۔ ان دونوں کی پڑھائی کا حرج بھی ہو رہا تھا اوپر سے بزنس کا بھی نقصان ہو رہا تھا۔ مگر کیسے بھی کر کے میرا نے خود کو سمنبھال لیا تھا۔

اور اب کاروبار کو دانیال اور زاریان دیکھ رہے تھے۔ وقت گزرتا رہا۔ دانیال اور زاریان کے لئے اس نے لڑکیاں ڈھونڈ لیں اور دونوں کی شادیاں کروائیں۔ اپنے بھائیوں کے درمیان میں وہ ابراھیم کو بلکل بھول چکی تھی یاد تو تب آئی جب ایک دن اس کی سوتیلی

ماں کی جانب سے کال آئی کہ ابراھیم ہسپتال میں ہے اور اس نے خودکشی کی کوشش کی ہے۔یہ خبر میرا کی پیروں سے زمین نکال گئی۔وہ ہسپتال پہنچی تو سترہ سالہ ابراھیم ہسپتال کے بیڈ پر لیٹا مردہ محسوس ہوا اسے۔

کیونکہ یہ وہ ابراھیم نہیں تھا جس کو اس نے آخری دفعہ دیکھا تھا۔اسی وقت وہ زاہد سے لڑی اسے برا بھلا کہا۔جس کے جواب میں وہ اس سے زیادہ لڑا تھا۔اس کو زنیرا کے طعنے دیئے۔ تب میرا نے اس سے ابراھیم کی کسٹڈی لینے کی بات کی جس پر وہ راضی نہیں تھا مگر اس نے اسے کہا کہ وقت لے کر اپنی بیوی سے مشورہ کر کے فیصلہ کریں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور اگلے دن زاہد کا جواب "ہاں" میں تھا۔اور تب میرا کو پتہ چلا کہ دوسری عورت کبھی بھی اپنے شوہر کی پہلی بیوی کی اولاد کو اپنا نہیں سمجھتی۔ابراھیم کو ڈسچارج کر کے وہ گھر لے آئی۔وہ جب سے اسے گھر لے کر آئی تھی وہ خاموش تھا یوں لگتا تھا اس کے منہ میں زبان ہی نہیں ہے۔میرا کو آج بھی یاد تھا وہ اس کے ساتھ اتنا بولتا تھا کہ وہ اس کو واسطے دے کر چپ کرواتی تھی اور اب وہ اتنا خاموش تھا کہ واسطوں سے بھی نہیں بول رہا تھا۔

ایک دن جب میرا نے اس سے اس کی چپ کی وجہ پوچھی تو وہ خالی خالی آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگ گیا۔

"خالہ مجھے چپ رہنے دیں میرا دل نہیں کرتا بولنے کو۔" میرا سا کت ہوئی۔

"اس طرح چپ رہو گے تو باتیں دل میں رہ جائیں گی اور دل میں باتیں نہیں رکھتے ورنہ دل مرجاتا ہے۔" اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتی وہ مسکرا کر بولی کہ شاید وہ بھی مسکرا دیں۔

"دل تو اسی دن مر گیا تھا جس دن امی چلی گئی تھیں۔" اس کے جواب پر میرا کچھ کہہ نہ سکیں یوں جیسے زبان تالو سے چپک گئی ہو۔

اور اسی دن کے بعد وہ یوں ہو گیا کہ اگر کوئی سوال کرتا تو جواب دیتا ورنہ چپ رہتا۔

پڑھائی کے ساتھ ساتھ اس نے دونوں ماموں کے ساتھ بزنس جوائن کیا جو اس کے نام تھا۔ زنیرا کی ساری پراپرٹی اکبر حیات اس کے نام کر چکے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ دانیال اور زاریان کے بچے ہوئے تو اس نے میرا کو کہا کہ وہ اب یہاں نہیں رہنا چاہتا اس لئے میرا نے اس کو اس کے گھر کی چابی دے دی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تب وہ یونیورسٹی کے آخری سال میں تھا اور بزنس میں تو وہ کب کا اپنا نام بنا چکا تھا۔ اس گھر میں شفٹ ہونے کے سال بعد اس نے میرا کو اپنے ساتھ رہنے کی آفر کی جیسے وہ بخوشی راضی ہوئیں اور اس کے ساتھ رہنے لگی۔)

"اور پھر اس کی زندگی میں تم آئی۔" ان کی بات ختم ہوئی تو رِھاف جیسے نیند سے جاگی۔

تو آپ ان کی خالہ ہیں۔" وہ جیسے ابھی بھی بے یقین تھی۔

"جی ہاں۔" میرا نے مسکرا کر بتایا۔

"اور آپ کے دونوں بھائی؟ آپ نے جن دو بھابیوں سے ملایا تو وہ ان ہی کی بیویاں تھیں؟" اسے ولیمے والے دن ان دو عورتوں سے ملنا یاد آیا۔ میرا نے سر ہاں میں ہلایا۔۔

"کیا وہ یہاں نہیں آتے؟" وہ بے اختیار پوچھ بیٹھی۔

"وہ آتے ہیں کیوں نہیں آتے مگر ابراھیم چاہتا تھا وہ پہلے تمہیں سب کچھ بتائیں تب وہ ان کے لیے دعوت کریں گے۔" میرا کے بتانے پر اس نے سر ہلایا۔

"اور ان کے امی ابو؟" یہ سوال وہ کرنا نہیں چاہتی تھی مگر تجسس کے مارے کر گئی۔

"اس کا کچھ پتہ نہیں۔۔ہاں وہ باپ سے ملتا رہتا ہے۔۔" میرا کے بتانے پر وہ سر ہلا گئی۔

"آپ نے مجھے ابراھیم کے حصے کا قصہ نہیں سنایا۔" وہ یکدم بولی تو میرا کا چہرہ مسکراہٹ میں ڈھل گیا۔

"وہ اپنے حصے کی کہانی خود بتائے گا اس سے پوچھ لینا۔" ان کے جواب پر وہ مسکرائی اور کپ اٹھاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چلیں پھر ان کا انتظار کر لیتے ہے۔۔اور اذان ہونے والی ہے نماز پڑھنی ہے ورنہ میں آپ کے ساتھ زیادہ وقت گزارتی۔۔" کہتے ہوئے وہ کمرے سے نکل آئی اور پیچھے میرا اپنا کام کرنے لگی۔

وہ ان کے کمرے سے نکلی تو دروازے پر بیل ہوئی۔۔اس نے جا کر دروازا کھولا تو بھورا لفافہ دروازے کے ساتھ پڑا ہوا تھا۔۔اس نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی اور لفافہ کھولتی اندر آئی۔۔اندر اس کی اور ابراھیم کی ولیمے کی تصویر تھی جس کے ساتھ ساتھ لکھا تھا۔

"تم دونوں بلکل بھی ایک دوسرے کے ساتھ خوبصورت نہیں لگتے۔۔تم دونوں ایک دوسرے کے الٹ ہو۔"

اس نے کاغذ پھاڑا اور تصویر لئے اوپر اپنے روم میں آئی۔۔نماز پڑھ کر وہ بیڈ پر بیٹھی اور موبائل نکالا وہاں سکرول کرتی رہی جب زین کی طرف سے اسے میسج موصول ہوا۔اس نے کھولا تو ابراھیم کی تصویر تھی جس میں وہ کسی ریسٹورنٹ میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔۔

"یہ آپ کو کہاں سے ملا لالہ؟"چند لمحوں بعد تین نکتے اسکرین پر ابھرنے لگے اور پھر جواب آیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ ایک سال پرانی تصویر ہے۔۔ہم دونوں کھانا کھانے گئے تھے تب لی تھی۔۔"

"اچھا۔۔"اس نے جواب دیا اور اس کی تصویر کو دیکھنے لگی۔۔وہ اچھا خاصا ہینڈسم آدمی تھا۔۔سیاہ آنکھیں اور ہلکے ہلکے بھورے سیدھے بال۔۔پھر اس کی نظریں اس کے ہاتھوں پر گئی۔۔مظبوط ہاتھ جن کی رگیں ابھری ہوئی تھیں۔۔وہ کئی لمحے اس تصویر کو دیکھتی رہی۔۔اس کو دیکھتے دیکھتے اس کے زہن میں زاویار کا چہرہ ابھرا۔۔دل بے اختیار پشیمان ہوا۔۔کیا

وہ اس گلٹ سے کبھی نکل سکے گی کہ اس کی وجہ سے کسی کی جان چلی گئی؟؟؟سوچتے ہوئے نجانے کب اس کی آنکھ لگ گئی اسے پتہ نہیں چلا۔۔

اس نے دو دن بعد گھر میں قدم رکھا تو سکون پورے وجود میں دوڑ گیا۔ سہ پہر کا وقت تھا، سورج ڈوب گیا تھا۔ گھر میں میرا کے ساتھ لان میں بیٹھی چائے پیتی رِھاف پر اس کی نظر پڑی تو لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔۔حالانکہ جاتے وقت اس پر جتنا غصہ تھا اب وہ مفقود تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسے اس لڑکی سے جو ڈور باندھ رہی تھی وہ اسے عزیز تھی۔ وہ قدم قدم چلتا ان کے قریب آیا۔ رِھاف کی نظر اس پر گئی جو ان کے قریب آرہا تھا،بازو پر کوٹ ڈالے بال بکھرے ہوئے سے تھے۔ شرٹ پینٹ میں وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا۔ وہ اسے دو دن بعد دیکھ رہی تھی۔۔وہ خوبصورت لگ رہا تھا یا اس کی نظریں بدل گئی تھی وہ جان نہیں سکی۔۔

"اسلام علیکم۔"سلام کرتا وہ میرا کے آگے جھکا جو اس کے سر پر پیار سے دعا دینے لگیں۔ اور پھر اسے دیکھتا وہ بلکل اس کے سیدھ میں بیٹھ گیا۔

"امجد۔۔گاڑی میں کچھ سامان ہے وہ نکال کر اندر لاؤ۔"بیٹھتے ہوئے اس نے اپنے پی اے کو کہا۔

"میٹینگ کیسی رہی؟دبئی کیسا تھا؟؟"رِھاف خاموش تھی جبکہ میرا سوال پوچھ رہی تھیں۔ کوٹ اس نے غیر ارادی طور پر ابھی تک بازو پر ڈالا ہوا تھا۔

"اچھی تھی۔۔اور دبئی۔۔اچھا تھا۔۔"وہ بتا رہا تھا اور میرا سر ہلا رہی تھیں۔رِھاف نے ایک غیر ارادی نظر اس پر ڈالی اور اس کے کوٹ کو دیکھا جو ہنوز بازو پر پڑا ہوا تھا۔ورنہ وہ اس شاپنگ بیگز کو دیکھ رہی تھی جو اس کا پی اے اندر لے کر آیا تھا اور جس میں اس کا سیاہ رنگ کا بیگ بھی تھا۔

وہ بے اختیار اٹھی اور اس کے بازو سے وہ کوٹ اور نیچے پڑا اس کا سیاہ رنگ کا بیگ لے کر اندر کی جانب بڑھ گئی جبکہ پیچھے اپنی بات مکمل کرتا ابراھیم ساکت ہوا۔کون سا لفظ بولنا تھا،

بات کیا ہو رہی تھی سب بھول گیا۔ میرا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی جب اسے واپس آتے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا۔

اس نے وہ ابراھیم کے آگے کیا تو اس نے بے یقینی سے گلاس لے لیا اور منہ سے لگایا حالانکہ پیاس نہیں لگی تھی۔ وہ اس کے سامنے بیٹھی تو اس نے غور سے اسے دیکھا۔ وہ گھٹنوں سے نیچے تک آتی سفید رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس تھی جس پر باریک کام ہوا تھا۔ اس کے ساتھ اس نے کھسے پہنے تھے مگر اس وقت کرسی پر وہ آلتی پالتی مار کر بیٹھی تھی۔ (وہی عادت سے مجبور)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"گفٹس لایا ہوں آپ کے لئے۔" اس نے دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا تو میرا کو اپنی مسکراہٹ چھپانا مشکل لگا۔ وہ میرا کو دیکھتے ہوئے چھوٹی موٹی باتیں بتا رہا تھا۔ جبکہ وہ سوچوں میں الجھی بیٹھی تھی جاگی تب جب میرا نے اس کے آگے ایک شاپنگ بیگ رکھا۔

"یہ؟" شاپنگ بیگ کھولتی وہ حیران ہوئی۔ اس میں پرفیوم اور کچھ جیولری تھی جو کافی خوبصورت تھی۔

"کیسے لگے؟"میرا کے سوال پر وہ مسکرائی۔

"اچھے ہیں۔"پرفیوم کھولتی وہ بولی تو ابراھیم کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔۔اسے بے اختیار یاد آیا کہ وہ اسے بنا بتائے گیا تھا تو اسے بے اختیار غصہ آیا۔اس سے تو بعد میں پوچھے گی۔۔خود کے ساتھ تہیہ کرتی وہ چیزیں دیکھنے لگی۔۔

"میں چینج کر کے آتا ہوں۔"وہ کہتا ہوا وہ مڑ کر اندر چلا گیا۔اس نے تب تک اس کی پشت کو دیکھا تھا جب تک وہ غائب نہیں ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"زرمینہ کہاں ہو تم؟"وہ گھر آیا تو لان میں ہی بیٹھ گیا اور زرمینہ کو آواز دینے لگا مگر جواب ندارد۔۔

وہ وہاں سے اٹھتا ہوا کمرے میں آیا تو وہ وہاں بھی نہیں تھی۔پورے گھر میں ڈھونڈ کر وہ نبیلہ کے پاس آیا۔

"اماں زرمینہ یہاں ہے؟"اندر آکر سلام کے بعد وہ ڈائریکٹ مدعے پر آیا۔

"ہاں۔۔اندر سو رہی ہے۔۔"وہ دونوں باورچی خانے میں تھے۔نبیلہ کھانا بنا رہی تھیں اور وہ حیران سا ان کے آگے کھڑا تھا۔

"مگر یہاں کیوں سو رہی ہیں؟"اس کے سوال پر نبیلہ نے ایک نظر اس پر ڈالی۔

"آج کے بعد وہ اور تم دونوں یہاں ہی رہو گے۔"ان کا کہنا اتنا اٹل تھا کہ وہ حیران ہوا۔

"اماں کیا ہوا ہے؟آپ مجھے ڈرا رہی ہیں۔"اس کو نجانے کیوں کچھ غلط لگا۔

"آج ہم ڈاکٹر کے پاس گئے تھے۔"ان کے بتانے پر وہ اب پریشان ہوا تھا۔

"کیوں؟اور اکیلے کیوں گئے مجھے بتایا ہوتا۔"اس کے کہنے پر نبیلہ نے ایک مسکراتی نظر اس پر ڈالی۔

"تم مصروف تھے۔۔اور ہم جا سکتے ہیں اکیلے۔"کھانے میں چمچ چلاتی ان کے چہرے پر مسکراہٹ ہنوز قائم تھی۔

"آپ مجھے بتائیں آپ ڈاکٹر کے پاس کیوں گئی تھیں آپ کو کچھ ہوا ہے کیا؟"وہ بے اختیار پریشان ہوا۔

"مجھے کچھ نہیں ہوا۔۔بلکہ تمہارا ہونے والا ہے۔"نبیلہ کی بات زین کے سر کے اوپر سے گزر گئی۔

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا اماں بہت تھکا ہوا ہوں۔پلیز بتائیں کیا ہوا ہے۔"وہ واقعی تھکا ہوا تھا نبیلہ کو بے اختیار اس پر پیار آیا۔

"تم ابا بننے والے ہو۔"زین العابدین کو کچھ لمحے سمجھنے میں لگے اور جب بات دماغ نے پروسس کرلی تو وہ ساکن ہو گیا،بھوری آنکھیں پوری طرح کھل گئی۔۔یک دم ماں کے سامنے چہرہ سرخ پر گیا۔اف ایک تو زین العابدین کی یہ شرمانے والی رگ!.....

"اماں؟"کئی لمحے بعد منہ سے بس یہی لفظ نکلا۔ہنوز بے یقینی۔

"جا کر اپنی بیوی سے پوچھو اگر تمہیں لگتا ہے میں جھوٹ بول رہی ہوں۔"دیگچی پر ڈھکن رکھتی وہ مسکرا کر بولی تو زین العابدین نے خود کو اس کمرے کی طرف بڑھتے پایا جہاں وہ سو

رہی تھی۔وہ اندر داخل ہوا تو وہ واقعی سو رہی تھی۔سبز آنکھیں بند تھی۔۔وہ قدم قدم چلتا اس کے قریب کھڑا ہوا چند لمحے چند سانسیں اس کے چہرے کو دیکھتا رہا اور پھر بہت آہستگی سے اس کے اوپر جھکتے اس کا ماتھا چوما۔

"شکریہ بیگم۔"اس کے لمس پر وہ زرا سا کسمسائی مگر کروٹ بدل کر پھر سے سو گئی۔وہ مسکرا کر ایک نظر اس پر ڈالتا باہر نکل آیا اور اپنے گھر کی طرف بڑھ گیا۔نبیلہ نے ایک مسکراتی نظر اس کی پشت پر ڈالی اور اندر بڑھ گئیں،انہیں مغرب کی نماز کی تیاری کرنی تھی اور پھر زرمینہ کو اٹھانا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ لوگ کھانا کھا کر کمرے میں ایک ساتھ داخل ہوئے تو رِھاف وضو کرنے واشروم چلی گئی جبکہ وہ بیڈ پر اپنی سائڈ والی جگہ پر آ کر لیٹ گیا۔رِھاف کھانا کھانے کے بعد نماز پڑھتی تھی جبکہ وہ باجماعت نماز پڑھنے جاتا تھا۔دن کے وقت اگر اسے موقع ملتا تو بھی جاتا تھا مگر رات کی نماز وہ باجماعت مسجد میں ہی پڑھتا تھا اور پھر گھر آ کر کھانا کھاتا تھا۔خیالوں سے

تب جا گا جب واشروم کا دروازا کھول کر وہ باہر نکلی۔شفاف چہرے پر پانی کی چھینٹے تھی۔۔شہد رنگ آنکھیں چمک رہی تھیں۔۔چہرے کے اطراف میں جھولتی لٹیں اور کندھوں پر پڑے بال۔۔۔کوئی کم بخت ہی اس سے نظریں پھیر سکتا تھا۔وہ اسے دیکھے گیا جبکہ وہ اس کی مسلسل نظروں سے کنفیوژ ہو رہی تھی۔

"مجھے ایسے مت دیکھیں۔"بے اختیار کہہ کر وہ پچھتائی کیونکہ اس نے اس کا چہرہ مسکراہٹ میں ڈھلتے دیکھا۔

"ویسے میں دو دن باہر کیا گیا آپ تو بلکل بدل گئیں...."وہ اب حیران ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔جبکہ اس کے اس طرح طرزِ تخاطب پر حیران ہوئی۔

"تو کیا چاہتے ہیں آپ؟"دوپٹہ اسکارف کی شکل میں پہنتی وہ بولی تو ابراھیم مسکرایا۔

"میں کیا چاہتا ہوں؟؟"وہ سوچنے والے انداز میں بائیں ہاتھ کی انگلی چہرے پر رکھ کر سوچنے کی اداکاری کرنے لگا تو جائے نماز اٹھاتی رِھاف کا دل کیا ہنس دیں نجانے کیوں وہ اسے اچھا لگا تھا۔

"زیادہ اداکاری مت کریں۔۔اور آپ مجھے بِنا بتائے چلے گئے۔"اسے یاد آیا تو منہ بنا کر پوچھا۔۔

"ہاں تو آپ تو خوش ہو گئی ہونگی کہ چلو جان چھوٹ گئی۔۔"

"بلکل بھی نہیں۔۔"وہ بے ساختہ بولی مگر اس کی مسکراہٹ دیکھ کر پچھتائی۔۔

"یہ دو دن میں ایسا کیا ہو گیا ہے جو آپ کے مزاج بدل گئے ہیں۔۔"وہ اٹھ کر اس کے قریب آیا تو وہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہوئی۔

"وہ۔۔وہ۔۔میں اس دن غصے میں تھی اور میں نے آپ سے بدتمیزی کر دی تھی۔سارا غصہ آپ پر اتار دیا۔۔"جائے نماز ہاتھ میں پکڑے وہ بولی تو وہ اس کی آنکھیں نرمی میں ڈھلیں۔

"کوئی بات نہیں۔۔اب کوئی اور تھا نہیں تو مجھ پر ہی اترنا تھا غصہ۔۔"وہ بولا تو رِھاف نے اسے دیکھا۔"آگے بھی کسی اور کا غصہ اتار سکتی ہو۔۔ہاں اگر مجھ پر بھی غصہ آیا تب بھی اتار لینا۔۔خادم حاضر ہے۔۔"وہ کتنے آرام سے بتا رہا تھا۔۔جیسے یہ تو کوئی بات ہی نہیں تھی۔۔

"میں نماز پڑھ لوں۔۔"اس نے جائے نماز آگے کرتے کہا تو اس نے سر ہلایا۔"مجھے کچھ اور باتیں بھی کرنی ہیں۔"اسے بے اختیار یاد آیا۔

"کہانا۔۔خادم حاضر ہے۔۔"وہ بولا تو وہ مسکرائی اور نماز پڑھنے لگی۔وہ اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھنے لگا۔جب وہ فارغ ہوئی تو جائے نماز سمیٹ کر رکھتی دوپٹہ اسکارف سے ہٹاتی وہ آئی اور اس کے ساتھ بیڈ پر اپنی طرف بیٹھ گئی۔

"کیا پوچھنا ہے؟"وہ اب سنجیدہ تھا۔

"آپ کی طرف کی کہانی سننی ہے۔"وہ اتنا اچانک بولی کہ ابراھیم حیران ہوا۔

"کیا مطلب؟"وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگا۔

"مجھے میرا آنٹی نے بتایا کہ اپنے حصے کی کہانی آپ مجھے خود بتائیں گے۔"وہ اپنے بال کیچر میں بند کرنے لگی تو ابراھیم نے اس کا ہاتھ روکا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"انہیں کھلا رہنے دو پلیز۔" سر ہلاتی وہ اپنے بالوں کو کھلا چھوڑ گئی اور اس کا چہرہ دیکھنے لگی جو نجانے کیوں اسے یکدم مرجھایا ہوا لگا۔

"انہوں نے بتایا ہو گا امی کے بارے میں۔" اب وہ کمرے کی ہر چیز کو دیکھ رہا تھا سوائے اس کے۔ رِھاف نے بے اختیار اس کے دونوں ہاتھ پکڑے تو ابراھیم نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا جو اس مخروتی انگلیوں میں مظبوطی سے قید تھے۔ یوں جیسے وہ اسے کہہ رہی ہو میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔ تو کیا تعلق انسیت سے آگے بڑھنے لگا تھا؟؟

"ان کے جانے کے بعد جب بابا مجھے لے گئے تو وہاں میرا بہت خیال رکھا گیا۔ زندگی کے دو سال ان کے ساتھ مثالی سال تھے۔ مگر جب ان کی شادی ہوئی اور۔۔" وہ بے اختیار رک گیا۔ جیسے کچھ کہتے کہتے رکا ہو۔

"اور۔۔؟" اس نے اسے بات جاری رکھنے کو کہا۔

"وہ مجھے مجبور کرتے تھے کہ میں ان کی بیوی کو امی کہا کروں مگر میری بس ایک ہی ماں تھی میں ان کی جگہ کسی کو نہیں دے سکتا تھا۔ حالانکہ ان کے جانے کے بعد مجھے ان سے محبت

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نہیں رہی تھی۔۔"وہ کس کرب سے بتا رہا تھا رِھاف کو یہ موضوع چھیڑ کر افسوس ہوا مگر کہیں سے تو شروعات کرنی تھی۔

"کون مجبور کرتا تھا آپ کو امی کہنے کے لئے؟"اس کے سوال پر ابراھیم نے چہرہ اس کی جانب کیا۔

"سب۔۔سب گھر والے۔۔مگر میں نہیں بلاتا تھا انہیں آنٹی بلانے لگا۔کہیں نہ کہیں سب مان گئے کہ میں ان کو اپنی ماں نہیں بلا سکتا۔میں سکول جانے لگا۔کئی دن میں ناشتہ کئے بغیر چلا جاتا تھا۔ابا بھی صبح سو رہے ہوتے تھے۔نہ لنچ ملتا تھا نہ پیسے۔سویرا آنٹی(زاہد کی دوسری بیوی)ایسی عورت تھیں جو مجھ سے خار کھاتی تھی حالانکہ میں نے ان کا کیا ہی بگاڑنا تھا۔" کہتے ہوئے بے بسی سے ہنس پڑا تو رِھاف کا دل ڈھول گیا۔"میں جو سب سے قابل سٹوڈنٹ جانا جاتا تھا فورتھ کلاس میں بری طرح فیل ہو گیا۔۔اس دن بابا نے بہت زیادہ ڈانٹا تھا امی کے طعنے دیے تھے۔میرا کزن تھا جو میرے ساتھ پڑھتا تھا وہ فرسٹ پوزیشن لایا تھا۔میں بھی لا سکتا تھا مگر مجھ سے میری زات کا اعتماد چھن گیا تھا۔میری امی کے طعنے

دیتے تھے لڑکے اور میں خاموشی سے سنتا رہتا۔ میرے پاس جواب نہیں ہوتا تھا۔ امی اور بابا نے سارا اعتماد جیسے چھین لیا تھا۔ امی نے چھوڑ کر اندھا کر دیا تھا جبکہ ابا نے ساتھ نہ دے کر گونگا کر دیا۔۔ "آخری بات پر اس کی آواز بدل گئی تھی۔ "میں اگر بابا کو بتاتا تو وہ مجھے سناتے کہ میں اپنے لئے سٹینڈ نہیں لے سکتا۔۔ میں سٹینڈ کیسے لے سکتا تھا مجھ سے تو یہ ایبیلیٹی ہی چھین لی گئی تھی۔ مجھے تو مانگنے پر بھی کبھی کچھ نہیں ملتا تھا۔" رِھاف بس خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔۔ "پھر میں کلاس ففتھ میں جب گیا تب میری ملاقات زین سے ہوئی یا یوں کہو وہ میرے پیچھے کسی چمگادڑ کی طرح چمٹ گیا۔ "زین کے ذکر پر وہ مسکرایا تھا۔ "میں نے اسے خود سے دور کرنے کی ہزار بار کوشش کی مگر وہ دور نہیں ہوا۔ وہ اور قریب ہوتا گیا۔ اس نے ایک دفعہ کسی کو مجھے بلی کرتے دیکھا تو اس نے انہیں اتنا مارا کہ اس کے بعد کسی نے مجھے بلی کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اس دن کے بعد زین اور میں ایک ساتھ ہوتے تھے۔ "وہ خاموش ہوا مگر بات ختم نہیں ہوئی تھی۔ "پھر ہم کالج لائف میں

آ گئے تو وہاں کا ایک سینئر لڑکا تھا۔۔"بولتے ہوئے وہ خاموش ہوا اور اسے دیکھا جو ہنوز اسے غور سے سن رہی تھی۔

"اس نے مجھے بتایا کہ وہ کچھ وقت پہلے دبئی گیا تھا اور وہاں میری امی کو دیکھا جو کسی فحاش آدمی کے ساتھ تھیں۔۔اس نے اور بھی کافی نامناسب باتیں کی تھیں۔جو مجھے غصہ دلا گئیں اور میں نے اسے کافی مارا جس کی وجہ سے میرے بابا کو کالج بلا لیا گیا۔بابا کو پرنسپل نے کافی باتیں سنائیں اور واپسی پر انہوں نے مجھے بہت زیادہ ڈانٹا۔۔ان کی ڈانٹ میں سہہ جاتا مگر گھر میں سویرا آنٹی کی باتیں مجھے کسی کوڑے کی طرح لگتی تھیں۔

(وہ دن اس کی یاداشت میں آج بھی فٹ تھا۔اسے زاہد جب گھر لے کر آئے تو وہ بھری بیٹھی تھی۔"جب تمہاری ماں ایسی ہے جیسے وہ بتا رہا ہے تو تمہیں کس بات پر غصہ آتا ہے۔۔سچ ہی تو کہتے ہیں لوگ سن لیا کرو۔۔"ان کی بات پر سولہ سالہ ابراھیم کا دماغ گھوم گیا۔

"میں کیوں سن لیا کروں؟کوئی آگے ایسا کچھ بولے گا تو ان کے منہ توڑوں گا۔"کہہ کر وہ اپنے کمرے کی جانب جانے لگا جب سویرا کی بات پر رک گیا۔

"بد چلن تھی تمہاری ماں اور یہ بات یاد رکھو۔ ہمیشہ یہی بات سننی پڑے گی۔ اس وقت میں بتا رہی ہوں کالج کے لوگ بتا رہے ہیں آگے زندگی میں بیوی آئے گی وہ بھی یہی کہے گی تو کیا اس کا بھی منہ توڑو گے؟"

"جو بھی تھی وہ میری ماں تھی۔۔ آپ کو نہ کسی دوسرے کو حق ہے کہ میری ماں کے بارے میں اپنے گھٹیا زبانوں سے باتیں کریں۔" وہ سویرا کے آگے کھڑا چیخ رہا تھا۔

"رہی بات میری بیوی کی تو میں شادی ہی نہیں کروں گا۔ آپ سب نے اس قابل ہی نہیں چھوڑا کہ میری کبھی فیملی ہو۔۔" چیخ چیخ کر گلا بیٹھ گیا مگر غصہ کم نہیں ہو رہا تھا اس لئے اپنے کمرے کے اندر گیا اور اپنے پیچھے دروازا بند کر کے دروازے کے ساتھ بیٹھتا چلا گیا اور روتا رہا۔ وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہا تھا پھوٹ پھوٹ کر۔ پھر اس کی نظر اپنے سٹڈی ٹیبل پر پڑی وہاں کٹر پڑا ہوا تھا۔ وہ کسی جزبے کے تحت اٹھا اور کٹر اٹھا کر اپنے بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھا اور نجانے کیسے یکدم اس کے دونوں ہاتھ خون سے رنگ گئے۔ وہ وہاں تڑپتا رہا۔۔۔ قطرہ قطرہ موت کیا ہوتی ہے وہ اسے اس دن پتہ چلا تھا۔۔ اتنی تکلیف ہو رہی تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جیسے کسی نے دل سینے سے نکال کر ہتھیلی پر رکھ دیا ہو اور اس میں چھریاں مار رہا ہو۔۔ کچھ دیر وہاں تڑپتا رہا اور پھر وہ غنودگی میں چلا گیا۔۔ وہ نہیں جانتا تھا کب، کون اندر آیا اور اسے لے گیا۔۔ مگر جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ ہسپتال میں تھا اور وہاں میرا اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔ ان کے ساتھ زین بھی کھڑا تھا۔ اور پھر وہ میرا کے ساتھ شفٹ ہو گیا۔

اس کے بعد اپنی ماں کے گھر۔۔ اس نے بزنس میں خود کو اتنا مصروف کر لیا کہ اس نے اپنا آپ نظر انداز کر دیا۔

"اور پھر میری زندگی میں تم آئی۔" بات مکمل کر کے وہ بولا تو رِھاف کو اپنے آنسوں پر قابو پانا مشکل ہو گیا۔ اسے تو ہلکی سی چوٹ بھی لگ جاتی تھی تو پورا گھر سر پر اٹھا لیتی تھی اور یہ آدمی اتنا کچھ سہہ گیا تھا۔

"آئی ایم سوری۔" نجانے کس جزبے کے تحت اس کے منہ سے نکلا تو ابراھیم کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔

"کس لئے۔۔؟" وہ حیران ہوا تھا واللہ وہ واقعی حیران ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہر چیز کے لئے۔۔"اس کے جواب پر ابراھیم کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"اب آپ اس طرح سوری کہہ رہی ہو تو معاف کر دیتا ہوں بیگم۔"وہ ایسے بولا جیسے اس پر احسانِ عظیم کر رہا ہے۔رِھاف کو اس کا آخری لفظ دل پر لگا مگر باقی بات پر یکدم تپ چڑھی۔

"اچھا اب زیادہ بننے کی ضرورت نہیں ہے۔"سر جھٹکتی وہ خود پر کمفرٹر ٹھیک کرتی لیٹنے لگی تو ابراھیم مسکرایا تھا اس کی اداؤں پر۔مگر اپنی جگہ پر لیٹتا آج وہ سکون میں تھا۔کچھ تھا جو ان کے بیچ بدل گیا تھا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس دن ابراھیم کے دونوں ماموں دانیال اور زاریان آرہے تھے جن کے لئے وہ رات کا کھانا بنا رہی تھی۔میرا اس کے ساتھ تھیں۔نبیلہ نے اسے زین اور زرمینہ کی خوش خبری کے بارے میں بھی بتا دیا تھا جس پر وہ کافی خوش ہوئی تھی۔

"آنٹی۔۔"ٹماٹر کاٹتی اس نے میرا کو مخاطب کیا۔

"جی بیٹا۔"وہ فریج سے پانی کی بوتل نکال رہی تھیں۔

"ابراھیم نے کبھی اپنی دوسری ماں کو امی نہیں بلایا تو وہ آپ کو امی۔۔ میرا مطلب۔۔"اس کے سوال پر ان کا چہرہ مسکراہٹ میں ڈھلا۔

"میں نے اس کے ساتھ یہاں شفٹ ہونے سے پہلے شرط رکھی تھی کہ اگر مجھے امی بلاؤ گے تو ٹھیک ورنہ تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔"ان کے جواب پر وہ حیران ہوئی۔

"وہ مان گیا تھا؟"

"اسے ماننا تھا۔۔کوئی اور آپشن نہیں تھا اس کے پاس۔"میرا نے مسکراہٹ کے ساتھ بتایا تو وہ بھی ان کے ساتھ مسکرانے لگی۔

دانیال اور زاریان کی فیملی کے آنے سے پہلے وہ تیار ہونے چلی گئی۔ہلکے آسمانی رنگ کے کام والے کپڑے پہن لئے جس کے ساتھ وہ اچھی خاصی تیار ہوئی تھی۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تیار ہو کر نیچے آئی تو ابراھیم آچکا تھا۔ سیڑھیوں سے اسے اترتے دیکھ کر وہ ٹھٹک گیا۔ پھر فوراً سنبھلا اور نظریں پھیر لیں۔

"آنٹی آپ کے بھائی ابھی تک نہیں آئے۔" وہ ابراھیم کو نظر انداز کرتی کچن چلی گئی اور میرا سے پوچھنے لگی۔

"بس پہنچنے والے ہیں۔" ان کے کہتے ساتھ ہی گھر کے سامنے دو گاڑیاں رکی تھیں۔ ابراھیم اٹھ کر باہر چلا گیا تو وہ بھی اس کے پیچھے چلی گئی۔ ابراھیم اپنے دونوں ماموں سے مل رہا تھا جبکہ وہ ان کی بیویوں سے۔ رِھاف ان کے بچوں کو دیکھ رہی تھی دونوں بھائیوں کے دو دو بچے تھے۔ گھر کے اندر آ کر وہ میرا سے ملیں تو اس کے بعد سب لاونج میں بیٹھ گئے جبکہ وہ کچن گئی تاکہ ریفریشمنٹ لے آئے مگر اس کے پیچھے کوئی داخل ہوا تھا۔

"رِھاف۔۔" ابراھیم کی آواز پر وہ مڑی تو وہ کچن کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

"کیا ہوا؟" وہ اسے اس طرح کھڑے دیکھ کر حیران ہوئی۔

مگر اسے نظر انداز کرتا وہ اس کے قریب آیا اتنا قریب کہ وہ بے اختیار دو قدم پیچھے ہوئی۔ وہ ایک قدم اور اس کے قریب آیا۔

"کیا مسئلہ ہے پیچھے پیچھے کیوں آ رہے ہیں؟" اس کا چہرہ سرخ ہوا۔

"آپ کو کیا مسئلہ ہے ایک جگہ کھڑی ہو جائیں تا کہ یہ انگوٹھی پہنا سکوں۔" اس نے اپنے جیب سے ایک انگھوٹھی نکالی اور اپنا ہاتھ اس کے آگے کیا۔ رِھاف نے تھوک نگلا اور انگھوٹھی کو دیکھا جس کے ڈیزائن میں ایک ہیرا اور چاند تھا۔۔ یوں جیسے وہ انگھوٹھی بیچ میں کھلی تھی ایک طرف چھوٹا سا چاند تو دوسری طرف ہیرا جگمگا رہا تھا۔۔ اس نے اپنا ہاتھ آگے کیا انگھوٹھی اس کی انگلی میں سج گئی۔

"میں کچھ مدد کروں؟" وہ ہنوز ایسی کھڑی رہی تو ابراھیم کو ہنسی آئی اسی لئے پوچھ لیا۔

"کیا؟ کیا مدد؟" وہ ہکلائی۔

"ریفریشمنٹ نہیں لے کر جانی؟" اس کے پیچھے اشارہ کر کے یاد کروا گیا تو رِھاف کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں میں کر لوں گی۔"رخ موڑتی وہ اپنا کام کرنے لگی مگر دل سو کی سپیڈ سے دھڑک رہا تھا۔کون سا احساس تھا جو سر اٹھا رہا تھا۔

ریفریشمنٹ کے بعد خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا۔اس کے بعد چائے کا دور چلا تو سب خوش گپوں کے ساتھ چائے پینے میں مصروف تھے۔رِھاف اس کے بلکل سیدھ میں دانیال کی بیوی کے ساتھ بیٹھی تھی اور وہ اپنے ماموں کی کسی بات پر قہقہہ لگا رہا تھا۔اس نے اپنی نظریں اس پر گاڑھ دیں جو ہنوز مسکرا رہا تھا۔پھر اس نے دیکھا اس نے اپنا موبائل نکالا تھا۔وہ کچھ ٹائپ کر رہا تھا وہ دیکھ رہی تھی۔پھر اس نے موبائل رکھا تو رِھاف کی گود میں پڑا اس کا موبائل روشن ہوا۔

"کیا کر رہی ہیں بیگم صاحبہ۔۔ایسے دیکھتی رہیں گی تو میں سر چڑھ جاؤں گا۔۔"رِھاف کا دل کیا کہیں منہ چھپا لے۔۔اتنی بے عزتی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پوری دعوت میں اس کے بعد اس نے نظر نہیں اٹھائی تھی۔ مہمانوں کے جانے بعد کمرے میں تب آئی جب وہ سو چکا تھا۔ وہ آکر آہستگی سے اپنی جگہ پر لیٹ گئی اور آنکھیں موند لی لیکن چند لمحوں بعد ایک مظبوط ہاتھ اس کے کمر کے گرد حائل ہوا تھا۔۔۔

اکتوبر کا مہینہ شروع ہوا تو اس کو اور میرا کو شاپنگ کرنی تھی اس لئے ابراھیم نے اپنے آفس سے ایک ڈرائیور بھیجا جو دونوں کو شاپنگ پر لے کر گیا تھا۔ پورا دن وہ دونوں شاپنگ کرتی رہیں تھی۔ اس نے اپنے لئے کافی کچھ لیا تھا ابراھیم کے لئے بھی کئی شرٹس اور پرفیومز لئے تھے۔ پھر وہ ایک دکان کے اندر گئی وہاں اس کے لئے ایک کھلونے جتنی گاڑی لی اور جب پیمینٹ کرنے لگی تو انہوں نے اس کے آگے ایک سیاہ لفافہ رکھا۔

"یہ کیا ہے؟" وہ جانتی تھی یہ کیا ہو گا۔

"کوئی آدمی دے کر گیا ہے آپ کے آنے سے چند منٹ پہلے۔ انہوں نے آپ کی تصویر دکھائی اور کہا کہ آپ کو دے دوں۔" اس نے جھپٹ کر وہ لفافہ لیا اور اپنے پرس میں

ٹھونس دیا۔ جلدی سے ابراھیم کے لئے گفٹ ریپ کرتی نکل آئی۔ چہرے سے سارا خون نچڑ گیا تھا۔ ہاتھوں میں لرزش تھی۔ کسی طرح گاڑی میں آکر بیٹھی تو میرا اس کو دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

"کیا ہوا رِھاف؟" وہ اس کو پانی پلا رہی تھیں۔

"کچھ نہیں ہوا بس زیادہ تھک گئی ہوں اس لئے چکر سے آگئے ہیں۔" وہ ان کو مطمئن کر کے خود پر قابو پاتی سر سیٹ کی پشت سے لگا گئی۔ کچھ دیر میں وہ لوگ گھر آگئے تو وہ اپنے کمرے میں آئی اور نیند کی دوا لے کر سو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ابراھیم کمرے میں داخل ہوا تو گھپ اندھیرے نے اس کا استقبال کیا۔ سوئیچ بورڈ پر ہاتھ مار کر اس نے لائٹ جلائی تو وہ کمبل اوڑھے دبکی سوئی ہوئی تھی۔ وہ اس کے قریب آیا۔۔ چند لمحے دیکھتا رہا اور پھر جھک کر پہلے اس کا ماتھا چوما پھر اپنی داڑھی اس کے گالوں سے مس کرنے لگا تو وہ کسمسا کر آنکھیں کھول گئی۔ چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر ہلکا سا مسکرائی اور اٹھ بیٹھی۔

"اتنی جلدی کیوں سو رہی ہو؟"وہ دوسری تارڑ آ کر بیڈ پر بیٹھ کر جوتے اتارنے لگا تو وہ پیچھے سے اس کی کمر کے ساتھ سر ٹکا کر بیٹھ گئی۔

"تھک گئی تھی شاپنگ پر گئے تھے۔"اس کے کہنے پر ابراھیم نے سر ہلایا اور اسے دیکھا۔

"میرے لئے کچھ نہیں لائی؟"اس کے پوچھنے پر وہ مسکرائی۔

"لائی ہوں جی۔"کہتے ساتھ وہ اٹھی اور اپنی سائڈ والا دراز کھول کر وہی ریپ کی ہوئی گاڑی اس کی آنکھوں سے بچ کر نکالی۔وہ گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہے؟"وہ پر تجسس ہوا۔

"دکھاؤں؟؟"ہاتھ اس نے پیچھے باندھے تھے اس لیے وہ کچھ دیکھ نہیں پا رہا تھا۔

"ہاں نہ دکھاؤ۔۔"اس کے کہنے پر اس نے دونوں ہاتھ آگے کرتے گاڑی اس کے آگے کی تو وہ حیران ہو گیا،چہرے پر چمک آئی تھی،ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔رِھاف نے ہر تاثر پہچانا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تمہیں کیسے پتہ چلا؟"وہ ہنوز اس کے ہاتھوں میں پکڑے اس کھیلونے نما گاڑی کو دیکھ رہا تھا۔

"بس پتہ چل گیا۔"وہ کھلکھلا کر بولی تو ابراھیم بے اختیار اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔وہ ہنوز مسکرا رہی تھی۔

"اپنا تحفہ تو لے لیں۔"وہ مسکرا کر بتا رہی تھی۔

"پہلے اللہ کا دیا ہوا تحفہ تو سر اہوں۔"وہ جزب سے بولا تو رِھاف کا دل دھڑکا۔

"مجھے بھوک لگی ہے۔"وہ اسے اسی طرح اپنے سینے سے لگائے رکھتا اگر وہ خاموش رہتی۔

"تم نے کچھ کھایا کیوں نہیں؟"اس کے ہاتھ سے تحفہ لیتا وہ اب ڈانٹ رہا تھا۔

"نیند آ رہی تھی تو سو گئی تھی اس وجہ سے۔"

"اچھا میں فریش ہوتا ہوں پھر کھالیں گے امی بھی انتظار کر رہی ہیں۔" کہتا ہوا وہ واشروم چلا گیا تو وہ باہر نکل آئی۔ نیچے آئی تو میرا کچن میں تھی وہ فریج کے آگے کھڑی ہو کر پانی پینے لگی۔۔۔

"رِھاف بیٹا یہ کھانا باہر ڈائینگ ٹیبل پر لگاؤ۔" میرا کے کہنے پر اس نے سر ہلایا اور کھانا لگانے لگی۔

کچھ دیر بعد ابراھیم بھی آگیا تو وہ لوگ کھانا کھانے لگے۔

کھانے کے بعد میرا اور رِھاف کا فلم دیکھنے کا موڈ ہوا تو انہوں نے فلم لگائی جبکہ ابراھیم سونے چلا گیا۔ فلم کے آخری دس منٹ رہ گئے تھے اور وہ دونوں اتنے محو تھے کہ ابراھیم کا آنا اور ان کے ساتھ بیٹھنا بھی محسوس نہیں کر سکیں۔

"یہ لڑکی مر جائے گی۔" اس کے کہنے پر دونوں عورتوں نے اسے ایسے دیکھا جیسے اس کا گلا دبا دیں گی۔

"تم نے دیکھی ہے؟" میرا کے سوال پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"تو پھر کیسے پتہ؟"اب سوال بیوی کی طرف سے تھا۔

"میں نے تو تکہ لگایا ہیں۔"دونوں ہاتھ سر کے پیچھے رکھتے وہ پیر لمبے کر کے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"اپنے تکے اپنے پاس رکھیں اور چپ کر کے بیٹھ جائے۔اگلی دفعہ کوئی آواز نہ آئے آپ کی۔۔"وہ بولی تو وہ واقعی چپ رہا اور پھر تب تک چپ رہا جب تک فلم ختم نہیں ہوئی۔مگر شومئی قسمت لڑکی واقعی مر گئی تھی فلم میں۔۔اور اب دونوں خواتین اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ کو کس نے کہا تھا تکے لگانے کی؟وہ واقعی مر گئی ہے۔"رِھاف تو اب چڑھ دوڑی تھی۔

"میرے تکہ لگانے سے تھوڑی مری ہے وہ۔"ابراھیم کو سمجھ نہیں آیا وہ کیسے اپنے سر سے الزام ہٹائے۔

"آپ بھی نہ۔"اس کے پاس جیسے الفاظ ختم ہو گئے تھے۔"آنٹی میں سونے جا رہی ہوں آپ ہی بھگتیں اپنے بیٹے کو۔"

وہ شدید ناراض لگتی تھی۔ کشن پھینکتی وہ اٹھی۔

"ارے اس فلم کے رائٹر سے پوچھو میں نے تو کچھ نہیں کیا۔"ابراھیم کے مسکرا کر کہنے پر وہ رک گئی۔

"یہ۔۔یہ رائٹرز جو ہوتے ہیں یہ ایک نمبر کے پتھر دل ہوتے ہیں۔۔پسندیدہ کردار مار دیتے ہیں۔"وہ بے اختیار کرسی پر بیٹھ کر اب دنیا جہاں کہ لکھاریوں کو کوس رہی تھی۔ میرا اور ابراھیم دلچسپی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"ہاں نہ۔۔ایک نمبر کے جھوٹے اور مکار لوگ ہوتے ہیں یہ رائٹرز۔"ابراھیم نے لقمہ دیا۔

"ہاں۔۔ نجانے خود کو کیا سمجھتے ہیں جو دل میں آتا ہیں کر دیتے ہیں ہمارے پسندیدہ کردار کے ساتھ۔"اس کا غصہ اب تھوڑا تھوڑا ٹھنڈا ہو گیا تھا۔بے چارے لکھاری....

"کمرے میں چلیں؟"

"کیوں؟؟"اس کے چیخ کر کیوں پوچھنے پر میرا کو اپنی مسکراہٹ ضبط کرنی مشکل لگی۔

"سونا نہیں ہیں کیا؟امی بھی سونے جا رہی ہیں۔"وہ آرام سے بولا اس ڈر سے کہیں وہ پھر سے نہ چڑھ دوڑے۔

"اچھا۔۔" کہتی وہ اٹھی اور اس کے ساتھ ابراھیم بھی اٹھ گیا۔سیڑھیاں چڑھ کے کمرے میں داخل ہوئے تو وہ سیدھا بیڈ کی طرف چلی گئی اور لیٹ گئی اس کے ساتھ ابراھیم بھی آ کر لیٹ گیا۔اس کو وہاں وہ چھوڑ سکتا تھا مگر اب وہ اس کا عادی ہو گیا تھا۔اگر دوسری جانب رِھاف ہوتی تو وہ پرسکون نیند سوتا تھا اور اگر وہاں وہ نہ ہوتی تو وہ کئی گھنٹے کروٹیں بدلتا رہتا۔وہ اس پر بہت بری طرح اثر انداز ہو رہی تھی اور وہ یہ بات جانتا تھا۔اس کی طرف کروٹ بدل کر دیکھتے ہوئے اسے اس وقت احمد فراز کی وہ نظم یاد آ رہی تھی جسے اس نے کچھ دنوں پہلے سنا تھا۔

زندگی سے یہی گلہ ہے مجھے

تو بڑی دیر سے ملا ہے مجھے

تو محبت سے کوئی چال تو چل

ہار جانے کا حوصلہ ہے مجھ میں

دل دھڑکتا نہیں سلگتا ہے

کل جو خواہش تھی آبلہ ہے مجھے

ہمسفر چاہیئے ہجوم نہیں

ایک مسافر بھی قافلہ ہے مجھے

لب کشا ہوں تو اس یقین کے ساتھ

قتل کرنے کا حوصلہ ہے مجھے

کوہکن ہو قیس ہو کہ فراز

سب میں ایک شخص ہی ملا ہے مجھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلے دن جب وہ یونیورسٹی گئی تو اسے لگا جیسے دن اور بھی چھوٹے ہو گئے ہوں۔ سرما کے دن تو ویسے بھی تیزی سے ڈھل جاتے ہیں، مگر اب تو وقت جیسے ہاتھوں سے پھسلنے لگا تھا۔ سورج کی مدھم دھوپ، ہوا کی ٹھنڈی سرسراہٹ اور شام کا جلد اتر آنا۔۔ کلاس لے کر جب وہ باہر آئی تو اس کی کلاس فیلو ماہ رخ اس کے پاس آئی۔۔

"رِھاف۔۔ تم اگر اپنا کام کو ور نہیں کر سکتی تو میں مدد کروں؟"

"میرے لئے مشکل نہیں ہے میں کر لوں گی۔" کہتی وہ آگے بڑھنے لگی جب وہ اسے روک گئی۔

"میری کبھی ضرورت پڑے تو بتانا؟" ماہ رخ کے کہنے پر وہ رک گئی اور اسے گہری نظروں سے دیکھا۔

"پوچھو۔۔" رِھاف نے اس کھیل کو ختم کرنا چاہا۔

"کیا؟"وہ حیران ہوئی۔

"میری شادی کے بارے میں پوچھنا ہو گا؟"وہ ہاتھوں کو سینے پر باندھتی بولی تو ماہ رخ خجل سی ہو گئی۔

"وہ سب کہہ رہے تھے تمہارے ساتھ ٹریجڈی ہوئی ہے۔۔مجھے تو۔۔"اس کی بات منہ میں رہ گئی جب رِھاف نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔

"وہ ٹریجڈی نہیں تھی جو میرے ساتھ ہوا۔۔وہ میری قسمت تھی اور میری زندگی کا خوبصورت ترین اتفاق۔۔میرے ساتھ جو ہوا اس پر میں حد سے زیادہ خوش ہوں۔۔"مسکرا کر اس کا چہرہ تھپتپا کر وہ چلی گئی۔جبکہ پیچھے وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئی۔

..———————.. ..———————..

وہ گھر کے اندر داخل ہوئی تو لاونج میں نبیلہ،زین اور زرمینہ موجود تھے۔وہ خوش ہوتی ان سے ملی اور وہیں بیٹھ گئی۔

"کیسے آنا ہوا آپ سب کا؟"وہ چھیڑنے والے انداز میں بولی۔

"تمہیں لینے آئے ہیں۔"نبیلہ کے بتانے پر وہ ناسمجھی سے انہیں دیکھنے لگی۔

"کیا مطلب....؟"

"سفیرہ کا نکاح ہے۔۔کیا اس نے نہیں بتایا تمہیں؟"نبیلہ کے بتانے پر وہ یکدم اچھلی۔

"کیا؟؟کب؟؟کس سے؟"

"آرام سے رِھاف۔۔"نبیلہ نے اسے ڈانٹا تو میرا اس کی حرکتوں پر مسکرائی۔

"ماریہ آنٹی نے فون کیا تھا۔۔اگلے ہفتے نکاح ہے اس کا شادی سال بعد ہو گی۔"اس بار زرمینہ بولی تو اس کے بھرے بھرے سراپے پر نظر ڈالتی وہ مسکرائی۔

"تم جانا چاہتی ہو ان کے ساتھ؟"میرا کے پوچھنے پر وہ انہیں دیکھنے لگی۔

"آپ لوگ کب جائیں گے؟"اپنا موبائل صوفے سے اٹھاتی وہ پوچھ رہی تھی۔زین نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔

"دو دن بعد۔۔"زین نے بتایا تو وہ اب اسے دیکھنے لگی۔

"تو مجھے ابراھیم سے پوچھنے دیں پھر بتادوں گی۔"اس کی بات سب کو معقول لگی تو سب نے سرہاں میں ہلایا۔

کچھ دیر بعد ابراھیم بھی آگیا تو رِھاف اور میرا نے جلدی جلدی رات کے کھانے کا بندوست کیا اور ان کو کھانے تک روک لیا۔ کھانے کے بعد چائے پی کر وہ سب نکل گئے تو وہ تھکی تھکی سی اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ کمرے میں آکر وہ بیڈ کی طرف آئی جہاں وہ لیپ ٹاپ کھول کر کام کر رہا تھا۔ وہ اس کے قریب بیٹھ گئی۔

"ابراھیم۔۔"

"ہاں رھاف...."وہ اسی کے انداز میں بولا تو وہ مسکرادی۔

"مجھے بات کرنی ہے۔"

"میں سن رہا ہوں۔"اس کی نظریں لیپ ٹاپ پر تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سفیرہ کا نکاح ہے اور کچھ فنکشنز ہوں گے تو امی لوگ پرسوں جا رہے ہیں۔" وہ اس کے کندھے پر سر رکھتی بولی تو ابراھیم نے سر ہلایا۔

"تم ان کے ساتھ جانا چاہتی ہو؟" ایک ہاتھ سے لیپ ٹاپ پر ٹائپ کرتے ہوئے ایک لبوں پر رکھا تو اس نے سر ہلایا۔

تو چلی جاؤ۔۔" وہ بولا تو رِھاف نے سر ہلایا۔

"کیا ہوا؟" اس نے اس کا چہرہ دیکھا۔

"آپ کو مجھ سے ہمدردی ہوتی ہے نہ۔۔ مجھ پر ترس آتا ہے؟" وہ یکدم ایسے کیوں پوچھ رہی تھی وہ جان نہ سکا مگر حیران ضرور ہوا تھا۔

"ایسا کیوں کہہ رہی ہو؟" جبکہ وہ اس کا سوال نہیں سن رہی تھی وہ بول رہی تھی۔

"مجھے ہمدری اور ترس کے ساتھ ملی ہوئی محبت سے نفرت ہو گئی ہے اب۔ میرے بابا کے انتقال کے بعد میرے چچا مجھ پر یکدم مہربان ہوئے اور ہمدردی کرنے لگے مجھے لگا تھا ان

کو مجھ سے محبت ہے مگر وہ محبت نہیں تھی وہ بس لالچ تھا، ترس تھا، ہمدردی تھی۔۔اور پھر جب شادی والے دن انہوں نے میرے ساتھ وہ سب کیا تو ان کی محبت مجھے میرے منہ پر جوتے کی طرح لگی تھی۔۔"وہ بظاہر آرام سے بتا رہی تھی مگر اس کا دل یوں لگ رہا تھا جیسے جل رہا ہو۔

وہ خاموشی سے سن رہا تھا۔۔پہلی دفعہ وہ اس کے سامنے یوں بول رہی تھی حالانکہ بات کوئی اور تھی مگر وہ کچھ اور کہہ رہی تھی اور وہ اسے بولنے دے رہا تھا۔"میرے سینے میں ایک ہوک سی اٹھتی ہے جب مجھے اپنی بارات کا دن یاد آتا ہے ابراھیم۔۔۔یوں لگتا ہے جیسے اُس دن سب لوگ میری زندگی کا تماشہ دیکھنے آئے تھے۔ہمدردی اور ترس۔۔چچا اور حمزہ نے میرے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا۔۔اور پھر وہ آپ بھی اسی ہمدردی میں آگے بڑھ آئے زین لالہ کے کہنے پر۔۔۔مجھے ایک اور ایسا رشتہ نہیں چاہیے جو ہمدردی اور ترس پر کھڑا ہو، جہاں اعتماد اور اعتبار نہ ہو۔میں اب تھک گئی ہوں۔اور میں مزید کوئی دھوکہ نہیں سہہ سکتی۔"بول بول کر اس کا گلہ خشک ہو گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا آپ کو لگتا ہے مجھے آپ سے ہمدردی ہے اس لئے آپ سے شادی کی؟"اس کے سوال پر رِہاف کا سر جھکا۔

"آپ پر مجھے کبھی ترس نہیں آیا رہاف.... آپ پر بس رشک آتا ہے مجھے۔۔ آپ اتنی مظبوط اور قابل لڑکی ہیں کہ مجھے کبھی یقین نہیں آتا کہ آپ مجھے مل سکتی ہیں۔۔ آپ میرے لئے ایک نعمت ہیں۔۔ خدا کی طرف سے ملی ہوئی قیمتی نعمت۔۔"اس نے اس کے دونوں ہاتھ ویسے ہی تھامے جیسے اس رات رِہاف نے اس کے تھامے تھے۔

"تمہارے آنے سے پہلے میری زندگی ایک اجڑا ہوا ویران کھنڈر تھی۔ تمہارے آنے سے سب اپنی جگہ پر آ گیا ہے۔ تمہارا وجود ایک نعمت ہے جس سے مجھے نوازا گیا ہے۔ تمہارے ساتھ میں نے خود کو دوبارہ زندہ محسوس کیا ہے۔۔"وہ یکدم آپ سے تم پر آ گیا تھا اور اس کے قریب ہو کر اس کا ماتھا چوما۔ جبکہ وہ ساکن سی بیٹھی تھی۔ لبوں سے سارے الفاظ کہیں گم ہو گئے تھے۔ وہ جب بھی ایسی باتیں کرتا تھا وہ اس کے سامنے گونگی ہو جاتی تھی۔۔

سائیکالوجی پڑھنے والی، لوگوں کو سمجھنے والی، لوگوں کی منہ کی بات چھیننے والے اس کے سامنے کچھ بول نہیں پاتی تھی۔۔ وہ اسے کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں چھوڑتا تھا۔

"میں سوچتا تھا میرا کبھی خاندان نہیں ہو گا۔ میں کبھی شادی نہیں کروں گا نہ میری کبھی فیملی ہو گی۔۔" وہ چپ بیٹھی بس سن رہی تھی۔۔ "مگر تم۔۔ تم میری فیملی ہو۔ تم میرا پلس پوائنٹ ہو۔۔ میں تم سے مکمل ہوں۔" اس کی ایک لٹ کان کے پیچھے کرتا وہ کہہ رہا تھا۔ رِھاف کا دل کیا وہ دھاڑے مار مار کر روئے۔ حمزہ نے اسے بے عزت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی اور ایک یہ آدمی تھا جو اسے اس کی قیمت اور وقعت بتا رہا تھا تو اس کی زبان گنگ ہو گئی۔ اپنے سارے خوف جیسے کہیں کھو گئے۔

"تم کچھ نہیں کہو گی؟" وہ مسکرا کر پوچھ رہا تھا۔

"آپ نے کچھ کہنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا۔" وہ معصومیت سے بولی تو ابراھیم کو اپنی مسکراہٹ دبانا مشکل لگا۔ وہ بے اختیار خجل ہوئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے نیند آ رہی ہے۔"وہ اپنی جگہ پر لیٹتی خود پر کمفرٹر درست کرتی منہ چھپا گئی مگر ابراھیم کی ہنسی ابھی تک کانوں میں گونج رہی تھی۔کچھ دیر بعد وہ سو گئی تھی۔۔اسے سوتا دیکھ کر وہ بھی اپنا کام ختم کرتا سونے کی تیاری کرنے لگا۔۔

اگلے دن وہ یونیورسٹی کی کینٹین میں بیٹھی لنچ کر رہی تھی۔۔کچھ دیر پہلے اس نے زین کو بتایا تھا کہ وہ ان کے ساتھ جائے گی۔۔وہ اٹھنے لگی جب لیلی اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی اس نے اس کے ہاتھ دیکھے جس میں فائلز اور ایک میل تھا۔اسی طرح بھورا لفافہ۔۔۔وہ ٹھٹھک گئی۔

"یہ کیا ہے؟"لفافہ اٹھاتی اس نے پوچھا تو لیلی نے بے ساختہ ماتھے پر ہلکا سا ہاتھ مارا۔

"یہ تمہارے لئے تمہارا کزن دے کر گیا ہے اس نے مجھے کہا تمہیں کہیں دیکھوں تو دے دوں۔"رِھاف کا چہرا سفید ہو گیا۔

"کب؟اور تمہیں کیسے پتہ وہ میرا کزن تھا؟"ہاتھوں کی کپکپاہٹ پر قابو پاتی وہ خشک ہونٹوں سے پوچھنے لگی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس نے خود کہا تھا کہ تمہارا کزن ہے۔" لیلی کے بتانے پر وہ جلدی جلدی اپنا سامان اٹھاتی کینٹین سے نکلی جبکہ وہ اس کے پیچھے آوازیں دے رہی تھی۔ اس نے نظر انداز کر کے قدم یونیورسٹی کے پچھلے حصے کی طرف موڑے۔

وہاں آ کر وہ چند گہرے گہرے سانس لینے لگی اور جب خود پر قابو پایا تو اس نے وہ میل کھولی مگر اس تصویر نے اس کے قدموں تلے زمین نکال دی۔ وہ شل سی کھڑی رہ گئی۔ کیا زندگی میں جو شخص اس کا پسندیدہ ہو گا وہ اسے کھوتی جائے گی؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گھر آ کر وہ سیدھا اپنے کمرے میں گئی۔۔ میرا اپنی خالہ کے گھر گئی تھیں اس لئے وہ اکیلی تھی۔ اپنے کمرے میں بیٹھی وہ خود کو پرسکون کرنے لگی۔ مگر نہ ہی سکون آ رہا تھا اور نہ غصہ کنٹرول ہو رہا تھا۔ وہ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی اور اپنے کپڑے ایک بیگ میں ڈالتی چلی گئی۔ وہ کپڑے دبوچ دبوچ کر ڈال رہی تھی جب اسے ابراھیم کے گاڑی کا ہارن سنائی دیا

اس کا غصہ عود کر آیا اس لئے اور بھی پٹخ پٹخ کر چیزیں ڈالنے لگی جب کمرے کا دروازا کھلا اور اس کی مخصوص خوشبو اس کے نتھوں سے ٹکرائی۔

"رِھاف۔۔"وہ ڈریسنگ روم کے اندر آیا تو وہ بیگ بند کر رہی تھی۔ مگر اس کا چہرہ غصے سے سرخ تھا۔

"کیا ہوا ہے؟"وہ اسے نظر انداز کر کے بیگ گھسیٹتی باہر آئی اور اپنا یونیورسٹی کا بیگ اٹھایا۔

"آپ کی جھوٹ کا پول کھل چکا ہے اس لیے کوئی اور بات مت کیجیے گا۔"وہ چٹخ کر بولی تو وہ اپنی جگہ کھڑا رہ گیا۔

"کیا بات کر رہی ہو یار۔"وہ سمجھا نہیں۔

"میں کیا بات کر رہی ہوں؟واقعی میں کیا بات کر رہی ہوں؟؟اگر چکر ہی چلانے تھے تو مجھ سے کیوں نکاح کیا؟؟"وہ چیخی تھی۔ابراھیم کا سر گھوم کر رہ گیا۔

"فار گاڈ سیک رِھاف۔۔"وہ اس سے زیادہ اونچی آواز میں بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھ پر چیخیں مت۔۔ آواز نیچے رکھیں۔۔"وہ انگلی اٹھا کر بولی تو اس نے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے۔

"اوکے بیٹھو بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"وہ صلح جو انداز میں بولا۔۔ مگر وہ اپنے پرس سے کچھ نکال رہی تھی۔

"اس کے بعد بھی آپ کو لگتا ہے میں بیٹھ کر بات کروں گی؟"وہ وہی تصویریں تھیں جو اسے لیلی نے دیئے تھے میل کی صورت میں اس نے وہ اپنے پرس سے نکالے اور اس کے منہ پر دے مارے۔وہ شل سا اسے دیکھتا رہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں جا رہی ہوں اور میرے پیچھے اگر آنے کی کوشش کی تو بخدا میں آپ کو زندہ دفن کر دوں گی۔۔"وہ وارن کر رہی تھی۔

"دفن تو تم کر چکی ہو مجھے۔۔"وہ شکستگی سے بولا۔۔وہ نہیں رکی تھی وہ جا رہی تھی۔اسے لگا جیسے اس نے ابراھیم کی زندگی سے سارے رنگ لے لئے تھے۔وہ ان تصویروں کو دیکھتا ہوا زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔یہ اس وقت کی تصویریں تھیں جب وہ دبئی میں تھا۔۔ تصویر میں اس

نے کسی لڑکی کو گلے لگایا تھا۔۔ لڑکی کا چہرہ واضح نہیں تھا کیونکہ وہ اس کے سینے پر سر رکھے ہوئے تھی جبکہ اس کا چہرہ واضح تھا۔۔

سلسلے توڑ گیا وہ سبھی جاتے جاتے

ورنہ اتنے تو مراسم تھے کہ آتے جاتے۔۔

وہ اپنا سامان بیگ میں ڈال رہی تھی۔۔ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔

شکوہ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر تھا

اپنے حصے کی کوئی شمع جلاتے جاتے۔۔

اس نے صوفے پر رکھی ہوئی اپنی چادر اٹھائی اور دروازے کی طرف بڑھی۔۔ابراھیم اس کے پیچھے جا رہا تھا۔۔

کتنا آسان تھا تیرے ہجر میں مرنا جاناں

پھر بھی ایک عمر لگی جان سے جاتے جاتے۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ لاونج سے گزر کر دروازے کے قریب پہنچ گئی تھی۔۔ایک ہاتھ سے اپنے آنسو صاف کیے اور مڑ کر ایک نظر اسے دیکھا جو کسی ہارے ہوئے لشکر کے سپاہی جیسا لگ رہا تھا جس نے جیتی ہوئی جنگ ہاری ہو۔

اس کی وہ جانے اسے پاسِ وفا تھا کہ نہ تھا

تم فراز اپنی طرف سے تو نبھاتے جاتے۔

وہ وہاں کھڑا اسے دیکھتا رہا اور وہ وہاں سے چلی گئی۔۔زندگی اتنے کھٹن حالات کیوں پیدا کرتی ہے؟؟؟؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(دبئی)

آج دبئی میں اس کا دوسرا دن تھا۔میٹنگ اٹینڈ کر کے وہ ایک ریسٹورنٹ آیا تھا۔آس پاس کئی لوگ موجود تھے۔کھانے کی خوشبو اس کے نتھوں سے ٹکرائی تو بھوک کا احساس

ہوا۔اپنے لئے کھانا آرڈر کر کے وہ بیٹھا تھا جب ایک لڑکی اس کے سامنے آ کر بیٹھی۔ ابراھیم کو نجانے کیوں وہ چہرہ ایسا لگا جیسے کہیں دیکھا ہوا ہو۔لڑکی کے بال گھنگریالے تھے جو دونوں کندھوں پر گرے ہوئے تھے۔آنکھیں سیاہ تھی بلکل اس کی طرح۔اس نے پینٹ اور شرٹ پہنا تھا۔

"کیا میں آپ کو جانتا ہوں؟"وہ نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا۔سیاہ تھری پیس سوٹ میں ملبوس،بالوں کو جیل سے سیٹ کئے وہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔

"نہیں۔۔مگر میں آپ کو جانتی ہوں۔"وہ مسکرا کر بولی۔

"کیسے؟"وہ اس کی جانب تھوڑا سا جھک کر پوچھ رہا تھا۔آنکھوں میں اجنبیت کے ساتھ سرد سا تاثر تھا۔

"کیا آپ کو میں کسی کا مشابہہ نہیں لگ رہی؟"اس کے سوال پر ابراھیم کے چہرے کا رنگ بدلا مگر اس نے جلدی سے خود کو سنبھال لیا جبکہ مقابل مسکرائیں تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ اپنے تاثرات کو چھپانے میں اتنے اچھے نہیں ہیں۔"اس نے جیسے اس کا مزاق اڑایا تھا۔

"آپ شرافت سے اپنے بارے میں بتائیں نہیں تو چلی جائیں یہاں سے۔"وہ ضبط کر گیا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا سیکیورٹی بلا کر اس کو اپنی نظروں سے دور کر دیں۔

"میرے ساتھ آجائیں۔۔مجھے آپ کو کسی سے ملوانا ہے۔۔"وہ یکدم اٹھی اور اسے دیکھتے ہوئے بولتی ہوئی مگر وہ نہیں اٹھا۔

"یقین کریں میں آپ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔"

"میں تمہارے ساتھ کیوں جاؤں؟"ابراھیم کو اس لڑکی کے دماغی حالت پر شبہ ہوا تھا۔

"کیونکہ مجھے دیکھ کر آپ کو کوئی یاد آیا ہے۔کوئی بہت پرانا اور اپنا قریبی انسان۔"وہ جیسے اس کی آنکھوں کو پڑھ کر بتا رہی تھی۔وہ ساکت ہو گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب آجائیں میرے ساتھ یقین کریں۔" وہ ہنوز کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ چار و ناچار اسے اٹھنا پڑا جب ایک ویٹر اس کا آرڈر لے کر آیا۔ وہ رکا کارڈ سے بل جمع کیا اور اس کے پیچھے نکل آیا۔

"آپ کی گاڑی سے جائیں گے ہم۔" وہ اس کو کہتی اس کی گاڑی کی طرف آئی۔ وہ بنا کچھ کہے اپنی گاڑی میں بیٹھا۔ اس کے ساتھ وہ بھی بیٹھی اور پھر اس نے لائیو لوکیشن آن کیا۔

"آپ کا نام؟" ابراھیم نے اس کو دیکھتے پوچھا جو لائیو لوکیشن سیٹ کر رہی تھی۔

زبردست۔۔ یعنی وہ پالم جمیرہ ویلاز جا رہے تھے، جو دبئی کے سمندر میں کھجور کی شکل کے مصنوعی جزیرے پر واقع ہیں۔ ایک طرف نیلا سمندر، دوسری طرف جگمگاتا اسکائی لائن۔ ویلاز اپنی پرائیویسی، عالیشان ڈیزائن اور پرائیویٹ بیچ ایکسس کے لیے مشہور ہیں۔ سامنے سفید ریت کا ساحل اور پیچھے نیلی لہریں۔۔

"رمشہ۔۔" یک لفظی جواب دے کر وہ سامنے دیکھنے لگی۔

"کیا اس انسان کو میں جانتا ہوں؟" سڑک پر نظریں گاڑھے وہ چند لمحے بعد پوچھنے لگا۔

"جی۔۔ آپ کا گہرا رشتہ ہے ان کے ساتھ۔"وہ مسکرا کر بولی تو ابراھیم چپ ہوا۔اندر کہیں کوئی الارم سا بج گیا۔

کچھ دیر بعد وہ لوگ ایک عالیشان ویلا کے سامنے کھڑے تھے۔ابراھیم کی نظریں اس ویلا پر تھیں جو حد سے زیادہ خوبصورت تھا۔سیاہ لوہے کے گیٹ پر بنے نفیس نقش و نگار،اس کے دونوں طرف سجے پھول نرم جھونکوں کے ساتھ جھوم رہے تھے۔اندر قدم رکھنے سے پہلے ہی اس کی آنکھیں راستے کے بیچوں بیچ لگے فوارے پر جا ٹکیں وہ متاثر ہوا تھا۔پھر اس کی نظر آگے اٹھی۔دو منزلہ ویلا اپنی پوری شان سے کھڑا تھا۔کریم رنگ کی دیواریں،بڑی کھڑکیاں، کشادہ بالکونیاں۔۔مگر سب سے بڑھ کر جو چیز دل کو اپنی گرفت میں لے رہی تھی،وہ سمندر تھا۔ویلا کے پیچھے پھیلا ہوا نیلا سمندر۔۔

"اندر آجائیں۔۔"رمشہ کی آواز نے اسے خیالوں سے نکالا۔وہ اس کے پیچھے چلنے لگا۔اندر سفید رنگ کا انٹیریئر۔لاونج میں پڑے صوفے۔

"آپ یہاں بیٹھے میں ماما کو لاتی ہوں۔"وہ کہہ کر چلی گئی تو وہ انہی صوفوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔چند لمحوں بعد سیڑھیوں سے قدموں کی آواز آئی تو اس کی نظریں اوپر اٹھیں اور پھر ہٹ نہیں سکی۔یہ چہرہ۔۔یہ چہرہ وہ مر کر بھی نہیں بھول سکتا تھا۔وہ بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔مگر کچھ غلط تھا۔۔ان کے ہاتھوں میں کینولے لگے تھے۔اور چہرہ زرد تھا۔ابراھیم کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا۔اور سیڑھیوں سے اترتے وجود نے خود کو دوبارہ زندہ محسوس کیا۔وہ ان کے قریب آرہی تھیں۔چند قدم اور۔۔اور وہ ان کے سامنے کھڑی تھی۔

"میرا بیٹا۔"وہ روتے ہوئے یہی الفاظ دہرا رہی تھیں۔ابراھیم کی آنکھیں آنسوؤں سے لال ہو گئی تھیں مگر وہ رو نہیں رہا تھا۔

"امی۔۔۔"کئی لمحوں بعد منہ سے نکلنے والے الفاظ زنیرا حیات کو زندگی دی تھی۔رمشہ وہی کھڑی رہی تھی۔

"کیسی ہیں آپ؟"اس نے کھڑے ہوتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔۔۔حالانکہ وہ ٹھیک نہیں تھیں۔مگر اب اس کا چہرہ سپاٹ ہو چکا تھا۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم کیسے ہو؟"انہوں نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"ٹھیک ہوں۔"جواب دے کر وہ رخ موڑ گیا اور چہرہ ان کے ہاتوں سے نکالا۔۔دونوں یک دم چپ ہوئے۔

"کیا اپنی ماں کو معاف نہیں کر سکتے؟"زنیرا کے پوچھنے پر اس نے آنکھیں بند کر لیں جیسے ضبط کیا ہو۔

"میں آپ کو معاف کر چکا ہوں۔۔"

"مگر اب محبت نہیں کرتے۔۔"وہ ضبط سے مسکرائی۔

"آپ ماں ہیں میری۔۔"وہ بے ساختہ بولا۔۔۔دیکھ اب بھی نہیں رہا تھا انہیں۔

"رمشہ میری اور رحمان کی بیٹی ہے۔"زنیرا کے بتانے پر ابراھیم نے سر ہلایا۔

"اچھا۔۔"جیسے اور کچھ تھا ہی نہیں کہنے کو۔

"خوش ہو؟"زنیرا کے پوچھنے پر اس نے سر ہلایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرا کیسی ہے؟دانیال اور زاریان؟؟"ان کے پوچھنے پر اس نے مختصراً انہیں بتایا۔تب تک رمشہ اس کے لئے جوس لے آئی تو وہ پیتے ساتھ بتانے لگا۔ساتھ میں ان کا چہرہ بھی دیکھتا رہا جو زرد سا تھا۔۔وہ وہاں کس ضبط سے بیٹھا تھا وہی جانتا تھا۔۔

"مجھ سے بڑی غلطی ہوئی ہے بیٹے۔۔"وہ آزردگی سے کہہ رہی تھی۔

"میں آپ کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔"کہتے ساتھ وہ اٹھا اور جانے لگا۔۔اب یہاں اور نہیں بیٹھ سکتا تھا۔۔اسے گھٹن ہو رہی تھی۔۔زنیرا حیات کا دل بیٹھ گیا تھا مگر وہ کچھ نہیں کر سکیں یہ ان کی اپنی چوائس تھی۔۔وہ بنا مڑے وہاں سے نکلتا چلا گیا اور جب اپنی گاڑی کے قریب آیا تو اپنے پیچھے آتے آواز پر رکا۔

"مجھ سے ملے بغیر جا رہے ہے؟"وہ سیاہ بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو لئے اسے دیکھ رہی تھی وہ اپنی ہی نظروں سے نظریں نہیں پھیر سکا اور اپنے بازوں وا کر کے اسے اپنے قریب بلایا۔اس کے ہاتھ میں شاپنگ بیگز تھے یا شاید گفٹس وہ زمین پر رکھتی بھاگ کر اس کے قریب

آئی اور زور سے اس کے سینے سے لگی۔ وہ ساکت ہوا چند لمحے ویسے ہی کھڑا رہا۔۔ پھر اپنے بازوؤں کے حلقے میں اسے لیا۔۔ کیسا لمس تھا، جو اسے اتنا عزیز لگا۔

"امی کا خیال رکھنا۔" اس کے بالوں کو لبوں سے چھوتے وہ الگ ہوا اور پھر بنا اسے دیکھے اپنی گاڑی کی طرف آیا۔ اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔)

اور اب اس کی گود میں وہی تصویریں پڑی تھی جو رِھاف نے اس کے منہ پر ماری تھی۔ لیکن قصور اس کا بھی نہیں تھا۔ ان تصویروں پر لکھے عبارت کسی بھی عورت کو جل کر بھسم کرنے کے لئے کافی تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے اپنے گھر میں قدم رکھا تو آنکھیں رونے کی وجہ سے سوجھ گئی تھیں۔ وہ سیدھا اپنے کمرے میں گئی۔ کچن سے آتی نبیلہ اور زرمینہ کی آواز کو نظر انداز کرتی وہ لیٹ گئی اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اسے لگا ابراھیم نے اس کی محبت اس کے منہ کر دے ماری ہے۔ اسے خود پر رونا آرہا تھا۔۔ کب تک صرف کھوتی رہوں گی میں؟؟ کبھی تو مجھے بھی

کچھ ملنا چاہیے جسے میں ہمیشہ اپنے پاس رکھ سکوں۔۔اپنے پسندیدہ لوگوں کو کھو کھو کر اب وہ تھک گئی تھی۔۔اس کی زندگی میں لوگوں کی جگہ بہت مشکل سے بنتی تھی۔ایک بار کسی نے ایک جگہ پالی تو وہ پھر وہی رہے گا۔اسے کبھی لوگوں کو ری پلیس کرنا نہیں آیا تھا۔اس کے دل سے کوئی اتنی آسانی سے نہیں نکلتا تھا۔

"رِھاف۔۔"زرمینہ کی آواز پر اس نے سر اٹھایا جو اس کے سر کے اوپر کھڑی تھی۔

"کیا ہوا ہے رو کیوں رہی ہو؟"وہ پریشان ہوئی تھی۔"ابراھیم لالہ نے کچھ کہا ہے؟"وہ پریشانی سے پوچھ رہی تھی جب نبیلہ بھی اندر آئی۔

"کیا ہوا بیٹا کیا واقعی ابراھیم نے کچھ کہا ہے؟"اس کے جواب نہ دینے پر وہ انہیں کہہ نہ سکی کہ اس نے بے وفائی کی ہے۔

"کچھ نہیں ہوا امی بس آپ کو یاد کر رہی تھی تو آ گئی۔"جواب دیکر وہ واپس لیٹ گئی۔

"تو اس میں رونے کی کیا بات ہے ڈرا دیا تم نے۔"انہوں نے اس کو خود سے لگایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"امی ہم کل لاہور جائے گے؟"

"ہاں۔۔کل جائیں گے انشاءاللہ۔۔"انہوں نے اس کا سر چومتے کہا۔اس نے اپنا چہرہ ان کے سینے میں چھپایا۔۔ہاں یہاں سکون تھا۔انہوں نے اسے تھوڑی دیر خود سے لگائے رکھا پھر اسے خود سے دور کیا اور سونے کی تاکید کر کے کمرے سے نکل گئی۔

رات کو جب زین آیا تو اسے دیکھ کر حیران ہوا۔اس کا چہرہ زرد تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟"زین کو لگا جیسے اسے بخار ہے۔

"جی۔۔ٹھیک ہوں۔"ہلکا پھلکا جواب دے کر وہ کھانا کھانے بیٹھی تو سب خاموش تھے۔

سب سے پہلے وہی اٹھی اور اپنے کمرے میں آ کر دراز سے سر درد اور بخار کی گولی نگل لی۔

اس کے بعد بستر پر آ کر کمبل خود پر اچھے سے ڈال کر لیٹ گئی۔اور نجانے کب سو گئی اسے احساس نہیں۔

آنکھ تو تب کھلی جب زرمینہ نے اسے اٹھایا۔

"اٹھ جاؤ لڑکی نہیں تو چھوڑ کر چلیں جائیں گے ہم تمہیں۔"وہ بستر پھینک کر اٹھی اور جلدی جلدی واشروم چلی گئی۔

نہا کر جب وہ باہر نکلی تو دانت بج رہے تھے۔ کمرے سے باہر آئی تو نبیلہ اور زرمینہ چائے پی رہی تھی جبکہ زین گاڑی میں سامان ڈال رہا تھا۔

صبح کے سات بجے کا وقت تھا۔ جنوری کو شروع ہوئے دو دن ہوئے تھے اور سردی اپنے عروج پر تھی۔ ٹھنڈی ہوا ہڈیوں تک اُتر رہی تھی،درخت خاموش کھڑے تھے اور ہر طرف ہلکی دھند نے ماحول کو ڈھانپ رکھا تھا۔

وہ چائے کے سپ لیتی پشمینہ شال سے خود کو اچھے سے ڈھانپے ہوئے تھی۔ کھدر کا تھری پیس سیاہ جوڑا پہنے،بالوں کی چٹیا بنائے،ہاتھوں میں دستانے،اور پیروں میں موزوں کے ساتھ جوتے پہنے وہ تیار لگ رہی تھی۔ سارا سامان زین رکھ چکا تھا۔

"چلیں اماں۔"زین کی آواز پر زرمینہ اور نبیلہ بھی اٹھیں تو وہ پچھلے سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھی تو اس کے ساتھ زرمینہ بھی آکر بیٹھی جبکہ نبیلہ آگے بیٹھی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مین روڈ پر گاڑی آئی تو وہاں رش نہ ہونے کے برابر تھا۔اس نے سر شیشے سے ٹکرایا اور آنکھیں بند کر دیں جب زین کے موبائل پر کال آنے لگی۔اس نے دیکھا وہ موبائل کان سے لگا رہا تھا۔

"ہاں ہمارے ساتھ ہے۔"اس نے فرنٹ مرر سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہم نکل چکے ہیں۔"اس نے رِھاف کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا اور یہ تو وہ جانتی تھی کہ دوسری جانب کون تھا۔کال بند ہوا تو اس نے دوبارا سے سر شیشے کے ساتھ ٹکایا اور آنکھیں بند کر دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

. . —. .—. .

"وہ نکل چکے ہیں،امی۔"میرا کو ساری بات بتا کر اس نے ایک نظر ان پر ڈالی۔اس نے زنیرا سے ملاقات کا بھی بتایا جس پر وہ روئیں اور پھر مسکرائی تھیں۔

"تو پھر اسے جانے دو۔۔"میرا کے جواب پر وہ حیران ہوا۔

"کیسے جانے دوں امی۔۔"وہ بے بسی سے بولا۔

"وہ تو ویسے بھی انہی کے ساتھ جانے والی تھی نہ تو جس دن تمہاری میٹینگ ہے اسی دن جاؤ اور پھر اس سے مل لینا۔۔ تب تک اس کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا ہو گا۔اور اس کے پاس ثبوت لے کر جانا کہ وہ بہن ہے تمہاری۔"میرا کے جواب پر اس نے سر ہلایا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ وہ جا چکی تھی۔ مگر وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھا کہ اسے وہ تصویریں دی کس نے تھی۔۔

اپنے کمرے میں آ کر اس نے اپنے اس دوست کو کال ملائی جو دبئی میں تھا۔اس کی کال پہلے ہی بیل پر ریسیو ہوئی تھی۔

"میں تمہیں کچھ تصویریں بھیج رہا ہوں اس کا مجھے پتہ لگا کر دو۔۔جہاں سے لی ہیں وہاں جا کر سی سی ٹی وی دیکھو اور پھر جو شخص نظر آئے اس کے ڈیٹیلز بھیج دینا۔۔"اپنی کہہ کر دوسری طرف سے خیریت پوچھی گئی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"خیریت نہیں ہے نعمان۔۔بس پتہ لگا کر دو۔"اس نے کہہ کر کال کاٹی اور اپنے بستر پر دراز ہو گیا حالانکہ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

..———————. .———————..

(لاہور)

لاہور کی حدود میں داخل ہو کر اس کی آنکھ کھلی تھی۔وہ تقریباً سارا راستہ سوتی ہوئی آئی تھی۔ مگر اب آنکھ کھلی تو لاہور کی خوبصورتی نے جیسے اس کی ہر پریشانی بھلادی۔درختوں کے درمیان سے جھانکتی سڑکیں،رنگین دیواریں،اور لوگوں کی چہل پہل جیسے کسی کہانی کا حصہ لگ رہی تھیں۔اس لمحے اسے لاہور کی رونق،اس کی خوشبو،اور اس کا شور سب کچھ ایک ہی سانس میں محسوس ہونے لگا۔یہ شہر جیسے جیتا جاگتا تھا،روشنیوں اور یادوں سے بھرا ہوا۔ بچپن کے کئی دن ذہن پر ابھرنے لگے تھے جو اس نے یہاں گزارے تھے۔اس نے دور نظریں گھمائی کہیں دور اونچے مینار دکھائی دے رہے تھے،کہیں لوگ چائے کے ہوٹلوں پر بیٹھے ہنس رہے تھے۔

گاڑی یک دم طاہر چچا کے رکی تو وہ خیالوں سے نکلی اور اتر آئی ساتھ میں زرمینہ اور نبیلہ بھی۔ وہ لوگ اندر داخل ہوئے۔۔رِھاف کو یہ گھر کافی بدلہ ہوا لگا۔ پہلی دفعہ وہ اس گھر میں مراد خان کے ساتھ آئی تھی جب وہ اٹھ سال کی تھی اور وہی آخری دفعہ تھا۔اس کے بعد وہ لاہور نہیں آئی تھی۔

کسی کمرے سے آتی سفیرہ کی آواز پر وہ مسکرائی تھی۔اور پھر سفیرہ کے کمرے سے نکلنے پر وہ اور زیادہ مسکرائی کیونکہ وہ اسی جگہ ساکت کھڑی ہو گئی تھی۔

"تم نے کہا تھا تم مہندی والے دن آؤ گی۔"وہ چیخ مار کر بھاگ کر اس کی طرف آئی اور زور سے اسے گلے لگا گئی۔

"بس دیکھ لو۔"وہ مسکرائی اور اسے زور سے خود میں بھینچا۔ پھر چچی اور چچا سے ملی تو انہوں نے اس کو دیکھ کر ہی اس پر بیماری کا لیبل لگا دیا جسے اس نے ہلکی سی بخار کا کہہ کر ٹال دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرے ساتھ جاؤ گی۔۔میں پارلر جا رہی ہوں۔"سفیرہ کے کہنے پر اس نے زور سے سر ہلایا۔

"اظہر چچا کی فیملی نہیں آئی؟"اس نے یکدم پوچھا تو کمرے سے نکلتے جواد نے اس کی بات کا جواب دیا۔

"نہیں ڈیئر کزن وہ لوگ مہندی والے دن آئے گے۔"وہ اسے دیکھتے مسکرائی۔

"چلو شکر ہے۔۔آپ کیسے ہیں جواد بھائی۔"جواب دیتی اس نے ساتھ میں اس کی خیریت بھی پوچھ لی۔

"بلکل ٹھیک۔۔چلیں سفیرہ؟"اس نے سفیرہ سے پوچھا۔

"جی چلتے ہیں میں ذرا عبایا پہن لوں۔۔اور ہاں رِھاف بھی جا رہی ہے ساتھ میں۔"جلدی جلدی کہتی وہ کمرے میں بھاگ گئی۔

"میں امی کو کہہ کر آتی ہوں۔"وہ مڑنے لگی جب جواد کی آواز پر رکی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب تو آپ کی شادی ہو گئی ہے میاں سے نہیں پوچھتی کیا؟"وہ شرارتاً پوچھ رہا تھا۔اس کے سوال پر رِہاف کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔

"اب اتنے سے سوال کے لئے اس کو کال تو کرنے سے رہی بس امی کو اطلاع ہی کرنی ہے۔"وہ زبردستی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتی وہاں سے چلی گئی واپس وہ سفیرہ کے ساتھ آئی تھی۔

گاڑی میں پیچھے سیٹ پر بیٹھی وہ لاہور جیسے شہر کی بازاروں کو دیکھ رہی تھی۔ کہتے ہیں یہ شہر محبت کرنے والوں کا ہے، خواب دیکھنے والوں کا ہے،اور سب سے بڑھ کر دل رکھنے والوں کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جس نے لاہور نہیں دیکھا،وہ پیدا ہی نہیں ہوا۔۔ڈھابوں میں پکتے پکوانوں کو دیکھتے اس کا دل کر رہا تھا ہر ڈھابے کے سامنے رک کر ہر کھانا چکھے۔ لاہور تو اس کا ویسے بھی پسندیدہ شہر تھا۔۔دل پر چھائی کلفت دور ہونے لگی تھی اور پشاور میں جو ہوا تھا وہ اس کے ذہن سے محو ہونے لگا تھا۔۔بس اسے لاہور کی خوبصورتی نظر آ رہی تھی۔

"اترو بہن۔"سفیرہ کی آواز پر وہ ہوش میں آئی جو اسے اترنے کا کہہ رہی تھی۔اس نے نظریں گھمائی تو وہ لوگ مصروف شاہراہ پر تھے۔

"وہاں پارلر ہے چلو۔"سفیرہ نے ایک جانب اشارہ کیا تو وہ دونوں اس جانب چلی گئیں۔ جبکہ جواد کی نظروں نے آخر تک دونوں کا پیچھا کیا تھا۔

.·—· ·—·.

رِھاف کو گئے چار دن ہو چکے تھے اور کل ہفتے کا دن تھا۔یعنی آج مہندی ہو گی سفیرہ کی۔۔۔ اپنے آفس میں بیٹھا ابراھیم یہی حساب لگا رہا تھا جب اس کا پی اے اندر آیا تھا۔

"آرام سے امجد۔۔"وہ دروازا دھاڑ سے کھول کر اندر ایا تھا۔

"سر۔۔"وہ شاید بھاگ کر آیا تھا سانس پھولا ہوا تھا

"آرام سے بیٹھو اور بتاؤ کیا ہوا ہے؟"ابراھیم کو لگا کچھ برا ہوا ہے۔

"آپ نے اپنے دوست کو جن کا پتہ لگانے کو کہا تھا میں ابھی اسی سے مل کر آرہا ہوں اور اس کو جس نے ہائر کیا ہے وہ آپ کی وائف کا کزن ہے۔"وہ اب بیٹھ کر آرام سے بتا رہا تھا۔ جبکہ ابراھیم کا پورا جسم ساکت ہو گیا۔وہ اب اس کو ای میلز اور اسٹاکنگ کا بھی بتا رہا تھا جبکہ وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں پا رہا تھا۔کیا وہ اکیلے اتنے سالوں سے یہ سب جھیل رہی تھی؟؟

"سر۔۔ان کا کزن بھی لاہور میں ہے۔۔ہمیں لاہور کے لئے نکلنا ہو گا ابھی۔۔آپ کی وائف کی جان کو خطرہ ہے۔۔"اس کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی جب ابراھیم اٹھا اور دروازے کی طرف بھاگا۔امجد اس کے پیچھے بھاگا تھا۔

"امجد ٹکٹ بک کرو۔"وہ دھاڑا تھا۔آفس میں بیٹھا پورا اسٹاف ساکت ہو گیا۔

"سر۔۔میں نے کوشش کی مگر چار گھنٹے لگیں گے اس لئے۔۔"

"گاڑی نکالو۔۔جلدی۔۔۔"وہ کہتا ہوا دروازے سے نکلا تو ڈوبتے سورج کا وقت تھا۔امجد اس کے پیچھے بھاگا۔مگر جب تک وہ پہنچا وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔

"سر میں ڈرائیو۔۔"اس کی بات منہ میں رہ گئی جب اس نے گاڑی زن سے آگے بڑھادی۔ امجد گاڑی کے دھوئیں کو دیکھ کر رہ گیا مگر پھر جلدی سے دوسری گاڑی کی جانب بھاگا۔

گاڑی میں بیٹھا ابراھیم زین کا نمبر ملا رہا تھا جو بند جا رہا تھا۔اس نے وہ ترک کر کے اپنے جاننے والوں کو کالز کیں جہاں سے اس کو دلاسہ دلایا گیا مگر اس کا دل باہر آنے کو تھا۔

ہلکے سبز رنگ کا غرارا پہنی وہ ادھر سے ادھر بھاگ رہی تھی۔طاہر خان کی فیملی بھی آچکی تھی۔ نبیلہ نے ان سے سلام کے علاوہ کوئی بات نہیں کی تھی۔ حمزہ نے کئی بار اس سے بات کرنے کی کوشش کی تھی جسے اس نے نظر انداز کیا تھا مگر جب وہ اپنے اور سفیرہ کے کمرے میں آئی جہاں اس نے تین راتیں گزاری تھیں تو وہاں اس کی سائیڈ والی جگہ پر ایک کاغذ پڑا تھا جس کے اوپر ایک جگہ کا نام لکھا تھا۔وہ جانتی تھی یہ کون سی جگہ تھی۔

باہر تیز میوزک بج رہا تھا۔لوگ خوش گپوں میں مصروف تھے۔شام کا وقت ہو گیا تھا۔وہ وہی کاغذ اٹھاتی گھر کے پیچھے والے دروازے سے نکل کر اس حصے میں آئی جہاں زیادہ تر

کوئی نہیں آتا تھا۔ کیونکہ اب اسے یہ قصہ ختم کرنا تھا۔ وہ جب لاہور آئی تھی بچپن میں تب وہ سب یہاں کھیلا کرتے تھے۔ اس نے قدم اندر رکھے تو وہاں کوئی زی روح موجود نہیں تھا۔ مگر وہاں موجود کرسی جس کے اوپر رسی موجود تھی۔ اسے دیکھ کر اس کا سانس اٹکا۔ بے اختیار ہاتھ اپنے پیٹ تک گیا۔ سانس اٹک سا گیا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے نکلتی کسی نے پیچھے سے اس کے سر پر کوئی بڑی شے مار کر سر کے بل گرا دیا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھنا چاہا مگر آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا اور وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

. . — . — . .

"اماں رِھاف کہاں ہے؟" زرمینہ نے لوگوں پر نظر ڈال کر نبیلہ سے پوچھا تو انہوں نے نظر ادھر ادھر گھمائی۔

"کہیں کمرے میں ہوگی۔۔"انہوں نے سٹیج پر بیٹھی سفیرہ کو دیکھا جو نارنجی فراک میں حجاب اوڑھے خوبصورت لگ رہی تھی مگر اس کا چہرہ پیلا تھا یوں جیسے کسی نے سارا خون نچڑ لیا ہو۔۔

"اچھا میں دیکھ کر آتی ہوں۔"وہ کہتی ہوئی اٹھی اور سفیرہ اور رِحاف کے مشترکہ کمرے میں آئی۔اس کی نظر بیڈ پر پڑی جہاں کوئی وجود خود پر کمبل ڈالے لیٹا تھا۔وہ مسکرا کر سر ہلاتی وہاں سے نکلی اور واپس محفل کی طرف آئی۔میوزک اور رقص کے درمیان کسی کو اس کا خیال تک نہیں آیا تھا یہاں تک کب محفل برخاست ہوئی اور سب اپنے اپنے کمروں کی طرف چلے گئے۔سفیرہ تھکی ہوئی کمرے کے اندر آئی تو بنا بیڈ کی طرف دیکھے واشروم میں بند ہوئی اور پھر آدھے گھنٹے کے بعد نکلی تو بنا بیڈ کو دیکھتی اپنا کمرہ چھوڑتی جواد کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کل اس کا نکاح تھا اس لئے جلدی سونا تھا۔ نیند کی ایک گولی اس نے پھانک لی اور کمبل اوڑھ کر لیٹ گئی۔ دل سو کی سپیڈ سے دھڑک رہا تھا، خوف نے پورے وجود پر بسیرا کر لیا تھ مگر اس نے سونے کی کوشش نہیں چھوڑی۔۔

سفیرہ کے کمرے سے ایک کمرا چھوڑ کر زر مینہ سے جب نبیلہ نے رِھاف کا پوچھا تو اس نے اس کے سونے کا بتایا اور خود کمرے سے نکل آئی۔ دروازے کے ساتھ زین اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"اتنی دیر کیوں کر دی؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"اماں کو مطمئن کرنا تھا۔" وہ مسکرا کر بولی اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔ وہ دونوں رات کے ایک بجے آئس کریم کھانے جا رہے تھے۔

"رِھاف کی طبیعت کیسی تھی؟" مین روڈ پر گاڑی لاتے ہوئے زین نے پوچھا۔۔

"ٹھیک تھی۔۔۔ سو رہی تھی۔۔" جس پر زر مینہ نے اسے اس کے سونے کا بتایا تو اس نے سر ہلایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے ابراھیم کی کالز آئی تھیں مگر میرا فون بند ہو گیا چارج نہیں تھا۔ میں نے جواد کو چارج کرنے دے دیا مگر اب وہ کہیں نظر ہی نہیں آرہا۔" اس کے کہنے زرمینہ نے سر ہلایا۔

"تم نے اسے اس کی طبیعت کا بتایا تھا شاید اس لیے کال کر رہا ہو۔" زین بھی اس کی بات سے متفق ہوا اور گاڑی ایک آئس کریم پارلر کے سامنے روک دی۔

. . —— . ——. .

اس کی آنکھیں کھلی تو درد کی ایک شدید لہر اس کے پورے جسم میں دوڑ گئی۔ اس نے جگہ کو پہچانے کی کوشش کی۔ وہ وہی اسی کرسی پر رسی سے بندھی ہوئی تھی۔ دونوں ہاتھ کرسی کے ہتھ پر بندھے ہوئے تھے۔ بال بکھر گئے تھے، پیر حد سے زیادہ دکھ رہے تھے۔ اس نے نظروں کو دوڑایا تو کوئی وجود اس کے بلکل سامنے کرسی پر بیٹھا تھا۔ وہ اسے دیکھتی رہی۔۔ دیکھتی رہی۔۔ اور جب دماغ نے چہرے کو پہچانا تو وہ ساکت ہو گئی۔۔ شل۔۔ دماغ کا ہر حصہ جیسے ساکن ہو گیا تھا۔ نظروں نے اس وجود کے یہاں ہونے سے انکار کیا۔ پھر بہت دھیرے اس کے لبوں سے الفاظ ادا ہوئے۔

"جواد بھائی آپ؟؟؟"

"سرپرائز کیسا لگا؟"وہ مسکرا رہا تھا.....اس کی مسکراہٹ بے حد عجیب تھی.....

"آپ یہاں کیا۔۔کیا کر رہے ہے؟"وہ ابھی تک بے یقین تھی۔

"کم آن ڈیئر کزن۔تمھیں یہاں اپنے سامنے باندھ کر بیٹھایا ہوا ہے میں نے اور تم ابھی تک نہیں سمجھی کچھ...."وہ جیسے بے مزہ ہوا تھا۔

"وہ آپ تھے۔۔مطلب شروع سے وہ آپ کر رہے تھے۔"اس کے ذہن میں دھماکے ہو رہے تھے۔آسمان سر پر آگرا تھا۔

"تمہیں لگا یہ سب وہ بدھو حمزہ کرے گا؟"وہ اٹھ کر اس کے قریب آکر کھڑا ہوا اور اس کے اوپر زرا سا جھک کر مسکرا کر اس کا مزاق اڑایا۔

"کیوں؟؟"اس کے لبوں سے یہی الفاظ نکلے تھے باقی سب الفاظ جیسے سلب ہو گئے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم جانتی تھی رِھاف۔۔تم بچپن سے جانتی تھی میں تمہیں پسند کرتا تھا۔۔تم نے حمزہ کے لئے جب ہاں کی تو میرا دل کر رہا تھا اسے قتل کر دوں۔تم نے مجھے ایک دو بار شاید دیکھا بھی تھا اپنے گھر میں۔پھر بھی تم نے مجھے نہیں پہچانا؟۔کتنی بے وقوف ہو تم رھاف کیسے سمجھتی رہی کہ وہ حمزہ تھا۔کیسے؟؟۔"وہ ایک طرف گیا اور وہاں سے ایک پیکس اٹھایا۔ رِھاف کا حلق خشک ہو گیا۔"پھر مجھے اس کے پلین کا پتہ چل گیا۔گدھا۔۔"وہ مسکرایا تھا۔"مجھے پتہ تھا تم مر جاؤ گی مگر اپنی جائیداد اسے نہیں دو گی تو اس لئے میں نے زین کی شادی کے وقت تمہیں اپنا آپ دوبارا یاد دلایا۔"وہ اس کے قریب آیا اور اس کے اوپر جھکا۔ رِھاف نے خود کو دور کرنا چاہا مگر وہ بندھی ہوئی تھی۔

"اور اس سے پہلے کیا تھا؟"خشک گلے کو تر کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"وہ بس تمہیں میں یاد دلاتا تھا کہ کوئی ہے جو ہر وقت تمہاری پرواہ کرتا ہے۔میں نے کئی لوگوں کو تمہاری زمہ داری سونپی تھی میرا کوئی نہ کوئی بندہ ہر وقت تم پر نظر رکھتا تھا۔"وہ

اب اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ گیا تھا۔ رِھاف کو لگا جیسے جلتے انگارے نے اسے چھو لیا ہے۔۔

"میں نے بارات والے دن تمہیں شادی کی پیشکش کی تم نے ٹھکرا دی۔۔" وہ بولا تو رِھاف نے آنکھیں بند کر دی اور جیسے ہی اس نے آنکھیں بند کی اس نے پیچکس اس کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ اس کی چیخ گلے میں ہی گھٹ گئی کیونکہ اس نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

"تم نے بھرے محفل میں میری زات کو ٹھکرا دیا۔۔۔ تم نے میری انا کو روندا تھا۔۔۔ تم نے میرے بجائے اس (گالی) پر فوقیت دی تھی۔ اس کی سزا تمہیں ملنی تھی۔" وہ بول رہا تھا اور وہ ادھ مری حالت میں اس کو سن رہی تھی۔ اسے یاد تھا امی نے کہا تھا کہ مردوں کی انائیں بہت اونچی ہوتی ہے انہیں نہیں توڑنا چاہئے ورنہ وہ عورتوں کی گردن توڑ دیتے ہے اور اس وقت وہ خود کو ٹوٹتا محسوس کر رہی تھی۔ مگر وہ اتنی آسانی سے کیسے ٹوٹ سکتی تھی؟ اور وہ بھی جواد جیسے مرد کے سامنے؟۔ نہیں! نہیں!.... رھاف نے ہمت نہیں ہاری۔ اس

کے سبز رنگ غرارے پر خون کے دھبے جا بجا بکھر گئے تھے،بال بکھر گئے تھے اور آنکھوں کا مسکارا پورے چہرے پر پھیل گیا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے۔۔جو تصویریں میں نے بھیجی تھیں تمہارے اس خبیث شوہر کی۔۔وہ اس کی بہن تھی۔۔اور تم بے وقوف اس سے لڑ جھگڑ کر یہاں آ گئی۔۔۔ویسے مجھے پتہ تھا تم آؤ گی۔۔"وہ کوئی جانور لگ رہا تھا اس وقت۔رِھاف کو لگا اب وہ مر جائے گی مگر وہ ابھی تک اس کی باتیں سن رہی تھی۔اب کی بار وہ دور ہوا تو اس نے سانس لینے کی کوشش کی مگر ابھی سانس لیتی کہ اس نے اس کے ہاتھ میں بلیڈ دیکھا۔اس کی سانس اٹک گئی۔وہ اس کے قریب آیا اور اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔وہ چیخنا چاہتی تھی۔دھاڑے مار مار کر رونا چاہتی تھی مگر ہاتھ بندھے تھے اور منہ پر اس کا ہاتھ جما تھا۔

"اسی ہاتھوں کو اس نے چھوا ہو گا نا۔۔"بلیڈ اس کے ہاتھ کے قریب لا کر وہ پوچھ کم بتا زیادہ رہا تھا۔اس کی آنکھوں میں مسکراہٹ تھی۔۔۔تمسخر اڑانے والی مسکراہٹ۔۔

"اسے نہیں چھونا چاہیے تھا۔۔ جو میرا تھا اسے نہیں چھونا چاہیے تھا۔" وہ اب اس کے بائیں ہاتھ پر بلیڈ پھیر رہا تھا۔ وہ کسی چڑیا کی طرح پڑ پڑائی تھی۔ مگر حلق میں آواز گھٹ گئی تھی۔

"ارے اتنا دکھ نہیں ہوتا۔۔ میں کاٹتا ہوں خود کو دیکھو۔۔ جب جب سوچتا ہوں تمہیں وہ چھو رہا ہو گا تو میں خود کو کاٹتا ہوں۔" وہ اسے اپنی کلائیاں دیکھا رہا تھا اور رات کی خاموشی میں اس کا ہچکیوں کے ساتھ رونا کوئی نہیں سن رہا تھا۔

"ایک چانس دے دیتا ہوں میں تمہیں۔" وہ اس کے قریب آیا اور اس کے بالوں کو اس کے چہرے سے ہٹا کر اسے کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم مجھ سے معافی مانگو۔۔ اور اسے چھوڑ دو۔۔ کیونکہ اگر وہ تم سے محبت کرتا تو وہ اب تک آچکا ہوتا۔ لڑکیوں کی فینٹسی ہوتی ہیں نا کہ وہ اگر کبھی کہیں پھنسی تو ان سے محبت کرنے والے مرد ان کے لیے حاضر ہو جائے گے۔" وہ اسے بتا رہا تھا اور رِھاف نے خود کو مردہ محسوس کیا۔

"میں تم سے معافی نہیں مانگوں گی۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے۔۔"اس نے کہتے ہوئے خشک لبوں پر زبان پھیری۔ "تمہیں۔۔ لگتا ہے مجھے فینٹسی ہے کہ مجھے وہ بچانے آئے گا۔۔"وہ جیسے اب مسکرائی تھی۔وہ کس تکلیف سے بول رہی تھی یہ اس کا رب جانتا تھا۔ "تمہیں پتہ ہے جواد۔۔یا مجھے۔۔ مجھے کہنا چاہیے کتے۔۔۔"وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔ جواد کا چہرہ پل میں سرخ ہوا اور اس نے اس کے ہاتھ پر بلیڈ پھیرا۔۔اس کے لبوں سے چیخ نکلی۔ مگر وہ چپ نہیں ہوئی۔

"میں نے آج تک کبھی ایسی فینٹسی نہیں رکھی۔۔ میں نے ہمیشہ خود کو خود بچایا ہے۔۔ میں پرابلمز سے خود کو خود نکالتی ہوں۔۔ تمہیں لگتا ہے میں تم سے ڈر گئی ہوں تو یہ تمہاری سوچ ہے۔۔۔ میں اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی۔۔اگر میری زندگی تمہارے ہاتھوں ختم ہونا لکھی ہے تو ضرور ختم ہوگی لیکن اللہ کی مرضی کے بغیر تم میرا بال بھی بانا نہیں کر سکتے..."

اس کے لب خشک ہوئے تو اس نے پھر سے لبوں پر زبان پھیری۔۔ "کیونکہ۔۔ کیونکہ مجھے خود پر اور اس ذات پر بھروسہ ہے جو تمام انسانوں کا رب ہے اور جو کسی کو بھی

اندھیرے اور مشکل میں اکیلے نہیں چھوڑتا۔۔" آخر میں وہ تمسخر اڑانے والے انداز میں مسکراتے ہوئے اس پر تھوک گئی تھی۔ وہ اس کے قریب آیا اور پیچکس اس کے پیٹ میں دوبارہ گھسایا۔ اس بار اس چیخ نہیں دبائی گئی تھی۔ اس بار بہت بری طرح وار کیا گیا تھا۔

"تم تو نکل جاؤ گی مگر کیا تمہارا بچہ زندہ بچ جائے گا؟" پیچکس اس کے پیٹ میں گھماتے ہوئے وہ مسکرا رہا تھا۔ وہ اس وقت کوئی وحشی جانور لگ رہا تھا۔ رِھاف رو رہی تھی چیخ رہی تھی۔ اسے لگا وہ مر چکی ہے یا مرنے والی ہے۔۔ جب اس نے پیچکس نکالا اور اس کو دھکا دے کر کرسی اسی پر الٹا دی۔ وہ بہت بری طرح گری۔

"اللہ۔۔" اس کے لب کپکپا رہے تھے۔ "اللہ میرا بچہ۔۔" وہ رو رہی تھی دھاڑیں مار مار کر۔ "ابراھیم۔۔ زین لالہ۔۔۔" اس بار وہ چیخی تھی۔ "امی۔۔۔ امی۔۔ میرا بچہ۔۔" جواد اسے دیکھتے ہوئے ہنس رہا تھا۔ وہ تڑپ رہی تھی۔۔۔ پھر بے اختیار اس نے خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ ہاتھ اس کے نیچے آ گئے تھے مگر کچھ اور بھی تھا جو اس کے نیچے آیا تھا۔۔ کوئی نوکیلے دانتوں والی شے تھی وہ۔۔ اس نے جواد کو بند ہوتی آنکھوں سے دیکھا جو اسے دیکھ رہا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تھا۔۔اس کا پورا وجود مردہ ہو چکا تھا مگر اس نے ہار نہیں مانی اور ہاتھوں کی گرہیں کھولنے کی کوشش کی کیونکہ وہ اتنی سخت نہیں بندھی تھی۔

"بھائی۔۔۔"دروازے سے آتی آواز پر دونوں وجود ساکت ہوئے تھے۔۔۔رِھاف نے بند ہوتی آنکھوں سے دروازے میں کھڑی سفیرہ کو دیکھا تھا۔۔جبکہ جواد مسکرایا تھا۔

"آپ نے کہا تھا اسے تکلیف نہیں دیں گے۔۔"اس کی آواز اپنی نہیں لگ رہی تھی۔۔

رِھاف کا پورا وجود اس کے الفاظوں پر ساکت ہو گیا تھا۔۔کیا سفیرہ بھی.....؟

"میں نے اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچائی۔"وہ رِھاف کی طرف اشارہ کرتا بولا جبکہ سفیرہ اس کے قریب آئی۔۔اسی کے ساتھ جواد بھی قریب آ کر بیٹھ گیا۔۔رِھاف نے ایک سیکنڈ کے لیے بھی آنکھیں نہیں جھپکی تھیں وہ بے یقینی سے سفیرہ کو تک رہی تھی۔۔دل ٹوٹا تھا یا جسم نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔۔اتنی تکلیف تو تب بھی نہیں ہوئی تھی جب جواد نے اس کے اندر پیچکس گھسایا تھا۔۔یہ تکلیف تو بہت زیادہ تھی۔۔یہ خیال تو سوہان روح تھا کہ وہ اس کے ساتھ تھی۔۔پانچ سالوں سے وہ جس تکلیف اور خوف میں مبتلا تھی اس میں اس کی اپنی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوست شامل تھی۔۔۔رِھاف بس اسے ہی دیکھ رہی تھی جبکہ سفیرہ نے چہرہ اب جواد کی جانب موڑا تھا۔۔

"بھائی بس کر دیں۔۔لوگ اب اس کو ڈھونڈنا شروع کر دیں گے۔۔"اس کا لہجہ نہ پشیمانی لئے ہوئے تھا نہ غم زدہ۔۔وہ بس اپنے بھائی کا ساتھ دینے والی ایک بہن تھی۔۔

"تمہیں بہت چاہتا ہوں میں۔۔۔"اس نے سفیرہ کو نظر انداز کیا اور اس کے تھوڑا اور قریب آ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔رِھاف کو لگا کسی نے جلتا ہوا تیل اس کے منہ پر پھینک دیا ہے۔۔مگر اس نے دونوں کو نظر انداز کر کے اپنے بندھے ہوئے ہاتھوں پر کوشش کرنی شروع کر دی۔۔اسے لگا تھوڑی کوشش کرنے سے گرہیں کھول جائے گی۔

"تم سے محبت بچپن سے ہے مگر تم نے کبھی میری طرف دیکھنا تک گوارا نہیں کیا۔۔"اب کی بار اس کی آواز گلو گیر تھی۔"میں نے کئی بار تم سے بات کرنے کی کوشش کی۔۔میں نے کئی بار تمہیں بتانے کی کوشش کی۔۔مگر تم نے کبھی مجھے سنا ہی نہیں۔۔"وہ بیٹھ کر اس کی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھتا رہا اور وہ اپنی گرہیں کھولنے میں مصروف تھی جو بس کھلنے

والا ہو گیا تھا۔۔اس کی آنکھیں اب ہر خوف سے عاری تھی۔۔نہ اسے اپنے بہتے خون کی پرواہ تھی نہ اپنے بچے کی۔۔اسے ان دونوں کی نظروں سے دور ہونا تھا بس۔۔"ایک چانس تو دیا ہوتا تم نے مجھے۔۔ایک دفعہ بھی نہیں سنا تم نے مجھے۔۔"وہ اس کے اوپر جھک گیا۔

"ہاں واقعی۔۔ایک چانس تمہیں ملنا چاہئے تھا۔۔۔مگر تم جانتے ہو اس چانس میں تمہیں کیا ملنا چاہئے تھا؟؟"وہ غرائی تھی۔

"کیا؟؟"وہ جیسے بے تاب ہوا۔۔

"موت۔۔"غراتے ہوئے اس نے وہی نوکیلی چیز اس کے سینے میں کھوب دی اور وہ ساکت ہو گیا۔۔سفیرہ کی آنکھیں پھیل گئی۔۔یوں جیسے وہ دونوں اس کے لئے تیار نہیں تھے۔۔"چانس تو کیا میں تو تم پر تھوکتی بھی نہیں۔۔تم دونوں بھائی بہن پاگل ہو۔۔"ایک بار پھر اس نے وہی نوکیلے دانتوں والے آلے سے اس کے پیٹ میں گھسا دیا اور وہ ساکت تھا۔۔جیسے اسے سمجھ نہیں آیا تھا ہوا کیا ہے یہ؟؟اسی کا کھیل اس پر کیسے الٹ گیا۔۔سفیرہ پھیلی ہوئی آنکھوں کے ساتھ ساکت تھی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایک وار میرے بچے کے لئے تھا اور دوسرا زاویار کے لئے۔۔"وہ اتنی نڈر لگ رہی تھی کہ اگر جواد کی نظروں میں دیکھو تو وہ اس سے خوف زدہ لگ رہا تھا۔۔۔سفیرہ کے ہاتھ بے اختیار خوف سے کانپنے لگے۔۔"میں نے تمہارا کیا ہوا ہر عمل جو مجھے ہر دفعہ خوف میں مبتلا کیا تھا اسے معاف کرتی تھی کہ چاہے جو بھی ہو، ہو سکتا ہے سمجھ جائے اور میرا پیچھا چھوڑ دے، مگر میں اس وقت کو بھول نہیں پائی جو مجھے خوف میں مبتلا کر دیتا تھا اور میرے ہاتھ پیر کانپنے لگ جاتے تھے۔۔میں معاف کرتی آئی مگر میں بھول نہیں پائی تھی۔۔"وہ غرا کر اس کو دیکھ رہی تھی جس کی آنکھیں بند تھی۔۔

"اب بھی بھونکو نہ میرے اوپر۔۔تم نے بھی تو مجھ پر دو دفعہ وار کیا ہے میں تو زندہ ہوں بول رہی ہوں۔۔تم کیوں نہیں بول رہے؟؟"اس نے اسے گریبان سے پکڑ کر جھنجوڑا۔۔مگر وہ وجود ساکت تھا۔۔یک دم اسے سب کچھ غلط لگا۔۔سفیرہ بے اختیار ہوش میں آئی اور اسے پیچھے کیا۔۔

"دور ہو جاؤ میرے بھائی سے۔۔"وہ چیخی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اٹھ جاؤ۔۔"اس نے سفیرہ کو نظر انداز کیا مگر جواد پر وہ چلائی۔۔ سفیرہ جواد پر جھکی اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگی۔۔

"بھائی۔۔۔اٹھ جائیں۔۔ بھائی۔۔۔"وہ کہتی رہی مگر اس سے پہلے وہ کچھ اور کہتی دروازہ ایک دھاڑ سے کھلا اور اس میں ابراھیم کا چہرہ نمودار ہوا۔۔ صرف ابراھیم نہیں۔۔ وہاں زین بھی شل چہرہ لیے کھڑے تھا۔۔ابراھیم بھاگ کر اس کے پاس آیا۔۔

"ابراھیم۔۔"وہ کانپ رہی تھی۔۔"دیکھیں نہ یہ آنکھیں نہیں کھول رہے۔۔ میں۔۔ میں نے۔۔ میں نے تو بس خود کو بچایا ہے۔۔"وہ اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔ آنکھوں سے بل بل آنسوں بہہ رہے تھے۔

"میں یہاں ہوں سب ٹھیک ہے۔۔ سب ٹھیک ہے۔"وہ اسے بتا رہا تھا مگر وہ نہیں سن رہی تھی۔

"ابراھیم ہمارا۔۔۔ میرا بچہ۔۔"اس کے الفاظوں نے ابراھیم کو جامد کر دیا تھا۔"میں اسے مارنا نہیں چاہتی۔۔ وہ مر گیا ہے۔۔"وہ کبھی کچھ کہہ رہی تھی اور کبھی کچھ۔۔ دروازے

سے اندر داخل ہوتے امجد نے یہ سب دیکھا تو ابراھیم کے قریب آیا۔ جو رِھاف کو سینے سے لگائے بیٹھا تھا۔

"سر۔۔ آپ یہاں سے چلے جائیں۔"اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ زین مرے مرے قدموں سے ان کے قریب آیا جبکہ جواد کا سر گود میں رکھتی سفیرہ روتے ہوئے اسے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی جو نہیں جانتی تھی کہ آیا وہ زندہ ہے یا مر گیا۔

"سر۔۔ پلیز۔۔ لوگ آنے والے ہے۔۔"امجد نے التجا کی۔

"تم۔۔ کیا کرو گے؟"زندگی میں پہلی دفعہ اس کی زبان لڑکھڑائی۔۔ حالانکہ وہ جانتا تھا امجد کیا کرے گا۔

"مجھے اگر اپنی جان بھی قربان کرنی پڑی تو کر دوں گا۔۔ مگر آپ یہاں سے چلے جائیں۔۔ دیکھیں آپ کی وائف بھی بے ہوش ہو چکی ہیں۔۔"وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔ ابراھیم نے رِھاف کو دیکھا جو اب ہوش سے بے گانہ ہو چکی تھی۔۔ زین نے ابراھیم کے بازوں پر ہاتھ رکھ کر اسے اٹھایا اور ابراھیم نے رِھاف کو بازوؤں میں بھر کر اٹھایا پھر وہاں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سے نکلتا چلا گیا۔۔جبکہ سفیرہ کی نظریں اپنے بھائی سے نہیں ہٹ رہی تھیں۔۔وہ ابھی تک روتے ہوئے اسے جھنجوڑ کر اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

۔۔۔

یکدم اس کے جیب میں پڑا موبائل تھرتھرایا۔اس نے جیب سے موبائل نکالا انجانا نمبر تھا۔اس نے اٹینڈ کیا دوسری طرف زین تھا۔

"ابراھیم۔۔رِھاف۔۔"وہ ہانپ ہانپ کر بول رہا تھا۔

"خبیث انسان کہاں مر گئے تھے تم۔۔میری بیوی کہاں ہے۔"وہ یکدم اٹھتا ہوا دھاڑا۔

دور کھڑے امجد نے اس کو دیکھا تو بھاگا بھاگا آیا۔

"مجھے ایڈرس دو۔"وہ ایک بار پھر دھاڑا تو وہ ایڈرس بتانے لگا جو یہاں سے آدھے گھنٹے کی مسافت پر تھا اور گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

وہاں پہنچ کر زین کا چہرہ سفید تھا۔۔

"تم کہاں مر گئے تھے۔"

"میں مصروف تھا۔۔اور فون میں نے جواد کو دیا تھا۔۔ابھی زرمینہ نے بتایا ہے تو تمہیں کال کی۔"رِھاف کے غائب ہونے کی خبر زرمینہ کو ملی تھی۔وہ دونوں جب واپس آئے تو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ رِحاف کو دیکھنے کی نیت سے گئی تھی مگر جب وہ اندر داخل ہوئی تو کمبل ویسے ہی پڑا تھا جیسے چھوڑتے ہوئے وہ دیکھ کر گئی تھی اس لئے اس نے تجسس کے مارے کمبل ہٹایا تو وہاں رِحاف تو نہیں ہاں تکیے پڑے ہوئے تھے۔۔اس کے پیروں سے زمین نکل گئی تھی۔۔ بھاگ کر زین کے پاس آئی اور اسے بتایا۔۔اس نے سب سے پہلے اس کا موبائل لے کر ابراھیم کو کال کی تھی اور اب وہ لوگ پورا گھر دیکھ رہے تھے۔زرمینہ کو اس نے کمرے میں بٹھادیا تھا کیونکہ اس کو اس حالت میں ٹینشن دینا خطرناک تھا۔

ابراھیم چپ تھا جبکہ زین کو اس کی چپ کھائے جارہی تھی۔وہ لوگ ڈھونڈتے رہے ڈھونڈتے رہے۔

"میں نے اسے تمہارے حوالے بھیجا تھا۔"زین کو بہت دھیمی ابراھیم کی آواز سنائی دی۔

"میں شرمندہ ہوں۔"وہ سر جھکائے چل رہا تھا۔

"دعا کرو وہ مل جائے۔۔ورنہ میں اس خاندان کو کہیں کا نہیں چھوڑوں گا۔" کہتے ساتھ اس نے جواد اور سفیرہ کے بارے میں اسے بتایا تو زین کو ایک اور جھٹکا لگا۔جواد کے بارے میں

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ کہہ سکتا ہے مگر سفیرہ؟؟وہ حیران تھا۔۔حد سے زیادہ حیران۔۔اب وہ لوگ گھر کی پچھلے حصے کی طرف آئے۔ابراھیم سب سے آگے تھا جبکہ زین اس کے پیچھے۔۔سب سو رہے تھے جس کی وجہ سے دھیمی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھی۔وہ قریب گیا اور ایک دھاڑ کے ساتھ دروازہ کھولا۔سامنے جو منظر آنکھوں نے دیکھا اس نے اسے ساکت کر دیا تھا۔ آنکھوں نے یقین کرنے سے انکار کر دیا تھا۔اس کی آنکھوں کے سامنے وہ خون میں لت پت تھی اور کسی وجود کو جھنجوڑ کر اٹھا رہی تھی۔وہ کچھ اور بھی کہہ رہی تھی مگر اس کا دماغ پروسیس نہیں کر سکا تھا۔وہ بھاگ کر اس کے پاس گیا۔مگر جواد کو دیکھ کر وہ ساکت ہو گیا۔وہ سمجھ نہیں سکا ہو کیا رہا ہے مگر وہ جانتا تھا سامنے پڑا جواد کا وجود اب ناکارہ ہو چکا تھا۔۔تو کیا اس کی بیوی نے قتل کر دیا ہے؟؟اس کے ساتھ بیٹھی سفیرہ کو اس نے نظر انداز کر دیا تھا۔۔

وہ سوچوں میں تھا جب امجد کی آواز آئی جو اسے یہاں سے جانے کا کہہ رہا تھا۔۔وہ اسے چھوڑ نہیں سکتا تھا مگر رِھاف کو دیکھا تو اسے اٹھنا پڑا۔زین اس کے ساتھ نکلا اور وہ لوگ اب مین

روڈ پر تھے۔۔زین ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ اس کی گود میں سر رکھا وجود بے ہوش تھا جس کی سانسیں اب بہت دھیمی چل رہی تھی۔

"مجھ سے بات کرو رِھاف۔۔۔پلیز سٹے ودمی۔۔۔پلیز رھاف۔۔پلیز۔۔"اسے رونا آرہا تھا بہت سارا رونا۔۔وہ کیوں اس کے ساتھ نہیں تھا؟وہ اسے بچا نہیں سکا۔۔یک دم وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔۔وہ رو رہا تھا باخدا وہ رو رہا تھا۔۔ڈرائیو کرتے زین کے گلے میں کچھ اٹکا تھا۔جسے نہ وہ اگل سکا نہ نگل سکا۔

"زین جلدی کرو۔"وہ اس پر چیخا تھا۔۔اس نے جلدی سے گاڑی کی سپیڈ اور بڑھا دی۔ ہسپتال پہنچ کر وہ چیختا چلاتا ڈاکٹر کو بلانے لگا۔اسے لگ رہا تھا خون رِھاف کے وجود سے نہیں اس کے بدن سے بہہ رہا ہے۔تکلیف اسے نہیں ابراھیم کو محسوس ہو رہی تھی کیونکہ وہ وجود اب خود میں نہیں تھا۔اس کا پورا چہرہ نیلا پڑ گیا تھا۔

ڈاکٹر نے اسے آئی سی یو میں داخل کیا اور وہ ہسپتال میں بیٹھا سر ہاتھوں میں گرائے رونے لگا۔اپنی خودکشی کرنے سے پہلے اور اس کے بعد وہ کبھی نہیں رویا تھا مگر یہاں بیٹھے وہ

دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا۔ زین واپس کب گیا اور اپنی ماں اور بیوی کو کب لایا وہ نہیں جانتا تھا۔۔ پیچھے کیا ہوا وہ نہیں جانتا تھا۔ وہ بیٹھا ہوا تھا جب زین اس کے قریب آ کر بیٹھا۔

"کیا وہ ٹھیک ہے؟" ابراھیم کی آواز اتنی دھیمی تھی کہ وہ بمشکل سن سکا۔

"کون؟؟" زین کو سمجھ نہیں آیا وہ کس کے بابت پوچھ رہا تھا۔

"وہی۔۔ خبیث۔۔"

"اس کی نماز جنازہ آج صبح ادا کی جائے گی۔۔" ابراھیم کا وجود لمحے کے ہزارویں حصے میں شل ہوا تھا۔۔ ہاتھ ساکن ہوئے اور چہرہ سفید ہو گیا۔۔

"مگر وہاں اس کی بہن تھی اس نے سب کچھ دیکھ لیا تھا۔" اس کے لبوں سے مرے مرے لفظ نکلے۔

"وہ دونوں شریک تھے۔۔ مگر اس نے کہا ہے وہ کچھ نہیں جانتی۔" زین کے کہنے پر ابراھیم نے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ آگے کیا ہونے والا تھا وہ نہیں جانتا تھا۔

"پولیس تک بات نہیں پہنچی؟"

"نہیں۔۔اس نے مجھے اور امجد کو وہاں سے دھکے دے کر نکالا اور گھر والوں کو کہا کہ اس نے خودکشی کی ہے۔۔"ابراھیم ویسے ہی بیٹھا تھا۔

"تمہیں کیسے پتہ کے اس نے خودکشی کا کہا؟اور گھر والے اتنی آسانی سے مان گئے؟؟"

"میں اور امجد وہاں کھڑے رہے تھے کچھ دیر۔۔لوگوں سے زبانی سنا کہ خودکشی کی ہے لڑکے نے۔۔اور گھر والے ابھی دکھ میں ہے۔۔ان کو اپنے بیٹے کی موت کے علاوہ کچھ نہیں دکھائی دے رہا۔"زین کے کہنے پر اس نے کچھ نہیں کہا اور وہاں سے اٹھ کر ہسپتال کے ویٹینگ ایریا میں آبیٹھا۔۔۔وہ نہیں جانتا تھا کتنا وقت گزرا مگر پھر اذان کی آواز سنی تو وہ اٹھا اور جا کر وضو کیا۔وضو کر کے آیا تو پورا جسم سردی سے ٹھٹر گیا۔ٹھنڈے فرش پر بیٹھ کر وہ نماز پڑھنے لگا۔نبیلہ نے اسے نماز پڑھتے ہوئے روتے دیکھا تو خود بھی رونے لگی۔

زرمینہ اندر کمرے میں سو رہی تھی۔اس کی اپنی طبیعت خراب نہ ہو جائے اس لئے اس کو وہاں آرام کرنے بھیجا تھا۔

وہ جائے نماز پر بیٹھا دعا کرنے لگا۔ تو آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھر گئی۔

"وہ امید سے تھی ابراھیم بیٹے۔" انکے یکدم کہنے پر وہ ایک جھٹکے سے مڑا۔ اسے رِھاف کی بے ربط باتیں اب سمجھ میں آنے لگی تھی۔۔

"میں جانتا ہوں مگر اس نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟" وہ شل ہوا تھا۔

"اسے دو دن پہلے پتہ چلا تھا۔" نبیلہ نے اس کے دونوں ہاتھ تھام کر روتے ہوئے کہا تو وہ خالی خالی آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگا۔ ابھی وہ کچھ کہتا کے ڈاکٹرز کمرے سے نکل آئے۔

"ابراھیم خان؟" ان کے سوالیہ انداز میں پوچھنے پر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"وی آر سوری فار یور لوس" ایک سینیئر ڈاکٹر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ وہی کھڑے کھڑے ڈھے گیا تھا۔ سیاہ آنکھوں سے ساری سیاہی نچڑ گئی اور وہاں سفیدی پھیل گئی۔ پورا چہرہ سفید ہو گیا۔

"لیکن آپ کی مسز خطرے سے باہر ہیں۔" اگلہ جملے نے ابراھیم خان کو دوبارہ زندہ کر دیا تھا۔ آنکھوں سے بھل بھل آنسو بہنے لگے۔۔یہ آنسو خوشی کے تھے۔

"ہم نے کوشش کی آپ کے بچے کو بچانے کی مگر بلیڈنگ زیادہ ہونے کی وجہ سے ناکامی کا سامنا ہوا ہمیں۔ آپ کی وائف کو ہوش آنے میں وقت لگے گا۔۔ گھاؤ بہت گہرے تھے جن کی وجہ سے ان کی حالت بہت کمزور ہے۔۔" وہ اپنے پروفیشنل انداز میں بتا رہے تھے اور ابراھیم کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ روئے یا ہنسے۔ بیوی بچ گئی تھی مگر بچہ کھو گیا تھا۔ نبیلہ کی سسکیوں سے وہ ان کی طرف مڑا اور ان کو گلے لگایا۔ ڈاکٹر زان کو چھوڑ کر وہاں سے چلے گئے۔

زین کے آنے پر اس نے سب کہا تو اس کی حالت بھی ویسی ہی تھی۔ وہ ان کو وہی چھوڑتا وہاں سے اٹھ آیا تھا۔ اور اسی ڈاکٹر کے پاس گیا۔

"کیا میں اپنی مسز کو دیکھ سکتا ہوں؟" ان کے سر ہلا کر اجازت دینے پر وہ کمرے کی طرف بڑھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دروازا کھول کر اندر داخل ہوا تو وہ ہنوز بے ہوش تھی۔ہاتھوں پر پٹیاں باندھی گئی تھی، بازوؤں پر کینولے لگے تھے اور سر پر پٹی بندھی تھی۔اس کے قریب جا کر کرسی پر بیٹھا اور اسے دیکھتا رہا دیکھتا رہا۔۔اسے محض دیکھنے پر بھی اسے سکون مل رہا تھا۔وہ وہاں کئی گھنٹے بیٹھا رہا تھا جب ڈاکٹر اندر آیا۔

"اب آپ کو باہر جانا چاہئے ابراھیم۔۔ان کو ہوش آنے دیں پھر ہم ان کو کمرے میں شفٹ کر دیں گے۔۔"ان کے کہنے پر وہ اٹھا اور اس پر جھک کر اس کا سر چوما پھر وہ مڑا۔۔باہر آیا تو زین کو دیکھا جو بینچ پر سر رکھے سو رہا تھا۔دوپہر کا وقت تھا۔وہ زین کے پاس آیا اور اسے جنجھوڑ کر اٹھایا۔

"میں کچھ دیر امی سے بات کرنے کے لئے باہر جا رہا ہوں جلدی آجاؤں گا تب تک تم اس کے کمرے کے آگے سے ہلو گے نہیں۔۔سمجھے؟؟"وہ سخت لہجے میں تاکید کر کے بولا تو زین نے آنکھیں کھول کر سر ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بے فکر رہو۔"اس کے کہتے وہ نکل آیا اور اپنی گاڑی میں بیٹھا۔۔موبائل نکالا اور میرا کو کال ملایا جو پہلے ہی بیل پر ریسیو ہوا۔

"کہاں ہو تم بیٹے؟؟رِھاف کیسی ہے؟"ان کی آواز سے لگ رہا تھا وہ روئی ہے۔

"امی۔۔"وہ جیسے ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔"امی۔۔وہ ماں بننے والی تھی۔۔"وہ بے اختیار رو دیا۔

"ابراھیم بیٹے مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟"دوسری طرف ان کا برا حال ہو گیا تھا۔

"امی۔۔مجھے ایسا لگ رہا ہے۔۔جیسے ہر طرف اندھیرا ہے اور مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا۔۔"موبائل کو سپیکر پر ڈال کر آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر جیسے وہ اپنا رونا چھپانا چاہتا تھا۔

"بیٹے۔۔مشکلات اور آزمائشیں تو زندگی کا حصہ ہے۔۔ان کے آگے ایسے ڈھے جاؤ گے تو مشکلات حل تو نہیں ہوں گی۔۔مایوس مت ہو بیٹے مایوسی کفر ہے۔۔"انہوں نے اسے تسلی دی تھی۔

"امی بہت مشکل میں ہوں۔۔کوئی امید کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا۔۔جب وہ ہوش میں آئے گی تو میں اسے کیا کہوں گا؟؟میں اسے بچا نہیں سکا نہ اپنے بچے کو۔۔اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا تھا۔۔اسے مجھے بتانا چاہئے تھا۔۔"وہ ابھی تک رو رہا تھا۔۔

"ابراھیم۔۔تم ناامید ہو رہے ہو۔۔تم اللہ کی حکمت سے ناامید ہو رہے۔۔کیا تمہارے آگے اتنا اندھیرا ہے جتنا یونس علیہ السلام کے آگے تھا؟؟"انہوں نے جیسے اسے چپ کر دیا تھا۔۔"تمہیں پتہ ہے نہ مچھلی کے پیٹ والا اندھیرا کیسا ہوتا ہے بیٹے؟وہ ویسا اندھیرا نہیں ہوتا جیسے رات کا اندھیرا ہوتا ہے۔۔نہ وہ ویسا اندھیرا ہوتا ہے جو پانی کے اندر ہوتا ہے۔۔۔وہ ویسا اندھیرا ہوتا ہے جس طرح مچھلی کے پیٹ والا۔۔۔اور جو سب سے آخر میں آتا ہے،اس اندھیرے میں انسان کو بے بسی،مایوسی اور ناامیدی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔۔۔مگر تم جانتے ہو انہوں نے اس اندھیرے میں بھی اللہ کی حکمت سے ناامیدی اختیار نہیں کی تھی وہ وہاں بھی ان کا کلام پڑھتے رہتے۔۔اور تم تو اتنی سی مشکل پر

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اللہ سے ناامید ہو گئے ہو۔۔۔"انہوں نے جیسے اسے یاد دلایا تھا۔ابراھیم جیسے کسی خواب سے جاگ گیا تھا۔

"شکریہ امی۔۔"اس نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر اپنا رونا قابو کیا۔۔"باقی جب گھر آئیں گے تو بات ہو گی۔۔ آپ دعا کریں وہ جلدی سے ٹھیک ہو جائے۔۔" کہتے ساتھ اس نے کال کاٹی اور اندر کی طرف بڑھا۔۔

. . ———— . ———— . .

وہ پورے دو دن بعد ہوش میں آئی تھی اور جب آنکھ کھلی تو چہرے پر پڑتی روشنی نے اس کی آنکھوں کو تکلیف پہنچائی۔۔ہاتھ ہلکا سا ہلاتی وہ خود کو محسوس کرنی لگی آیا وہ زندہ ہے یا مر چکی ہے۔۔ جسم کی تکلیف نے اسے یہ یقین دلایا جیسے وہ مر چکی ہے اور جہنم میں ہے۔۔ اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو وہ ایک کمرے میں تھی جہاں اس کے دائیں طرف کھڑکی تھی جس سے روشنی چھن چھن کر اندر آ رہی تھی۔۔اس نے سر ہلکا سا ہلایا تو درد کی ایک لہر پورے دماغ میں اٹھی۔۔اپنے سر کو نظر انداز کرتی وہ اپنے بائیں بازو کو دیکھنے لگی جو کٹا

ہوا تھا۔۔اور یہاں اس کی ساری حسیات جاگ گئی۔۔اسے یاد آیا اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔۔ اسے یاد آیا اس نے آخری دفعہ ہوش میں رہتے ہوئے کیا کیا تھا اور کیا کھویا تھا۔۔زہن کے پردے پر خون ہی خون نظر آنے لگا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور ایک ہاتھ اپنے پیٹ تک گیا۔۔۔اس کا دل کیا دھاڑیں مار مار کر روئیں۔۔اور وہ رو دیتی مگر دروازہ کھول کر کوئی وجود اندر آیا۔۔وہ اسے پہنچانتی تھی۔۔وہ اس کی خوشبو پہچانتی تھی۔۔۔وہ ابراھیم تھا۔۔بکھرے بالوں اور سرخ آنکھوں کے ساتھ اس کے سامنے بیٹھ رہا تھا۔۔رِھاف کے منہ سے ہچکی نکلی۔۔اس نے بے اختیار اس کے دونوں ہاتھ تھامے تو وہ اور تیزی سے رونے لگی۔۔

"خدا کے لئے مت رو۔۔میں تمہیں اس طرح تکلیف میں۔۔اور روتے ہوئے دیکھ رہا ہوں تو دل کر رہا ہے کہیں غائب ہو جاؤں۔"وہ دھیمی آواز میں جھکے سر کے ساتھ بتا رہا تھا۔ "میں نہ تمہاری حفاظت کر سکا نہ اپنے بچے کی۔۔میں ناکام ہو گیا۔۔میں نے اپنے بچے کو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کھودیا۔۔میں تمہیں نہیں کھوسکتا پلیز۔۔رِھاف مجھے اس تکلیف سے بچاؤ۔۔رو مت۔۔ پلیز۔۔۔آئی ایم سوری۔۔"اس کے الفاظ بے ربط تھے۔وہ شاید خود بھی رو رہا تھا۔۔ وہ کچھ نہ بولی بس اس کا چہرہ دیکھتی رہی۔۔

"تم مجھ سے کبھی بات مت کرنا۔۔میں یہی ڈیزور کرتا ہوں۔۔میں حفاظت نہیں کر سکا تم دونوں کی۔۔"وہ بول رہا تھا اور وہ اسے بولنے دے رہی تھی۔

"وہاں اس وقت تمہیں دیکھ کر مجھ پر کیا قیامت گزری تھی تم نہیں جانتی۔۔وہ تکلیف۔۔۔ وہ دکھ۔۔وہ پچھتاوا۔۔میں مر کر بھی وہ سب نہیں بھول سکتا۔۔"اس کے ہاتھ پکڑے وہ بھی بھی اسی کیفیت میں لگ رہا تھا۔۔

"میں ٹھیک ہوں ابراھیم۔۔"اس کے لبوں سے ہلکے آواز میں نکلا تو وہ ساکت ہوا۔۔وہ کتنی نقاہت زدہ لگ رہی تھی۔۔اس کی آواز کتنی مرجھائی ہوئی تھی۔

"اس آواز کو سننے کا میں نے کتنا انتظار کیا ہے۔۔"وہ بے اختیار بولا تو وہ ہلکا سا مسکرائی۔۔

"باقی سب کہاں ہیون؟"وہ پوچھنا کچھ اور چاہ رہی تھی اور پوچھ کچھ اور رہی تھی۔

"صبح کے چھ بج رہے ہیں۔زین، تمہاری بھابھی اور نبیلہ آنٹی یہاں ہوٹل میں رکے ہوئے حسین۔۔کچھ دیر میں آتے ہوں گے۔۔"وہ کہتا ہوا اس کے اوپر جھکا اور اس کے ماتھے کو چھوا۔۔رِہاف نے گہرا سانس لیا۔

"ڈاکٹرز نے آپ کو بتایا نہ؟"وہ کھڑکی کی طرف رخ کئے جو پوچھ رہی تھی ابراھیم بخوبی سمجھ گیا۔۔

"نہیں۔۔تم نے بتایا تھا۔"وہ بولا تو وہ حیران ہوئی مگر چہرہ نہیں موڑا۔۔جیسے وہ شرمندہ ہو ۔۔وہ دونوں ایک دوسرے سے منہ چھپا رہے تھے جیسے دونوں ایک دوسرے سے اداس ہو کہ اپنی اولاد کی حفاظت نہیں کر سکے۔

"کب؟"اسے یاد نہیں آیا۔

"جب میں اندر آیا تھا تب۔۔"اس نے کہا اور کرسی کو اس کے بیڈ کے قریب کر کے سر اس کے ہاتھ کے ساتھ رکھا۔۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"وہ بے اختیار پریشان ہوئی۔

"ہاں ٹھیک ہوں۔۔"اس کی آواز بھاری تھی۔۔رِھاف نے بنا کچھ کہے دائیاں ہاتھ اس کے سر کے اوپر رکھا اور اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔۔بے اختیار وہ اتنا پرسکون ہوا کہ دل کیا یہی بیٹھا رہے کہیں اور نہ جائے۔۔دھیرے دھیرے اس کی آنکھیں بند ہونے لگی اور پھر وہ گہری نیند میں چلا گیا۔۔رِھاف نے سر کو ہلکا سا اس کی طرف موڑا تو وہ سو رہا تھا۔۔وہ بنا حیران ہوئے اسے دیکھتی رہی۔وہ جانتی تھی وہ نہیں سویا ہو گا اس لئے یہاں اسے سونے دیا اور وہ اسے دیکھتی رہی۔اسے ہمیشہ سوتے ہوئے ابراہیم اچھا لگتا تھا۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تازہ محبتوں کا نشہ جسم و جاں میں ہے

پھر موسم بہار میرے گلستاں میں ہے

ایک خواب ہے جو بار دگر دیکھتے ہے

ایک آشنا سی روشنی سارے مکاں میں ہے۔

(پروین شاکر)

نظروں کو اس سے موڑ کر اس کا ذہن جواد میں اٹک گیا۔اسے معلوم تھا وہ اس جہاں سے جا چکا ہے اور یہ خیال اس خیال سے بھی بھاری تھا کہ وہ اپنے بچے کو کھو چکی ہے اس کا جسم زخمی ہے سر پٹیوں میں بندھا ہوا ہے۔۔

وہ اب ایک قاتلہ تھی چاہے وہ سیلف ڈیفینس تھا یا جو بھی تھی تو وہ ایک قاتلہ۔۔اسے اب اس حقیقت کے ساتھ ساری زندگی رہنا تھا۔۔اس گلٹ کے ساتھ ساری زندگی گزارنی تھی کہ اس کے ہاتھوں پر کسی انسان کا خون لگا ہے۔۔یہ حقیقت اتنی تلخ تھی کہ اس سوچ نے اس کے حلق کو کڑوا کر دیا تھا۔۔اسے یاد تھا سفیرہ اس کے ساتھ تھی۔۔یہ یاد ہر تکلیف پر بھاری تھی۔۔اس کی واحد دوست نے اس کو پانچ سال تکلیف دی تھی۔۔اس کو خوف زدہ کیا تھا۔۔۔اس کا دھیان اپنی چچی اور چچا کی طرف گیا۔۔وہ ان کو کیا کہے گی؟؟ کیا یہی کہ ان کے بیٹے کو اس نے قتل کر دیا؟ مگر نقصان تو اس کا بھی ہوا تھا نہ۔۔۔میرا بچہ۔۔وہ پانچ سال جو میں نے اس کی خوف میں گزارے۔۔میرے یہ سارے زخم۔۔۔میری

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تکلیفیں۔۔ لیکن اگر انہوں نے کہا کہ اس سب کے بدلے میں بھی اسے یہی تکلیف دیتی مگر مارتی نہیں۔۔ تو کیا وہ مجھے زندہ چھوڑ دیتا؟؟ وہ بس سیلف ڈیفینس تھا۔۔ اپنے آپ کے ساتھ لڑتی اب اس کے سر میں درد ہونے لگا تھا۔۔ اسے نبیلہ کی یاد شدت سے آ رہی تھی۔۔ زین لالہ اور زرمینہ کی بھی یاد آ رہے تھے۔ اس نے خود کو ہر خیال سے آزاد کیا اور آنکھیں موند لی۔۔ جیسے ہی اس کی آنکھیں بند ہوئی اس کے آگے خون ہی خون نظر آنے لگا۔۔ سرخ گاڑھا خون۔۔ اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولی اور گہری گہری سانسیں لینے لگی۔۔ اسی اثناء میں دروازہ کھلا اور اس کی رنگت زرد پڑ گئی۔۔ سامنے اظہر خان، حمزہ، طاہر خان اور ناہید تائی لوگ کھڑے تھے۔ اس نے بے اختیار ابراھیم کو دیکھا جو ابھی بھی سو رہا تھا۔

سب سے پہلے قریب آنے والی ماریہ تھی۔۔ وہ آئی اور اس کو لیٹے لیٹے گلے لگایا۔۔ وہ ساکت ہو گئی۔۔ زرد چہرہ کچھ اور زرد ہو گیا اور ہاتھ کپکپاہٹ کا شکار ہو گئے۔۔ وہ لوگ جب تک اس سے ملتے رہے وہ تب تک خوف کا شکار رہی تھی۔

"معافی چاہتے ہیون بیٹا۔۔ تمہارا حادثہ چطرناک ہے۔۔۔ ہم پہلے آنا چاہتے تھے مگر۔۔۔"

طاہر خان کہہ رہے تھے اور وہ شل دل کے ساتھ سن رہی تھی۔ "مگر جواد کی موت کی وجہ سے آنہیں سکے۔۔ آج اس کی موت کا دوسرا دن ہے۔۔ کل سوئم ہو گا۔۔ مگر تمہارے پاس بھی آنا تھا۔۔ زیادہ چوٹیں تو نہیں آئیں؟ کوئی بڑا نقصان تو نہیں ہوا؟ زین نے بتایا بہت خطرناک ایکسیڈنٹ تھا۔۔" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر زبان کو جیسے لقوہ لگ گیا تھا۔ کوئی لفظ زبان سے ادا نہیں ہو پا رہا تھا۔

"چوٹیں بھی زیادہ آئی ہیں اور نقصان بھی کافی بڑا ہوا ہے۔۔" اسے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی کیونکہ آوازوں سے ابراھیم کی نیند ٹوٹ چکی تھی اور وہ جاگ گیا تھا۔

"اللہ تم دونوں کو صبر دے۔۔" طاہر خان نے صدق دل سے دعا دی۔

"آپ کو بھی۔۔" ابراھیم نے بے اختیار کہا اور انہوں نے سر ہلایا۔ وہ لوگ کچھ دیر بیٹھے رہے تھے مگر پھر چلے گئے۔۔ رِھاف اور ابراھیم دونوں خاموش تھے۔۔ جیسے ان کے پاس کچھ تھا نہیں بولنے کو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے ڈسچارج کب کریں گے۔۔یہاں اور نہیں رہ سکتی۔۔پشاور جانا ہے مجھے۔۔دم گھٹ رہا ہے یہاں۔"کچھ دیر بعد ابراھیم کو اس کی آواز سنائی دی۔

"میں نے ڈاکٹر سے بات کی ہے۔۔آج رات ڈسچارج کر دیں گے صرف اس لئے کیونکہ ہم یہاں سے چلے جائیں۔۔وہاں تمہارا پرا پر علاج ہو گا۔"اس نے بتایا تو رِھاف نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"مجھے بھوک لگی ہے۔"اس کے کہنے پر وہ جیسے خیالوں سے جاگا۔

"آئی ایم سوری۔۔میں کچھ لے کر آتا ہوں۔۔"کہتے ساتھ وہ وہاں سے نکل گیا جب کہ وہ اس کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔اسی اثناء میں دروازہ دوبارہ کھلا اور اس بار آنے والی اس کی ماں تھی۔۔وہ روتے ہوئے اس کے قریب آ رہی تھیں اور رِھاف کو لگ رہا تھا زندگی اس کے قریب آ رہی ہے۔۔ہر تکلیف،ہر درد،ہر دکھ جیسے کہیں منہ موڑ گیا اور اس نے خود کو ان کی بانہوں میں چھپا لیا۔۔بھلا ماں کے سینے سے بہتر کوئی اور جگہ ہے دل ہلکا کرنے کے لئے؟؟زین نے گیلی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا جو نبیلہ کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ

کر رورہی تھی۔اس کے بعد وہ زرمینہ سے ملی۔۔پھر زین نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو اس کی آنکھیں پھر سے بھر آئی۔

کمرے کا دروازا کھلا اور ابراھیم اندر آیا۔۔نبیلہ نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر اس کے ہاتھ میں پکڑے خورراک کو۔۔

"کیسے ہو؟"زین کے سوال پر اس نے سر ہلایا اور نبیلہ کے آگے جھکا۔۔انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کوئی دعا دی اور پھر وہ اس کے قریب آیا۔۔اسے سینڈوچ دیا اور جوس اس کو پلانے لگا۔

"امی۔۔چاچو لوگ آئے تھے۔۔"اس نے گھونٹ لیکر نقاہت بھرے لہجے میں کہا۔نبیلہ بے اختیار چونکی اور پھر ان کے چہرے پر غصہ نمودار ہوا۔

"ان کی جرات کو تو دیکھو۔۔ابھی بھی شرم نہیں آرہی۔۔"ان کا لہجہ بتا رہا تھا ان کا غصہ زیادہ تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ لوگ کچھ نہیں جانتے امی۔۔"سینڈوچ ابراھیم کے ہاتھ سے کھاتے ہوئے وہ دھیمے لہجے میں بولی تو نبیلہ حیران ہوئی۔"سفیرہ کچھ نہیں کہے گی۔۔۔کل اس کے سوئم میں چلی جائیے گا۔۔میں اور ابراھیم پشاور چلے جائیں گے اور اگر زین لالہ چاہتے ہیں تو وہ بھی چلے جائیں۔۔"اس نے آخری گھونٹ لے کر انہیں کہا اور بات ختم کر دی۔نبیلہ پر سوچ نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔

"ٹھیک ہے۔۔"زین نے ہلکے آواز میں کہا اور ابراھیم نے سر ہلایا جبکہ رِھاف اب سیدھی ہو کر لیٹ گئی تھی۔۔

"تم لوگ کیسے جاؤ گے؟؟بائے روڈ؟"زین کے سوال پا ابراھیم نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں۔۔۔امجد نے فلائٹ بک کر دی ہے رات کو۔۔"

"چلو خیر سے جاؤ۔۔"نبیلہ نے دعا دی تو اس نے زیر لب آمین کہا اور کرسی کے ساتھ ٹیک لگا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پشاور ائیر پورٹ پر اتر کر وہ دونوں اب گھر کے راستے پر رواں دواں تھے۔۔رِھاف سارا راستہ چپ رہی تھی جبکہ وہ کچھ نہ کچھ بولتا آیا تھا۔

پشاور کے سڑکوں پر ویسا ہی رش تھا۔۔ہر طرف گہما گہمی تھی ہر طرف شور تھا۔۔مگر ایک سکوت سا تھا جو اس کے پورے جسم میں داخل ہو گیا تھا۔۔وہ جیسے لاہور گئی تھی ویسے واپس نہیں آئی تھی۔۔لاہور نے اس کے اندر کے جزبوں کو مار دیا تھا۔۔اس کے اندر کے احساسات کو چوس لیا تھا۔۔اس کی آنکھوں کی رونق لاہور نے چھین لی تھی اور وہ مردہ وجود لئے واپس آئی تھی۔۔۔گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تو وہ خیالوں سے جاگی۔۔وہ گھر کے سامنے تھی۔۔اس سے پہلے ابراھیم اترا اور پھر اس کی طرف آکر دروازا کھولا تو وہ نکلی۔۔گاڑی سے نکلی تو ٹھنڈی ہوا کا زوردار تھپڑ اس کو لگا۔۔اس نے سر اوپر اٹھایا تو آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔۔گلی میں کوئی بھی بچہ،بڑا یا بوڑھا موجود نہیں تھا۔۔وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو امجد گاڑی کو گھر کی پارکنگ میں پارک کرتا چلا گیا۔۔اندر میرا رِھاف کو گلے سے لگائے پیار کر رہی تھیں جبکہ اس نے بہت مشکل سے اپنے آنسوں پر بند ھ باندھا تھا۔

"میں تم دونوں کے لئے اتنا پریشان ہوئی ہوں کہ حد نہیں۔۔ شکر اللہ کا کہ تم ٹھیک ہو۔۔"

انہوں نے رِھاف کو پھر سے گلے لگا کر پیار کیا اور لاونج کے صوفوں پر اسے بٹھایا۔

"میں فریش ہو کر آتا ہوں۔۔"ابراھیم نے ان دونوں کو اکیلا چھوڑا اور خود اوپر چلا گیا۔

"تم ٹھیک ہو بیٹے؟"ابراھیم کے جانے کے بعد جب میرا نے اس کو خاموش محسوس کیا تو وہ جلدی سے پوچھ بیٹھی۔

"جی۔۔ میں ٹھیک ہوں.."اس نے مسکرانے کی کوشش کی مگر سر میں درد کی شدید لہر دوڑ گئی۔

"تم نے اس دن بھی کہا تھا بچے۔۔ مگر تم ٹھیک نہیں تھی۔۔ مجھے بتاؤ واقعی میں ٹھیک ہو؟"

انہوں نے اسے وہ دن یاد دلایا جس دن اس نے ابراھیم سے لڑائی کی تھی۔

"ٹھیک ہوں سچ میں۔۔ بس سر میں تھوڑا درد ہے۔۔"اس نے مسکرانے کی کوشش کی مگر مسکرا نہ سکی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ٹھیک ہے آجاؤ میں دبا دیتی ہوں ہلکا ہلکا۔۔ تمہیں آرام ملے گا۔۔"وہ انکار کرنا چاہتی تھی مگر پھر ان کے گود میں سر رکھ لیا اور وہ اس کا سر ہلکا ہلکا دبانے لگی۔۔ اتنے دنوں بعد اسے اچھا لگ رہا تھا۔۔ وہ اتنے آرام سے اس کا سر دبا رہی تھیں کہ رِھاف کو سکون محسوس ہونے لگا۔

"ہر تکلیف کو اکیلے نہیں سہتے میرے بچے۔۔ ایسے تکلیفوں پر تو لوگ لوگوں کو بتاتے ہے نہ۔۔ اپنے لوگوں کو۔۔"کچھ دیر بعد میرائی کی آواز آئی تو اس کو شرمندگی محسوس ہوئی۔۔ ان کو جب پتہ چلے گا کہ میں نے جواد کو مار دیا ہے تو ان کو کیسا لگے گا۔۔ ایک قاتل کو کیا بہو مان لے گی؟

"میں آپ سب کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔"اس کی آواز دھیمی تھی۔

"اور خود کو کیا؟؟ خود کو کتنا پریشان کیا ہے تم نے؟؟ خود کو کتنا زیادہ زخمی کر چکی ہو۔۔ خود بھی تو انسان ہو۔۔ جب تک خود پر رحم نہیں کھاؤ گی کوئی تم پر رحم نہیں کھائے گا میرے بچے۔۔"انہوں نے کہتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھا جو اب آنسوؤں سے تر تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھ سے بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے آنٹی۔۔میں کیا کروں گی؟؟میں ایسا نہیں چاہتی تھی۔۔۔"روتے روتے اس نے کہا تو میرا نے جھک کر اس کے بال چومے۔

"اللہ سے توبہ کرو۔۔۔وہ معاف کر دیتا ہے۔اس کے آگے جھکو وہ تمہیں اٹھا دے گا۔۔۔" ان کے کہنے پر اس نے لمبی سانس کھینچی۔

"اللہ کے سامنے جانے سے ڈر لگنے لگا ہے۔۔اللہ کے سامنے جھکوں گی تو وہ منہ موڑ لیں گے مجھ سے۔۔مجھے اپنے آپ اور اپنے رب سے حیاء آنے لگی ہے۔۔"اس کی باتوں سے ان کا دل دکھ سے بھر گیا تھا۔۔وہ اس کے ساتھ ہوئے پورے حادثے سے باخبر تھیں مگر وہ اسے کبھی نہیں بتائیں گی۔

"اللہ تعالیٰ منہ نہیں موڑتا میرے بچے۔۔وہی تو تھام لیتا ہے۔۔وہی تو ہمیشہ ساتھ رہتا ہے۔۔وہی تو سہارا دیتا ہے۔۔"اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے وہ کہہ رہی تھیں۔

"کیا میں معاف کر دی جاؤں گی؟"

"ضرور۔۔۔دل سے معافی مانگو تو معافی مل جاتی ہے۔۔اللہ بہت مہربان ہے بچے۔۔اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتے۔۔"انہوں نے جیسے اسے سمجھایا تھا مگر وہ کچھ نہ بولی ویسے ہی لیٹی رہی۔۔کچھ وقت بعد ابراھیم نیچے آتا دکھائی دیا۔اس نے سیاہ تھری پیس سوٹ پہنا تھا اور جانے کے لئے کہیں تیار لگ رہا تھا۔

"امی۔۔میں آفس جارہا ہوں۔۔رات کو آؤں گا۔۔خدا حافظ۔۔" کہتے ہوئے وہ رِھاف پر ایک مسکراتی نظر ڈال کر نکل گیا۔وہ چلا گیا تو رِھاف نے اٹھنے کی کوشش کی۔۔

"کیا ہوا؟ کمرے میں جانا ہے؟"میرانے اس سے اٹھنے کی وجہ پوچھی۔

"جی۔۔"اس کے سر ہلانے پر انہوں نے اسے اوپر جانے میں مدد دی۔۔اپنے کمرے میں آکر اسے جتنا سکون ملا تھا وہ بیان سے باہر تھا مگر دل کے کسی کونے میں تکلیف حد سے سوا تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آرام کرو تم میں تمہارے لئے کچھ بناتی ہوں۔۔"اس کو بیڈ پر لٹا کر انہوں نے اس پر کمبل ڈالا اور وہاں سے چلی گئیں۔ کئی دیر وہ چھت کو خالی خالی نظروں سے دیکھتی رہی اور پھر اس پر غنودگی طاری ہوئی تو اس نے آنکھیں بند کر لی۔۔

(دو ہفتے بعد)

شام کے آٹھ بج رہے تھے۔۔ سردی اپنے جوبن پر تھی۔ فروری کا مہینہ شروع ہوئے کچھ دن ہوئے تھے۔۔اس کے کئی زخم مندمل ہو چکے تھے۔۔ہاتھوں پر لگائے گئے زخم کافی حد تک ٹھیک ہو چکے تھے، سر کی چوٹ بھی اب درد نہیں کرتی تھی مگر کبھی نہ کبھی ایک شدید لہر پورے بدن میں آگ کی طرح محسوس ہوتی تھی۔ آج وہ یونیورسٹی بھی گئی تھی اور کل اس کو ایک پریزینٹیشن بھی بنانے کو دی گئی تھی اور اس وقت وہ وہی بنانے کی تگ ودو میں تھی مگر اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔ ذہن میں کچھ اور چل رہا تھا جس کا اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا۔ وہ بس خالی خالی آنکھوں سے اپنے سامنے پڑی کتابوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ کئی حد تک

وہ اس کیفیت سے نکل آئی تھی مگر ابھی بھی کوئی ایک بات، کوئی ایک ذرا سی بات اسے اسی مقام پر کھڑا کر دیتی تھی جہاں سے اس نے خود کو ہیل کیا ہوتا ہے۔۔ پہلے اسے لگتا تھا ہیلینگ آسان ہوتی ہے آپ نظریں پھیر لیں، خود کو مصروف کر لیں، دل کسی اور سے لگا لیں تو آپ ہیل ہو جائیں گے مگر اس وقت جس مقام پر وہ تھی تو وہ سوچ رہی تھی کہ ہیلینگ آسان نہیں ہوتی۔۔ جب آپ کو لگتا ہے کہ بس اب تو ہم ٹھیک ہو گئے ہیں اب ہمیں کوئی توڑ نہیں سکتا۔۔۔ اسی پہر، اسی وقت کوئی اسی بات ہو جاتی جو آپ کو اسی جگہ کھڑا کر دیتی ہے جہاں سے آپ نے خود کو چھڑوایا ہوتا ہے۔۔ ابھی بھی وہ پریزینٹیشن کو دیکھتے ہوئے سفیرہ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔ اس کی واحد دوست۔۔ کیا وہ اسے یاد نہیں کرتی؟؟ کیا اسے میرے بارے میں پوچھنا نہیں چاہئے؟؟ کیا اسے مجھے نہیں بتانا چاہئے کہ اس نے میرے ساتھ یہ سب کیوں کیا؟؟ میں نے اس کا کیا بگاڑا تھا جو وہ اس حد تک گر گئی۔۔ ذہن میں جھکڑ سے چل رہے تھے۔۔ وہ میرے بارے میں کیوں پوچھے گی؟؟ اسے تو مجھ سے چھٹکارا مل گیا۔۔ وہ جیسے اپنے خیالوں میں خود پر ہنس رہی تھی۔۔ اسے لگا دور سے کوئی

اسے پکار رہا ہے مگر کون؟؟وہ سمجھنے سے قاصر رہی۔۔دوست تو سہارا ہوتے ہے نہ؟؟؟ ایک دوسرے کا سہارا۔۔تو پھر وہ میرا سہارا کیوں نہیں بنی؟؟اس نے مجھے کیوں بے سہارا کر دیا؟؟میں منافق ہوں؟؟وہ خود کے ذہن میں سوالاوں کے انبار کے ساتھ لڑ رہی تھی۔۔اب کی بار آواز تھوڑی اونچی تھی ساتھ میں جیسے اسے ہلا گیا تھا۔

"رِھاف۔۔"وہ یکدم خیالوں سے جاگی تو اس نے اپنے ساتھ زمین پر ابراھیم کو بیٹھے پایا۔۔

"کیا ہوا؟؟تم ٹھیک ہو؟"وہ فکر مندی سے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں۔۔"اس نے غائب دماغی سے یک لفظی جواب دیا۔

"کیا کر رہی ہو؟"وہ اب اس کا دھیان بھٹکا رہا تھا وہ جانتی تھی۔

"پریزینٹیشن۔۔"

"میں مدد کروں؟"وہ اتنا تھکا ہوا تھا کہ حد نہیں مگر کمرے میں داخل ہوتے وقت اس پر نظر پڑی جو لکھنا چاہتی تھی مگر لکھ نہیں پا رہی تھی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں۔۔"اس نے کہتے ہوئے اپنا لیپ ٹاپ اسے دیا اور خود اسے دیکھنے لگی جواب اس کے ساتھ نیچے بیٹھا کام کر رہا تھا۔۔وہ دیکھ سکتی تھی اس کے چہرے پر لکھا تھا کہ وہ تھکا ہوا ہے مگر پھر بھی وہ اس کے ساتھ بیٹھا تھا اور اس کا کام کر رہا تھا۔

"آج دن کیسا گزرا یونیورسٹی میں؟"اسے چپ دیکھ کر وہ پوچھ بیٹھا کیونکہ وہ جانتا تھا وہ کس خیالوں میں ہوگی ابھی۔۔

"اچھا تھا۔۔"مختصر جواب دے کر وہ پھر سے لیپ ٹاپ کو دیکھنے لگی جو ابراھیم نے اپنے گود میں رکھا ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نبیلہ آنٹی کے گھر چلنا ہے کل؟"پریزینٹیشن بناتے ہوئے چند لمحوں بعد ابراھیم نے پھر پوچھا۔

"نہیں۔۔"

"کیوں؟"وہ حیران ہوا تھا۔لاہور سے آنے کے بعد وہ وہاں نہیں گئی تھی۔

"دل نہیں کر رہا۔۔"

"اپنی امی سے ملنے کا بھی دل نہیں کر رہا؟" وہ بے اختیار پوچھ بیٹھا۔

"امی آئیں تو تھی دو دن پہلے مل چکی ہوں ان سے۔۔" اس نے جیسے اسے یاد دلایا تھا۔

"ہاں یہ بھی ہے۔۔" اس نے کہتے ہوئے کام پر توجہ کیا اور رِھاف اس کا چہرہ دیکھنے لگی اس مرتبہ۔۔

"سفیرہ نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟" چند لمحوں بعد ابراھیم کو اس کی ہلکی آواز سنائی دی۔۔

Clubb of Quality Content

"کیونکہ وہ مخلص نہیں تھی۔۔" اسے اس جواب سے معقول کوئی اور جواب نہیں لگا تھا۔

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا میرے ساتھ وہ یہ سب کرے گی۔۔" اس کا لہجہ گلو گیر تھا ابراھیم نے بخوبی محسوس کیا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔" اس نے جیسے اسے تسلی دی تھی۔

"اب کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا میں جانتی ہوں۔۔چچا چاچی بھی اس لیے خیریت پوچھتے ہیں کیونکہ وہ جانتے نہیں ہے۔۔مگر سفیرہ جانتی ہے۔۔۔وہ جانتی ہے کہ میں نے اس کے بھائی کو قتل کیا ہے۔۔میں جانتی ہوں اب ہم دونوں کبھی ایک نہیں ہوں گے اور یہ حقیقت ہے جو بہت تلخ ہے۔۔اب ہم کبھی ایک دوسرے کا چہرہ نہیں دیکھیں گے۔۔اب ہم کبھی نہیں ملیں گے۔۔وہ میری واحد دوست تھی جسے اب میں ساری زندگی کے لئے کھو چکی ہوں۔۔یا شاید وہ مجھے کھو چکی ہے۔۔"وہ اب ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔۔اس نے لیپ ٹاپ گود سے ہٹا کر اسے اپنے گھیرے میں لیا اور اس کا حصار تنگ کیا۔۔اس کے سینے سے لگی وہ سسکتی رہی۔۔وہ جانتا تھا وہ تکلیف میں ہے۔دوستوں کو کھونا انسان کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔۔۔وہ جانتا تھا دوست بچھڑ جائیں تو کیسا محسوس ہوتا ہے۔۔اس کو سینے سے لگائے وہ اس کا سر بہت دیر تک تھپکتا رہا اور پھر وہ ویسے ہی روتے روتے اس کے سینے سے لگی سو گئی۔۔ابراھیم نے اس کو آرام سے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا کیونکہ ایسے وہ غیر آرام دہ صورت میں تھی۔۔اس پر کمبل اچھے سے اوڑھ کر وہ نیچے آیا تو میرا کے کمرے میں آیا۔وہ نماز

پڑھ کر دعا مانگ رہی تھیں۔ ابراھیم آ کر ان کے گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا تو انہوں نے بڑبڑاتے ہوئے اس پر کچھ پھونکا۔

"کیا ہوا؟" وہ آنکھیں موندے ہوئے تھا جب ان کا سوال آیا۔

"وہ ٹھیک نہیں ہے.." اس کی آواز دھیمی تھی۔

"اسے وقت دو۔۔" میرا کے جواب پر اس نے بس سر ہلایا۔۔

"وہ پہلے جیسی نہیں ہو سکتی؟" اس نے بے بسی سے کہا۔

"تم اسے اس طرح قبول نہیں کر سکتے؟" ان کے کہنے پر وہ سیدھا ہوا۔

"مجھے وہ ہر حال میں قبول ہے امی۔۔ میں بس اسے اداس نہیں دیکھ سکتا۔۔ میں اسے روتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میرا دل کرلاتا ہے۔۔ میرے بس میں ہوتا تو میں اسے کبھی رونے نہ دیتا۔۔ اسے ہر وہ چیز دیتا جس سے اس کو خوشی ملتی۔۔" میرا نے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھاما۔

"تم اسے کچھ نہ دو۔۔اسے وقت دو۔۔وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔"انہوں نے وہی بات پھر سے کی۔

"ٹھیک ہے۔۔"وہ بلکل ایسے مان گیا جیسے کسی بچے کو اس کا پسندیدہ کھلونا دینے کا وعدہ کرو اور وہ مان جائے۔

"اب جاؤ نماز پڑھو اور سو جاؤ۔۔آنکھیں دیکھو اپنی کتنی سرخ ہے۔۔۔"انہوں نے اسے ڈانٹا تو وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"اس کی پریزینٹیشن رہتی ہے وہ مکمل کروں تو پھر نماز پڑھ کر سو جاؤں گا۔۔"کہتے ساتھ وہ ان کے کمرے سے نکلا۔۔کچن پر نظر پڑی تو چائے بنانے کا دل کیا مگر اسے چائے بنانی بلکل نہیں آتی تھی۔۔ہاں رِھاف کے ہاتھ کی چائے یاد آئی اسے۔۔اس کا دل مرجھا سا گیا مگر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ اوپر آیا اور اسے دیکھا جس کے چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان تھے مگر نیند گہری تھی اس کی۔اس نے نیچے سے اس کا لیپ ٹاپ اٹھایا اور پریزینٹیشن بنانے لگا۔۔اسے دھائی گھنٹہ لگا پریزینٹیشن بنانے میں تب جا کر فارغ ہوا اور نماز

کے لئے اٹھا۔۔واشروم جا کر وضو کیا اور باہر آ کر نماز پڑھنے لگا۔۔۔نماز پڑھ کر دعا مانگ کر وہ اس کے ساتھ آ کر لیٹا جو اب کروٹ بدل کر اس کی جانب چہرہ کئے پر سکون نیند سو رہی تھی۔۔۔اس کی آنکھیں بند تھی مگر ابراھیم کو لگ رہا تھا وہ ابھی بھی اسے ہی دیکھ رہی ہے۔۔اسے دیکھتے وہ بے اختیار مسکرایا تھا اور پھر اس کا سر ہلکا سا اٹھا کر اپنا ہاتھ نیچے کیا اور اسے اپنے ہلکے میں لے لیا۔۔ہاں اب اسے سکون آیا تھا۔۔

(دو مہینے بعد)

یہ وقت سہ پہر کا تھا۔اپریل کا مہینہ شروع ہو چکا تھا۔۔سردی ابھی بھی تھی اس لئے اس نے کھدر کا سیاہ رنگ کا جوڑا پہنا تھا جو پرنٹیڈ تھا۔۔دوپٹہ کندھوں پر تھا اور بال اب لمبے ہو چکے تھے۔۔اس وقت وہ کچن میں کھڑی اپنے لئے چائے بنا رہی تھی جب میرا اندر آئی۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"رِھاف بچے۔۔میں گروسری کرنے جارہی ہوں ساتھ چلوگی؟؟"انہوں نے بڑی چادر اوڑھی تھی اور بیگ کندھے پر تھا۔

"ہاں چلتے ہیں۔"اس نے کہتے ہوئے چائے کا پیالہ رکھا اور باہر آئی۔

"تم چائے پی لو پھر چلیں گے۔۔"انہوں نے اس کے کپ کو دیکھ کر کہا۔

"اوکے۔۔"اس نے چائے کا کپ ہاتھ میں لیا اور گرم گرم گھونٹ لے کر چائے پینے لگی۔۔اسے ویسے بھی گرم چائے پینے کی عادت تھی اس لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

"میں اپنا سامان لے kr آتی ہوں۔۔"کہتے ساتھ وہ اوپر گئی اور اپنی چادر اوڑھ کر موبائل اور پرس لیا اور نیچے آئی۔

"چلیں؟"اس نے میرا کو کہا جو لاؤنج میں بیٹھی تھیں۔

"ہاں چلو۔۔"انہوں نے مسکرا کر کہا اور وہ دونوں باہر آئیں۔۔امجد باہر کھڑا تھا ان کے انتظار میں۔۔پہلے رِھاف گاڑی میں بیٹھی اور پھر میرا۔۔جیسے ہی وہ دونوں بیٹھیں گاڑی

تیزی سے وہاں سے نکل گئی اور کچھ ہی دیر میں وہ لوگ ایک ہائپر مارکیٹ کے سامنے تھے۔ اکاد کا لوگ موجود تھے۔۔ کسی کے ہاتھ میں شاپنگ بیگز تھے تو کوئی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پشاور کی مشہور ہائپر مارکیٹ ایچ بی کے، کے اندر داخل ہو کر وہ برتنوں والی سیکشن میں آگئی جبکہ میر اسبزی والے سیکشن میں۔۔ اسے خوبصورت برتن پسند تھے اور یہاں کی برتنوں کی ورائٹی بہت اعلیٰ تھی۔۔ کپس کو دیکھتی اس نے کچھ چار پانچ خوبصورت کپس اُٹھائے اور ٹرالی میں رکھے۔۔ پھر وہ سٹیشنری سیکشن میں آئی۔۔ وہاں سے پینز اور کئی مختلف چیزیں اٹھائی۔۔ اس کے بعد چپس والی سیکشن میں۔۔ وہاں سے اس نے اپنے لئے کافی چپس اور چاکلیٹ لئے۔۔ پھر نوڈلز۔۔۔ اس کے بعد کولڈ ڈرنکس والے سیکشن میں آئی تو بے اختیار اسے اپنے اوپر کسی کے نظروں کا حصار محسوس ہوا۔۔ اس کا پورا جسم الرٹ ہوا تھا۔۔ وہ پوری طرح اس کیفیت سے ابھی بھی نہیں نکلی تھی مگر پانچ سال وہ اس حصار میں رہی تھی اور کوئی اسے اگر پانچ منٹ سے زیادہ تکتا رہتا تو اسے خبر ہو جاتی۔۔ اس نے چہرہ موڑا تو کوئی بھی متوجہ نہیں تھا۔ ہر شخص اپنے کام میں مصروف تھا۔۔ اس نے اپنا وہم سمجھ کر جھٹکا

مگر اسے خوف محسوس کر رہا تھا۔اس نے اپنے قدم موڑے اور میرا کو ڈھونڈنے لگی۔

ایک تو اس مارکیٹ میں اگر کوئی آپ سے کھو جائے تو وہ اگلے دو تین گھنٹے تو آپ کو ملنے والا نہیں۔۔اس نے نظریں دوڑائی مگر وہ اسے نظر نہیں آئیں۔وہ بے اختیار کیفے آئی جہاں لوگ کھانا کھانے میں مصروف تھے۔۔ایک کرسی خالی دیکھ کر وہ وہاں بیٹھی اور ان کو اب بھی ڈھونڈ رہی تھی۔۔جب وہ اسے نظر نہیں آئیں تو اس نے پرس سے موبائل نکالا اور انہیں کال ملایا۔کال ریسیو ہوئی تو اس نے جلدی سے پوچھا۔

"آنٹی آپ کہاں ہے؟"اس کو لگا اس کا لہجہ متوازن ہے مگر چیزیں لیتی میرا کو اس کا لہجہ متوازن نہیں لگا۔

"میں تمہیں ڈھونڈ رہی ہوں کہاں ہو۔۔سامان لے چکی ہوں میں۔۔"حالانکہ وہ ابھی بھی چیزیں لے رہی تھی۔ل۔

"میں کیفے میں ہوں۔۔"کہتے ہوئے انہوں نے اسے وہیں رہنے کا کہا اور پھر اس کے پاس آئیں۔رِھاف نے دور سے ان کو دیکھ لیا تھا اس لئے اٹھ کر ان کے پاس آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے لے لیں چیزیں؟" میرا کے سوال پر اس نے سر ہلایا۔

"گھر چلیں؟" اس نے جلدی سے پوچھا۔

"ہاں چلو۔۔پیمینٹ کر کے چلتے ہے۔۔" کہتے ساتھ انہوں نے چیزیں ایک خالی کاؤنٹر پر رکھیں اور ان کی پیمینٹ کی، کچھ دیر بعد وہ دونوں وہاں سے باہر تھیں۔ گھر پہنچی تو رِھاف نے ان کو کمرے میں بھیج کر سارا سامان کچن میں سمیٹ کر رکھا اور اپنا سامان اپنے کمرے میں لے گئی۔۔اوپر آئی تو اپنا کمرہ سمیٹا اور لیٹ گئی۔۔کیا وہ نظریں صرف اسے محسوس ہوئی تھیں یا وہاں کوئی اس پر نظر رکھ رہا تھا؟؟ وہ جتنا سوچتی اتنا دل خوف سے کانپ جاتا۔۔مگر لیٹے لیٹے وہ نیند کی وادیوں میں چلی گئی تو اسے کچھ یاد نہ رہا۔۔آنکھ تب کھلی جب کمرے کا دروازا کھلا اور ابراھیم اندر آیا۔

"اسلام علیکم۔۔" اس کے سلام پر اس نے سر کے خم سے جواب دیا۔وہ قریب آیا اور اس کے سامنے کھڑا ہوا۔۔وہ اٹھی اور ہاتھوں سے آنکھیں مسل کر نیند کو بھگانے کی کوشش کی۔۔وہ اس کی حرکت پر مسکرایا تھا۔

"کیسی ہو؟"وہ تھوڑااور قریب ہوا۔

"ٹھیک ہوں۔۔آپ کیسے ہیں؟"رِھاف نے اپنے دونوں ہاتھ اس کی کمر کے گرد حائل کیے تو وہ مسکرا کر اس کے ساتھ آبیٹھا اور اس کے وہی ہاتھ تھام کر آنکھوں سے لگائے۔

"اب بلکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔۔"اس کا مطلب سمجھ کر وہ چھینپ کر مسکرائی۔

"امی کے ساتھ گئی تھی؟"

"ہاں۔۔انہوں نے گروسری کی اور مجھے کچھ ضروری سامان لینا تھا۔۔"وہ بتا رہی تھی اور ابراھیم جانتا تھا وہ ضروری سامان کیا تھا۔

"چلو اچھا کیا۔۔میں فریش ہو جاؤں تو کھانا کھانے نیچے چلتے ہیں۔"وہ کہتے ساتھ واشروم چلا گیا اور وہ وہی بیٹھی اس کا انتظار کرنے لگی۔۔کچھ وقت بعد وہ واپس آیا تو وہ ویسی ہی بیٹھی تھی۔

"چلو۔۔"اسے خیالوں سے آزاد کرتا ہوا اپنے ساتھ نیچے لایا تو میرا کھانا لگا رہی تھیں۔

"آنٹی میں مدد کروں؟"اس نے کچن میں آکر کہا۔

"ہاں۔۔یہ سلاد رکھو وہاں۔۔میں پانی لے کر آتی ہوں۔۔"اس نے "جی اچھا" کہہ کر ان سے پلیٹ لیا اور باہر آئی۔۔ابراھیم موبائل پر مصروف تھا۔۔میرا کے آتے ساتھ انہوں نے کھانا کھانا شروع کیا تو رِھاف نے اس کے ہاتھ پر مارتے ہوئے اس سے موبائل لیا تو وہ ہلکا سا مسکرایا اور میرا کو دیکھا جو مسکرا رہی تھیں۔

(دو سال بعد)

اپنی گاڑی میں بیٹھا چہرے کے آگے موبائل کیے وہ اس پر مصروف تھا۔۔انکھوں پر نظر کا چشمہ لگا تھا اور وہ سفید شرٹ کے ساتھ خاکی رنگ کی پینٹ پہنے ہوئے تھا۔

"زین کے گھر چلو امجد۔"اس نے ایک لمحے کے لئے سیاہ آنکھیں اٹھا کر امجد کو کہا اور اس نے ادب کے ساتھ سر ہلایا۔کچھ دیر بعد "دلربا" کے نام سے کچھ تصویریں بھیجی گئیں تو اس نے وہ کھولی اور چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔۔وہ زین کے بیٹے کی تصویریں تھی جن میں وہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس کے ساتھ اس کی گود میں بیٹھا تھا۔ تصویروں کو دیکھ کر وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔ان دو سالوں میں اس نے بہت کچھ پایا تھا اور بہت کچھ کھویا تھا۔۔زنیرہ حیات کا انتقال ہو گیا تھا اور رمشہ پاکستان آ کر اس کے ساتھ رہنے لگی تھی۔۔رِھاف کی سب سے زیادہ مدد کرنے والی بھی رمشہ ہی تھی جس نے ان دو سالوں میں اسے اتنا زیادہ پیار دیا تھا کہ وہ دونوں اب بہترین ساتھیاں بن گئی تھیں۔ہاں وہ جانتا تھا اس کے دل میں کہیں نہ کہیں سفیرہ ضرور ہو گی کیونکہ کچھ لوگ کبھی دل سے نہیں نکلتے اور وہ تو پھر بچپن کی دوست تھی۔۔مگر وہ خوش تھا کیونکہ وہ خوش تھی۔۔گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تو وہ خیالوں سے جاگا۔۔وہ اس کے گھر کے سامنے تھا۔۔مسکرا کر گاڑی سے اترا،امجد کو جانے کا کہا اور خود اندر داخل ہوا۔شام کے چار بجے کا وقت تھا۔مئی کا مہینہ چل رہا تھا۔۔گرمیوں کا آغاز ہو چکا تھا۔۔اس نے گھر میں قدم رکھا تو وہ لان میں نبیلہ کے ساتھ بیٹھی تھی۔اس کے گود میں زین کا بیٹا تھا۔وہ سیدھا اس کی جانب آیا جس کی اس طرف پشت تھی۔

نبیلہ اسے دیکھ کر مسکرائیں تو وہ بھی مسکرایا۔وہ قریب آیا،اس کے پیچھے کھڑے ہو کر ذرا سا جھکا اور اس کا کندھا چوما۔وہ بے اختیار مسکرائی۔

"آپ نے کہا تھا دوپہر کو آئیں گے۔"وہ مڑی تو وہ سر کھجانے لگا۔

"ایک ضروری کام سے گیا تھا۔"

"گھر چلیں؟"وہ بے اختیار بولا تو وہ کھلکھلا کر ہنسی۔

"میں سامان پیک کر لوں؟"وہ زین کا بیٹا ماں کو دیتی پوچھ کر جانے لگی تو وہ سر ہلا گیا۔

"کھانا کھا کر جاتے بیٹے۔۔"نبیلہ نے مسکرا کر کہا۔

"ضرور کھاتے آنٹی مگر آج میری بہن کی سالگرہ ہے نہ تو اس کو باہر لے کر جانا ہے اس لئے باہر کا پروگرام ہے۔۔"اس نے تفصیل سے کہا تو انہوں نے سر ہلایا۔

"اچھا میں تمہارے لئے کچھ لاؤں؟پانی،جوس کچھ بھی؟؟"ان کو جیسے ابراھیم کو ایسے بھیجنا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"آنٹی۔۔۔میں اپنے ہی گھر میں ہوں۔۔مجھے اگر چاہیئے ہوتا تو آپ سے ڈائریکٹ مانگ لیتا۔"اس نے ان کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا تو وہ مسکرائیں۔اسی پہر زین بھی اپنے کمرے سے نکل آیا اس سے ملا اور پھر نبیلہ سے اپنا بیٹا لیا۔اسے گود میں لے کر وہ ان دونوں کو دروازے کی طرف چھوڑنے ساتھ جانے لگا جب یک دم رک گیا۔

"یار پھر سے نہیں۔"وہ یکدم روتی شکل سے بولا تو ابراھیم اور رِھاف نے رک کر اسے دیکھا۔پھر اس کے کپڑوں پر نظر پڑی تو اپنا قہقہہ دبانا مشکل لگا۔اس کے بیٹے نے خود کو اس کے اوپر ہلکا کر دیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"فکر مت کرو تمہارا بھی چند مہینوں بعد یہی حال ہو گا۔"وہ چڑ کر بولا اور ان دونوں کو چھوڑ کر چلا گیا جبکہ ابراھیم نے بس نفی میں سر ہلایا تھا۔

۔۔———————۔ ۔———————۔۔

گھر آ کر ان دونوں نے میرا سے رمشہ کا پوچھا جو تیار ہو رہی تھی۔۔

"اپنے کمرے میں ہے وہ بھی تیار ہو رہی ہو گی۔۔"وہ چادر لیتی بولیں۔

"اچھا۔۔رِھاف بیٹے۔۔تم تیار نہیں ہو رہی؟"انہوں نے اسے دیکھا جو جامنی رنگ کے کپڑوں میں ملبوس تھی جس کے دوپٹے پر بھاری کام ہوا تھا جبکہ شلوار اور قمیض سادہ تھی۔

"میں تو تیار ہوں۔۔"اس نے کہا تو میرا مسکرائیں۔

"چلیں؟"اسی پہر کمرے سے رمشہ سفید فراک میں تیار نکلی تو رِھاف مسکرائی۔۔وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کے اس سے نظر ہٹانا مشکل لگا۔

"ہاں چلو۔۔"ابراھیم نے سب کو کہا اور باہر آیا۔رِھاف کے لئے آگے کا دروازا کھولا جب کے میرا اور رمشہ پیچھے بیٹھ گئیں۔گاڑی میں ہلکا ہلکا میوزک لگا تھا جبکہ باہر ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔۔

"موسم کافی خوشگوار ہے۔۔"رمشہ کے کہنے پر میرا نے سر ہلایا۔

"ہاں۔۔بہت اچھا لگ رہا ہے۔۔"رِھاف ہلکا سا مڑتی بولی تو وہ مسکرائیں،باتوں باتوں میں وہ لوگ ریسٹورنٹ پہنچے تو سب سے پہلے رمشہ اتری اور جب تک ابراھیم آکر رِھاف کے

لئے دروازہ کھولتا وہ کھول چکی تھی۔۔رِھاف بے اختیار مسکرائی تھی۔۔یہ دونوں بہن بھائی اس کی عادتیں بگاڑ رہے تھے۔۔

ریسٹورنٹ میں بیٹھے انہوں نے کھانا آرڈر کیا۔۔کچھ دیر میں کھانے کے ساتھ کیک بھی لایا گیا تو رمشہ کی آنکھیں بھیگ گئی۔۔

"رونا نہیں۔۔۔"رِھاف کے کہنے پر اس کی آنکھوں میں ٹھہرے آنسو چھلک پڑے مگر ساتھ میں وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔۔ان کو دیکھتے ہوئے میرا اور ابراھیم بھی مسکرائے۔۔

میرا نے بے اختیار نظر کی دعا پڑھ کر ان تینوں پر پھونکی اور پھر وہ سب کھانا کھانے لگے۔۔اس کے بعد ہنسی خوشی کیک کاٹا گیا۔۔اور پھر کچھ دیر بعد وہ لوگ وہاں سے نکل آئے۔۔رات کے ساڑھے گیارہ بج چکے تھے اور اب وہ لوگ گاڑی کی طرف بڑھ گئے تھے۔

وہ سب گھر کے راستے پر گامزن تھے۔گاڑی میں موجود لوگ خوش اور مطمئن تھے۔۔باتیں کر رہے تھے،ہنس رہے تھے،قہقہے لگا رہے تھے۔۔کچھ دیر میں گھر پہنچے تو وہ اتنے تھکے ہوئے تھے کہ سیدھا اپنے کمروں میں گئے اور بستروں پر دراز ہو گئے۔۔

ابراھیم فریش ہو کر آیا تو وہ سو چکی تھی۔۔ مسکرا کر اسے دیکھتا وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو کمرے میں موجود واحد لیمپ بجھایا اور اپنی جگہ پر آ کر لیٹ گیا۔۔ لمحوں بعد اس وجود نے اس کے سینے کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔ یہ اس کی عادت تھی۔۔ اور اب شاید تا عمر رہنے والی تھی۔۔

وہ اس دن مائکروویو کے آگے کھڑی کیک بنا رہی تھی۔۔ ابراھیم آفس گیا تھا اور میرا اپنے بھائیوں کے گھر۔۔ رمشہ اوپر اسکے کمرے میں تھی اور اس کا دل کچھ میٹھا کھانے کو کر رہا تھا۔۔ اس لئے وہ کیک بنانے میں لگ گئی۔ اسے ابھی تک دو سال گزر جانے کے بعد بھی ایک امید تھی کے شاید سفیرہ کہیں نہ کہیں سے آجائے گی۔۔ اوا گر آ نہیں سکتی تو کم از کم اس کی طرف سے کوئی پیغام ہی آئے گا۔۔ شاید اسے اپنے کیے پر پچھتاوا ہو گا۔۔ اور اگر اسے کوئی پچھتاوا ہوا تو وہ اسے معاف کر دے گی۔۔ یہ اس نے سوچا ہوا تھا۔۔ اور ان دو سالوں میں اس نے کسی کو اگر شدت سے یاد کیا تھا وہ وجود بھی اسی کا تھا۔۔ مگر اس طرف

ایسا سکوت تھا کہ حد نہیں۔ کیک مائکرو ویو میں رکھ کر وہ لاونج میں آئی کیونکہ گرمی بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ وہ ایسی ہی سوچ رہی تھی کہ گھر کا مین دروازا کھلا اور کوئی وجود اندر داخل ہوا۔۔ رِھاف کو لگا اس کی مانگی ہوئی دعا قبول ہوئی ہے۔۔ وہ وجود دھیرے دھیرے اس کے قریب آنے لگا اور رِھاف کا سارا وجود پتھر کا ہو گیا۔۔ کیا دوست اتنے ضروری ہوتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر آپ کے چہرے پر رونق آجاتی ہے؟ مگر وہ تو اب دوست نہیں رہی تھی تو پھر کیوں اس کا دل اسے دیکھ کر سکڑ کر پھیلا تھا۔۔

وہ وجود اب بلکل اس کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔ اس کی سیدھ میں۔۔ حالانکہ وہ دونوں جب بھی ملتے تھے تو ایک دوسرے کے گلے لگ کر ملتے تھے۔ وہ اس کے لئے چائے بناتی اور رھاف اس کو آئس کریم کھلانے کا وعدہ کرتی۔۔ مگر آج ویسی کوئی کاروائی نہیں ہوئی۔۔ وہ دونوں اپنی اپنی جگہ چپ بیٹھی تھیں، جیسے ان دونوں کو ایک دوسرے کے سامنے بٹھا گیا ہو اور کہا گیا ہو کہ لو بیٹھو اور دو سال پہلے جو ہوا تھا اس کا حساب چکتا کر کے اپنے پرانے تعلق کو یا ختم کر لو یا استوار کر لو۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے دو سال تمہارے آنے کا انتظار کیا ہے۔۔ ہر دستک، ہر میسیج، ہر فون کال پر میں چونک جاتی تھی۔۔ میں امید کرتی تھی، دعا مانگتی تھی کہ اب کی بار تمہاری کال ہو۔ دروازے کی دستک اور پھر کھل جانے تک میں اس وقت دروازے کو دیکھتی تھی کہ شاید اب تم ہو گی۔۔ میں نے تمہارے آنے کا انتظار کیا ہے سفیرہ۔۔" بولتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے تھے۔ سامنے بیٹھے وجود میں حرکت ہوئی اور وہ اس کی طرف تھوڑا جھکی۔۔

"اور تمہیں پتہ ہے۔۔۔ ان دو سالوں میں، میں نے کیا کیا ہے؟" اس کا لہجہ سرد تھا۔۔ رہاف کو یک دم کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔ اسے لگا وہ دو سال پہلے والے مقام پر پھر سے کھڑی ہو گئی ہے۔۔

"میں نے تمہارے مرنے کی خبر کا انتظار کیا ہے۔۔" رہاف کا چہرہ ایسا سفید ہوا جیسے کسی نے اس کے چہرے پر سفید چونا پھیر دیا ہو۔ "میں ہر فون کال پر دعا مانگتی تھی کہ دوسری طرف سے کہا جائے کہ رہاف بنت مراد مر گئی ہے، میں ہر دروازے کی دستک پر چونک

جاتی تھی کہ اب کوئی شخص آئے گا اور کہے گا سفیرہ مبارک ہو رھاف مر گئی ہے۔۔ مگر تم کتنی ڈھیٹ ہو۔۔ مرتی ہی نہیں ہو۔۔ مرجاؤ تم رھاف۔۔ مرجاؤ تم۔۔"وہ اب چیخ چیخ کر اس کو بد دعائیں دے رہی تھی جبکہ رھاف سفید چہرہ لیے اسے تک رہی تھی۔۔یہ کون تھی؟ یہ وہ سفیرہ نہیں تھی جسے بچپن سے جانتی تھی۔۔یہ اس کی دوست ہو ہی نہیں سکتی تھی۔یہ وہی لڑکی تھی جس نے اسے پانچ سال ہانٹ کیا تھا۔۔

"سفیرہ۔۔"اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی سفیرہ کی چیخ نے اس کو خاموش کر دیا۔

"میرا نام مت لو۔۔ تمہیں شرم نہیں ہے؟ تم کس طرح میرا نام لے سکتی ہو؟ ہم دوست تھے رھاف۔۔ تمہیں اس دوستی کا پاس رکھنا چاہیئے تھا۔۔"وہ ہنوز چیخ رہی تھی۔۔سیڑھیوں سے نیچے بھاگ کر آتی رمشہ ان دونوں کو دیکھ کر ساکت ہو گئی تھی۔

"ہم دوست تھے۔۔ایگزیکٹلی۔۔ہم دوست تھے۔۔ تمہیں پاس رکھنا چاہیئے تھا۔۔تم نے پانچ سال مجھے ہانٹ کیا۔مجھے خوف زدہ کیا۔۔اور اب بھی تم میں اتنی شرم نہیں۔۔ میرے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سامنے آکر ایسے بات کر رہی ہو جیسے سارا قصور میرا ہے۔۔۔"اس بار رِھاف پھٹ پڑی۔

"تمہیں پتہ ہے مجھے کتنا عجیب لگتا ہے۔۔اس دوستی کو تم نے میرے گلے کا طوق بنا دیا۔۔ میں اپنے چہرے کو دیکھتی ہوں تو مجھے خود پر ترس اور تم سے نفرت محسوس ہوتی ہے۔۔مگر میں تم سے نفرت نہیں کر سکتی۔ایک عرصہ تم سے محبت کرنے میں گزرا ہے اب تم سے نفرت کیسے کروں مجھے سمجھ نہیں آتا۔۔حالانکہ تم صرف نفرت کے قابل ہو سفیرہ طاہر خان۔۔"اس کا گلہ خشک ہوا تو وہ چپ ہوئی۔۔ان دونوں کو دیکھتی رمشہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکی تھی۔

مجھے کوسنے کے بجائے خود کے بارے میں کیا خیال ہے؟؟تم ایک قاتلہ ہو۔۔میرے بھائی کو مار دیا تم نے۔۔"سفیرہ اس کے اوپر غرائی۔۔"تم منحوس ہو۔۔تم سب کھا گئی ہو۔۔ہمارے گھر کی رونق کھا گئی ہو تم۔۔تمہیں پتہ بھی ہے کیسا محسوس ہوتا ہے؟جب گھر میں سب جواد بھائی کو کوستے ہیں کہ اس نے خودکشی کیوں کی؟؟تمہیں پتہ ہے اتنے بڑے جھوٹ کے ساتھ کیسے رہتی ہوں میں؟"رِھاف اسے دیکھتے ہوئے استہزایا ہنسی۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"قاتلہ میں نہیں ہوں۔۔وہ سیلف ڈیفنس تھا جو میں نے کیا ورنہ تم دونوں بہن بھائی مجھے مار دیتے۔۔۔اور تمہیں کس بات کا دکھ ہے۔۔ جھوٹ تم نے میرے لئے نہیں اپنے لئے بولا ہے کیونکہ جانتی ہو سچ اگر بولو گی تو پکڑ تمہاری ہو گی۔"وہ ایسے بولی جیسے اپنے دل کی بھڑاس نکال دی ہو۔۔

"تم جو بھی کہو۔۔تم ایک قاتلہ ہو۔۔"اس بار وہ دھاڑی جیسے اسے رِھاف کی باتوں نے ملامت کیا ہو۔۔اور جیسے وہ سارا کیا اس پر الٹنا چاہتی ہو۔۔

"وہ سیلف ڈیفنس تھا۔۔"اس نے کوشش کی وہ بھی اسی کی طرح چیخ سکے مگر آواز حلق میں کہیں دب گئی۔

"خود کو کتنا بھی دلاسہ دلادو۔۔یہ تم بھی جانتی ہو اور میں بھی کہ وہ سیلف ڈیفینس نہیں تھا۔۔تم سیلف ڈیفینس میں اسے پیٹ میں بھی مار سکتی تھی۔۔ کندھے پر یا چلو پیر میں مار دیتی۔۔۔مگر تم نے اس کے دل پر وار کیا۔۔"اب وہ اٹھ کر اس کے اوپر چلا رہی تھی۔اپنا کیا اس پر الٹنا چاہتی تھی۔وہ اس کو ٹرگر کر رہی تھی اور رِھاف ہو رہی تھی۔۔رمشہ کو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

صورتحال خطرناک حد تک خراب لگی۔۔"مگر تم نے اسے قتل کر دیا۔۔قاتل ہو تم رھاف بنت مراد۔۔ایک قاتل۔۔جیتے جاگتے انسان کا خون کرنے والی قاتل۔۔"

"میں۔۔قاتل۔۔نہیں۔۔ہوں۔۔"وہ بے اختیار اٹھی اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔۔دو سال کی تھیراپی کہیں خاک میں مل گئی تھی۔۔"قاتل وہ تھا۔"اگر ایسا ہے تو پھر ایسا ہی سہی۔۔"جانتی ہو۔۔زاویار۔۔ہاں وہی۔۔اس کو قتل کرنے والا تمہارا بھائی تھا۔۔وہ ایک پاگل آدمی تھا سفیرہ طاہر خان۔۔وہ سائکو پیتھ تھا۔۔ایک کلر اور اسٹالکر۔۔جس کے ساتھ تم بھی شامل تھی۔۔تمہیں پتہ ہے میں نے چھ سال تم دونوں کے خوف میں گزارے ہیں۔۔چھ سال۔۔"وہ اب اس کے سامنے کھڑے بول رہی تھی۔۔وہ چیخ نہیں رہی تھی بلکہ بول رہی تھی مگر سفیرہ کے چہرے سے سارا خون نچڑ گیا۔۔

"تم جانتی بھی ہو۔۔اس وقت کیسا محسوس ہوتا ہے جب ایک وجود ہر وقت تم پر نگاہ رکھتا ہو۔۔تمہیں میلز بھیجتا ہو۔۔تمہیں لاشوں کی تصویریں بھیجتا ہو اور لاش بھی انکے جن سے تم محبت کرو۔۔۔تم جانتی بھی نہیں ہو کہ تب کیسا محسوس ہوتا ہے جب اپنے گھر میں تم خود

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کو غیر محفوظ تصور کرو۔۔ تمہیں نیند میں بھی علم ہو جائے کہ کوئی موجود ہے تمہارے کمرے میں، تمہارے گھر میں اور تم خوف سے آنکھیں نہ کھول سکو۔۔۔ نہیں تم نہیں جانتی۔۔۔ کیونکہ تم ان سب سے نہیں گزری۔۔ مگر میں گزری ہوں۔۔ تم نے ساتھ دیا ہے۔۔ تم کبھی نہیں جان سکو گی۔۔"وہ اس کے قریب ہوئی۔۔"تم جانتی ہو جس دن اس نے زاویار کا قتل کیا تھا اس دن اس کی بہن کا نکاح تھا۔۔ وہ اپنے گھر کا بڑا بیٹا تھا۔۔ اس نے اپنے گھر والوں کے خواب پورے کرنے تھے مگر بہن کے نکاح والے دن اس کی لاش اس کے گھر گئی تھی۔۔ تم تصور کرو کیسا محسوس ہوتا ہے۔۔ یہ سب چھوڑو۔۔ اس نے میری بچے کو مار دیا تھا سفیرہ اور اس وقت تم بھی وہاں تھی۔۔ اسے اگر مجھ پر ترس نہیں آیا تھا تو میرے بچے پر تو ترس کھا سکتا تھا نہ؟؟ تم بھی تو مجھ پر ترس کھا سکتی تھی۔۔ تم تو سب کچھ جانتی تھی۔۔ تمہیں تو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔"اس نے تھک کر چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپایا اور رو پڑی۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اپنے کس کس نقصان پر روئے۔ مگر سفیرہ کا چہرہ ویسا ہی رہا۔۔

"اس دن میرا ابھی نکاح تھا رھاف جس دن تم نے میرے بھائی کو قتل کیا اور فرار ہو گئی۔ میں اپنے بھائی کے لاش سے گزری ہوں۔۔"اس کا لہجہ ویسا ہی تھا سرد۔۔رمشہ کو رھاف پر اس وقت ترس آیا کیونکہ وہ ایک پتھر کے ساتھ سر مار رہی تھی اسے یہاں سے کچھ نہیں ملنا تھا۔رھاف کو لگا کسی نے اسے سیدھا منہ پر چھانٹا دے مارا ہے۔

"اگر تمہارا بھائی اور تم مجھے بخش دیتے تو ویسا کچھ نہ ہوتا۔۔سب ٹھیک ہوتا۔۔"وہ سر دونوں ہاتھوں میں پکڑے بولی تو سفیرہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"مجھے لگتا تھا تم مجھے سمجھ جاؤ گی۔۔"کچھ دیر بعد رھاف دکھ سے بولی۔۔اس نے دو سال اس امید پر گزارے تھے کے سفیرہ پشیمان ہو گی۔۔اس کا ساتھ دیگی مگر اس کی سفیرہ سے لگائی ہوئی امید اب خاک ہو گئی تھی۔۔

"نہیں۔۔میں تمہیں اپنے بھائی کا قتل نہیں بخشوں گی۔"وہ غرائی تھی۔

فار گاڈ سیک۔۔وہ قتل نہیں تھا۔۔"رھاف چیخ پڑی۔۔اسے لگا وہ اب اپنا ضبط کھو دیگی۔

"تمہارے شوہر اور گھر والوں نے تمہارے دماغ میں بٹھادیا ہے کہ وہ قتل نہیں سیلف ڈیفینس تھا مگر وہ نہیں تھا۔۔ تمہارے دل کے اندر کہیں تم خود بھی جانتی ہو کہ وہ سیلف ڈیفنس نہیں تھا اور تم اسے مارنا چاہتی تھی مگر تم مانتی نہیں ہو۔۔ ہے نہ؟" وہ اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی اور آخر میں طنزیہ مسکرائی۔

"نہیں۔۔ وہ سیلف ڈیفنس تھا۔" اس نے سر جھکا کر کانوں پر ہاتھ رکھ لئے تھے۔ وہ رات جیسے واپس آگئی تھی۔۔ رمشہ کو بے اختیار اٹھ کر اس کے پاس آنا پڑا۔

"تمہارے شوہر نے کس طرح تمہیں ہر چیز سے بری الزمہ کر دیا۔۔ ہر چیز سمبھال لی۔ تم بھی ٹھیک ہو گئی۔۔ تمہاری فیملی بھی۔۔ تم لوگوں کا پیپی اینڈ ینگ اور ہمارا کیا؟" وہ پھنکاری تھی۔ اسے پہلی دفعہ سفیرہ سے خوف آیا تھا۔۔ کیونکہ جب دوست دشمن بن جائے تو تمہیں چاہیے کہ اس سے خوف کھاؤ۔۔ اور رھاف کو اس وقت اس سے خوف محسوس ہوا۔

"سفیرہ طاہر خان آپ ابھی اسی وقت یہاں سے نکلے۔۔" رمشہ کے کہنے پر وہ بس مسکرائی۔ طنزیہ مسکراہٹ۔

"سفیرہ۔۔ہم دوست تھے۔"رھاف کو اپنی آواز بھی اس وقت اجنبی لگی۔

"غلط۔۔ہم کبھی دوست نہیں تھے رھاف مراد خان۔ہم دونوں کو دوستی پر فورس کیا گیا تھا۔۔ہمارے سامنے حالات ایسے بن گئے تھے کہ ہم دوست بن گئے تھے حالانکہ ہمارے درمیان کچھ بھی کامن نہیں تھا۔۔تم انٹروورٹ تھی،میں ایکسٹرورٹ، تمہیں لوگ نہیں پسند تھے اور مجھے لوگ پسند تھے،تم بولتی نہیں تھی اور میں بہت زیادہ بولتی تھی۔۔مجھے لوگوں کی توجہ اور محبت چاہیئے ہوتی تھی جبکہ تم ان سب سے بے نیاز ہوتی تھی۔ہم دونوں ایک دوسرے کے الٹ تھی۔۔"وہ بول نہیں رہی تھی وہ رھاف کے کانوں میں زہر گھول رہی تھی۔رمشہ اپنی جگہ ساکت تھی۔یہ دوستوں کی کونسی صفت تھی؟دوست تو ایک دوسرے کا سہارا ہوتے ہے۔۔یہ لڑکی سہارا کیوں چھین رہی تھی؟

"ہم ایک دوسرے کے ساتھ ٹاکسک تھی،شاید تم نے غور نہ کیا ہو مگر میں نے کیا ہے۔۔ہم کبھی بھی ایک دوسرے کے ساتھ ٹھیک نہیں تھے۔"اگر وہ یہ سب سمجھتی تھی تو رھاف اس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ اس کے ساتھ گزارے ہوئے وہ پچیس سال کیا ردی تھے؟کیا وہ

بچپن سے اس کے ساتھ اتنی ٹاکسک تھی؟(ظاہر ہے) کیا رھاف کا کیا ہر ایفرٹ سفیرہ طاہر خان کے لئے ردی تھا؟اور اس خیال نے رھاف کے دل کو شل کر دیا۔

"میں تم سے محبت کرتی تھی سفیرہ۔۔تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا تم مجھے نہیں چھوڑو گی۔تو پھر تم نے ایسا کیوں کیا؟؟؟"وہ رو رہی تھی۔رمشہ اگر اس کو پکڑے ہوئے نہ ہوتی تو وہ گر پڑتی۔"تم میری واحد دوست تھی۔۔تمہارے علاوہ میرے دوست نہیں تھے۔۔مجھے ہمیشہ سے یہ یقین تھا۔۔کہ تم ہو تو مجھے کسی اور کی ضرورت نہیں۔۔میں نے تم پر اندھا اعتماد کیا اور تم نے مجھے بتا دیا کہ میں اندھی ہوں۔۔۔"وہ رو رہی تھی۔۔۔اس کی زندگی کا سرمایہ لٹ رہا تھا مگر وہ رونے کے علاوہ اور کیا کر سکتی تھی؟اس کا کل اثاثہ سامنے کھڑی لڑکی تھی مگر اب کچھ بھی پہلے کی طرح نہیں ہو سکتا تھا وہ جانتی تھی۔۔

"ہم دوست تھے۔۔اب نہیں ہیں۔۔تم وہ لڑکی ہو جس نے میرے حصے کی محبت کھائی،میرے حصے کا پیار سمیٹا اور میرے حصے کی خوشیاں کھالی۔۔تمہارے ساتھ ہر تعلق پر پر میں لعنت بھیجتی ہوں۔۔"وہ اس کے چہرے کے قریب ہوئی اور بول کر دور ہوتے

ہوئے وہاں سے نکل گئی۔۔رہاف کا دل رک گیا اور وہ رمشہ کی بانہوں میں چیخ چیخ کر رونے لگی۔زندگی اس کے ساتھ ایک بار پھر بے رحم ہوئی تھی۔۔ایک بار اور وہ منہ کے بل گری تھی۔دوستوں کو الوداع کہنے سے پہلے انسان کو مر جانا چاہیے کیونکہ ان کو جاتے ہوئے دیکھنا عذاب ہوتا ہے۔

دوست بن کر بھی نہیں ساتھ نبھانے والا

وہی انداز ہے ظالم کا زمانے والا۔۔

اس نے پلٹ کر اس کو نکلتے ہوئے دیکھا۔۔اس نے ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔۔

کیا کہے کتنے مراسم تھے ہمارے اس سے

وہ جو ایک شخص ہے منہ پھیر کر جانے والا۔

رِہاف تو اس کو ناپسند کرنے لگی تھی۔۔وہ تو دل سے اتر چکی تھی پھر اسے اتنی تکلیف کیوں ہو رہی تھی؟؟

تم تکلف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فراز

دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا۔

وہ تو بے وفا اور دھوکے باز نکلی تھی تو پھر بھی اس کے جانے سے اتنی تکلیف کیوں ہوئی تھی۔۔

وہ رات کو جب گھر آیا تو گھر میں خاموشی تھی۔۔کچن سے کچھ جلنے کی بو آ رہی تھی۔وہ اوپر جانے کے بجائے کچن میں آیا تو مائکروویو بند تھا مگر وہاں سے جلنے کی بو آ رہی تھی۔وہ قریب گیا اور مائیکروویو کھولا تو وہاں سے دھواں نکلا۔۔بے اختیار کھانس کر دور ہوا۔۔وہ کچن سے نکل کر بھاگ کر اوپر اپنے کمرے میں آیا تو رمشہ اور رِھاف کو ایک ساتھ صوفے پر بیٹھے پایا۔وہ قریب آیا تو اس نے رِھاف کو روتے ہوئے پایا۔

"کیا ہوا؟"اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

"سفیرہ آئی تھی۔۔اب آپ سمنبھالیں میں جا رہی ہوں۔۔"اس نے وہاں سے جانا بہتر سمجھا اس لئے چلی گئی اور ابراھیم نے اس کو خود سے لگایا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا اس نے کیا کیا کہا ہو گا۔

"اس نے کہا میں قاتل ہوں۔۔حالانکہ وہ سب کچھ جانتی ہے۔۔شریک جرم وہ تھی اور اس نے الزام مجھے دیا۔۔"اس کا لہجہ گیلا تھا۔

"نہیں۔۔تم قاتل نہیں ہو۔۔"وہ دھیمے لہجے میں بولا اور اس کی پیٹھ سہلانے لگا۔

"میں نے اس کو اپنا دوست سمجھا تھا۔۔مگر اس نے مجھے پانچ سال اذیت دی۔۔"اس کی آواز اب بھی دھیمی تھی۔

"ہر دوست،دوست نہیں ہوتا۔۔۔"ابراھیم کا جملہ اسے کوڑے کی طرح لگا تھا۔

"مجھے سونا ہے۔۔"بے اختیار وہ پیچھے ہوئی اور اٹھ کر بیڈ کی طرف چلی گئی۔۔ابراھیم جانتا تھا وہ اب کئی ہفتے تک اسی کیفیت میں رہے گی۔۔اس لئے اس کو جانے دیا۔۔اور خود اپنے معمول کا کام کرنے لگا۔

دن ہفتوں میں گزرنے لگے اور ہفتے مہینوں میں۔۔ سفیرہ کے دیے ہوئے زخم اب بھی تازہ تھے۔۔ کچھ زخم بھر بھی جائیں تو ان سے خون رسنا بند نہیں ہوتا اور وہ وہی زخم ہوتے ہیں جو دوستوں کے دیے ہوئے ہوتے ہے۔۔ اس رات وہ نبیلہ کے گھر سے واپس ابراھیم کے ساتھ آئی تو وہ سیدھا فریش ہونے چلا گیا جبکہ وہ اس کا انتظار کرنے لگی۔ کچھ دیر بعد جب وہ باہر آیا تو وہ ویسی ہی بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا؟ ایسے کیوں بیٹھی ہو؟" وہ حیران ہوتا ہوا اس کے ساتھ آ کر بیٹھا۔

"مجھے کچھ بتانا ہے۔۔" وہ بولی تو ابراھیم نے سر ہلا کر جیسے اسے بات کرنے کی اجازت دے دی۔ انہوں نے ڈھائی سال پہلے ہوئے واقعے کو اپنی زندگی سے نکال دیا تھا۔ ان ڈھائی سالوں میں اگر ابراھیم اس کے ساتھ نہ ہوتا تو وہ ابھی تک اسی جگہ پھنسی رہتی۔ یہ نہیں تھا کہ وہ مکمل طور پر ٹھیک ہو گئی تھی۔۔ یادیں اسے ابھی بھی ہانٹ کرتی تھی، کوئی نوکیلی چیز دیکھ کر ڈر جاتی تھی کوئی ایک منٹ سے زیادہ اسے دیکھ لے تو وہ ڈر کر اس جگہ کو چھوڑ دیتی

تھی۔۔زندگی میں وہ ان چیزوں سے شاید ہمیشہ ڈرتی رہی گی مگر ابراھیم ساتھ ہو گا تو وہ ٹھیک ہو گی یہ جیسے اس کا دل کہتا تھا۔۔

"کہاں کھو گئی ہو یار...."وہ اس کی ناک کھینچ کر حال میں لے آیا۔

"مجھے آپ کو بتانا تھا کے۔۔کہ آئی ایم پریگننٹ۔۔"بیچ میں ہکلا کر اس نے آخری جملہ جلدی ختم کیا تو ابراھیم پہلے حیران ہوا، پھر جب بات سمجھ میں آئی تو ساکن ہوا اور اسے دیکھتا رہا۔۔

"واقعی؟"وہ یقین نہیں کر پا رہا تھا۔

"ہمم۔"اس نے سر ہلا کر تصدیق کی تو وہ یک دم مسکرایا تھا۔پھر اس کو زور سے خود میں بھینچا۔

"اوہ میرے اللہ۔۔کب؟؟"وہ اس کا سر چومتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"ہفتہ پہلے پتہ چلا۔۔"وہ دھیمی آواز میں بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے اتنی دیر سے بتا رہی ہو؟"وہ جیسے خفا ہوا تھا مگر وہ ابھی تک اس کے بانہوں میں تھی۔

"بتا تو دیا۔۔"وہ چڑ گئی تو وہ قہقہہ لگا گیا۔۔اور پھر اس نے رِھاف کا سر چوما، پھر ماتھا اور پھر اس کے دونوں ہاتھ چوم کر آنکھوں سے لگائے۔۔وہ بس مسکراتی ہوئی اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"مننہ زمادلربا۔۔"(شکریہ میری دلربا)

"میں نے رمشہ سے کیک منگوایا تھا لاؤں؟"یک دم یاد آنے پر پوچھ بیٹھی۔۔

"ہاں کیوں نہیں۔"وہ مسکرا کر اٹھی اور نیچے آئی۔۔کچن میں داخل ہو کر اس نے مائکرو ویو سے کیک نکالا اور کچن سے نکل آئی جب کوئی کھٹکا ہوا۔۔وہ بے اختیار ساکت ہو گئی۔۔ نظریں ادھر اُدھر گھمائی مگر کچھ نہیں تھا۔۔بے اختیار اس کے قدموں میں تیزی آ گئی اور بھاگ کر اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔۔اتنے دھڑام سے داخل ہونے پر ابراھیم حیران ہوا۔۔

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں۔۔"وہ مسکراتی اس کے ساتھ بیٹھی اور کیک کو آگے کیا جس پر" im eating for two now"لکھا ہوا تھا۔وہ بے ساختہ مسکرایا۔

"یہ میں نے نہیں لکھا۔۔رمشہ نے لکھوایا ہو گا۔۔"وہ شرمندہ ہوئی۔

"اس پر لکھا ہونا چاہیئے تھا"we made a little miracle"وہ بولا تو رِہاف قہقہہ لگانے پر مجبور ہو گئی جبکہ ابراھیم نے اسے خود سے لگالیا۔۔

اسے زندگی سے کچھ اور نہیں چاہیے تھا۔۔اسے بس یہی کافی تھا.....

کوئی ابر اڑے کسی قلزم سے رس برسے میرے ویرانے پر۔۔

کوئی جاگتا ہو کوئی کڑھتا ہو میرے دیر سے واپس آنے پر۔۔

کوئی سانس بھرے میرے پہلو میں۔۔

کوئی ہاتھ دھرے میرے شانے پر۔۔

اور دبے دبے لہجے میں کہے۔۔۔

تم نے اب تک بڑے درد سہے، تم تنہا تنہا جلتے رہے۔۔

سنو تنہا چلنا کھیل نہیں۔۔

چلو آؤ میرے ہمراہ چلو۔۔

چلو نئے سفر پر چلتے ہے۔۔

چلو مجھے بنا کے گواہ چلو۔۔

(عاقب صابر)

. . — . — . .

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ختم شد۔

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842